اردو ہائیکو میں نعتیہ عناصر کا تجزیاتی مطالعہ

مقالہ نگار

بینش الیاس

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

نومبر ۲۰۱۸ء

©

اُردو ہائیکو میں نعتیہ عناصر کا تجزیاتی مطالعہ

مقالہ نگار

بینش الیاس

یہ مقالہ

ایم فل (اُردو)

کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے لیے پیش کیا گیا

فیکلٹی آف لینگوئجز

(اُردو زبان و ادب)

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

نومبر ۲۰۱۸ء

©

مقالے کے دفاع اور منظوری کا فارم

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انھوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف ہائیر لینگو یجز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالے کا عنوان: **اردو ہائیکو میں نعتیہ عناصر کا تجزیاتی مطالعہ**

پیش کار: بینش الیاس رجسٹریشن نمبر:۱۱۰۳M.Phil/urd/F/۱۵

ماسٹر آف فلاسفی

شعبہ: شعبہ زبان و ادب اردو

ڈاکٹر نازیہ ملک ____________________

نگران مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد سفیر اعوان ____________________

ڈین فیکلٹی آف لینگو یجز

بریگیڈیئر محمد ابراہیم ____________________

ڈائریکٹر جنرل

____

تاریخ

اقرار نامہ

میں بینش الیاس حلفیہ بیان کرتی ہوں اس مقالے میں پیش کیا گیا مواد میرا ذاتی ہے اور نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز اسلام آباد کے ایم فل اُردو سکالر کی حیثیت سے ڈاکٹر نازیہ ملک کی نگرانی میں کیا گیا ہے۔میں نے یہ کام کسی اور یونیورسٹی یا ادارے میں ڈگری کے حصول کے لیے پیش نہیں ہے اور نہ آئندہ کروں گی۔

____

بینش الیاس

مقالہ نگار

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

نومبر ۲۰۱۸ء

فہرست ابواب

مقالے کے دفاع اور منظوری کا فارم iii

اقرار نامہ iv

فہرست ابواب v

مقالے کا دائرۂ کار vii

Abstract viii

مقالے کا مقصد ix

اظہارِ تشکر x

باب اول: اردو ہائیکو کی روایت کا جائزہ ۱

الف) اردو ہائیکو کی روایت ۱

ب) جاپانی ہائیکو کے اردو میں تراجم کی روایت ۱۶

۔ حوالہ جات ۲۹

باب دوم: اردو نعت کے موضوعات کا جائزہ ۳۱

الف) اردو نعت کی روایت ۳۱

ب) اردو نعت کے موضوعات ۴۵

۔ حوالہ جات ۵۸

باب سوم: اُردو نعتیہ ہائیکو فکری جائزہ ۶۰

۔ حوالہ جات ۹۰

باب چہارم:	نعتیہ ہائیکو کا فنی جائزہ	۹۱
الف)	اسلوب بیان	۹۱
ب)	صنعتوں کا استعمال	۱۰۹
ج)	ہئیت کے تجربات	۱۱۷
۔	حوالہ جات	۱۱۸
باب پنجم:	مجموعی جائزہ، نتائج و سفارشات	۱۱۹
۔	نتائج	۱۳۹
۔	سفارشات	۱۴۰
	کتابیات	۱۴۱

مقالے کا دائرہ کار

میرے تحقیقی مقالے کا موضوع اردو ہائیکو میں نعتیہ عناصر کا تجزیاتی مطالعہ ہے۔ مقالے میں فقط اِن ہائیکو نگاروں کو شامل کیا گیا ہے جن کے ہاں نعتیہ عناصر ملتے ہیں۔ اس حوالے سے میں نے مقالے میں اِن ہائیکو نگاروں کا انتخاب کیا ہے۔ میں نے اپنے تحقیقی مقالے کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے باب میں اردو ہائیکو کی روایت کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جاپانی ہائیکو کے تراجم کی روایت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

دوسرے باب میں اردو نعت کی روایت اور نعت گوئی کے موضوعات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تیسرے باب میں اردو نعتیہ ہائیکو کا فکری جائزہ لیا گیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار کے متعلق تمام پہلوئوں کو بیان کیا گیا ہے۔ چوتھا باب اردو نعتیہ ہائیکو کے فنی جائزہ پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں اردو نعتیہ ہائیکو کا علم بیان صنعتوں اور اسلوب کے حوالے سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ نعتیہ ہائیکو کے ہیئتی تجربات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔

پانچواں اور آخری باب تحقیقی مقالے کے مجموعی جائزہ پر مشتمل ہے۔ جس میں اردو نعتیہ ہائیکو کی روایت، فکری وفنی تجزیے کے ساتھ ساتھ ادب میں نعتیہ ہائیکو کی اہمیت کو سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ABSTRACT

The subject of my research paper is "The analytical study of Natiya elements in Urdu Haiku". I have divided my paper into five chapters in the first chapter the tradition of Haiku is Urdu has been analysed briefly and besides there is a description of the translation of Japanese Haiku.

In the second chapter there is description of the tradition of Urdu Naat and an analysis of the subject matter of Urdu Naats".

In the third chapter there is intellectual analysis of Urdu Natiya Haiku and further the history and character of the Holy Prophet (PBUH) has been analysed precisely.

The fourth chapter has been dedicated to the literary analysis of Urdu Naatiya Haiku. In Section the diction types and rhetoric analysis of Urdu Naatiya Haiku has been accomplished. In this section Urdu Naatiya Haiku has been analysed with reference to its rhetoric, type and diction.

The fifth and last chapter is dedicated to the overall analysis of the research paper in this section, the importance and the intellectual literary analysis of Urdu Naatiya Haiku has been summarized.

مقالے کا مقصد

ہائیکو بنیادی طور پر ایک جاپانی مصنف ہے جو ۵۔۷۔۵ آہنگ کا مجموعہ ہے۔ جاپان میں اس کے موضوعات مناظر فطرت سے متعلق ہیں۔ لیکن جب پاکستان میں اس حوالے سے تجربات کیے گئے ہیں تو زندگی کے دیگر ثقافتی مظاہر کے ساتھ ساتھ نعت کے حالے سے بھی اس میں طبع آزمائی کی گئی ہے۔

میرا تحقیقی موضوع بھی نعتیہ عناصر سے متعلق ہے۔ جس میں نعتیہ ہائیکو کا تجزیہ کر کے یہ دیکھنے کی کوشش کی جائے گی کہ ہائیکو نعتیہ عناصر کو اپنے دامن میں کیسے سمیٹتی ہے۔

اردو میں نعتیہ ہائیکو کے حوالے سے کام نہیں ہوا۔ اس سے ہائیکو میں موجود نعتیہ پہلوؤں کو سمجھنے میں مدد ملے گی جو تحقیق کے لیے موثر ثابت ہو گی۔

اظہارِ تشکر

میں سب سے پہلے اپنے پاک پروردگار کی شکر گزار ہوں جس نے آج مجھے اس مقام تک پہنچایا کہ میں اپنا ایم فل کا مقالہ مکمل کر سکوں اور مجھے اتنی ہمت دی کہ اس مقالے کی تکمیل کے دوران پیش آنے والی دشواریوں اور کٹھن مراحل سے نبرد آزما ہو سکوں۔

اس کے بعد میں اپنے اساتذہ کا تہہِ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جنھوں نے مجھے ایم فل میں داخلے کا مشورہ دیا اور میری ہمت بڑھائی۔

اس مقالے کے موضوع سے لے کر خاکے کی تیاری اور تکمیل تک مجھے جن مشکلات کا سامنا رہا انہیں میری نگران ڈاکٹر نازیہ ملک نے آسان کر دیا اور ان کی رہنمائی اور مہربانی اس سفر میں ہر قدم پر میرے ساتھ رہی اور مقالے کی تکمیل کے دوران مجھے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ ان کا بھرپور تعاون اور شفقت مجھے حاصل رہی جس کے لیے میں ان کی بے حد شکر گزار ہوں اور آج میں ان کی مدد سے اپنا مقالہ مکمل کر پائی ہوں۔

اس کے بعد میں اپنے والدین کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انھوں نے میری ہمت بڑھائی اور ہر طرح سے میری حوصلہ افزائی کی اور اپنی قیمتی دعاؤں سے نوازا جو میرے لیے سب سے بڑھ کر ہیں۔

آخر میں اپنے شوہر کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنھوں نے میرے حوصلے کو ٹوٹنے نہ دیا اور مواد کی فراہمی میں میری ہر طرح کی مدد کی اور مجھے مقالہ لکھنے کے لیے سازگار ماحول فراہم کیا تاکہ میں مکمل یکسوئی سے مقالے کی تکمیل کر سکوں۔

بینش الیاس

باب اول:

اُردو ہائیکو کی روایت کا جائزہ

الف: اُردو ہائیکو کی روایت

اُردو ہائیکو کا تعارف:

اُردو ہائیکو اُردو اصنافِ شعری میں ایک اہم اور نئی صنف کے طور پر اپنی پہچان رکھتی ہے۔ ہائیکو اصل میں جاپانی صنف ہے۔ اُردو میں ہائیکو کو بہت تیزی سے مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ ہائیکو (Haikku یا Hokku) جو کہ جاپانی صنف سخن ہے۔ آہستہ آہستہ دوسری زبانوں کی شاعری میں اپنی جگہ بنا چکی ہے۔ ہائیکو جاپان کی مقبول ترین صنف شاعری ہے جو تین مصرعوں پر مشتمل ہے۔ ہائیکو کا آہنگ پانچ سات پانچ ہے۔ اس نے اپنے اختصار، نکھار، صوتی آہنگ اور روانی کے سبب جلد اپنی پہچان اور جگہ بنائی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس ہائیکو کو بغیر رکے اور اٹکے روانی سے پڑھا جائے وہ ہائیکو بطور صنف ہائیکو کے معیار پر پورا اترتا ہے۔

اُردو میں ہائیکو کی روایت کا جائزہ لینے سے پہلے مختصراً جاپانی ہائیکو کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ ہائیکو کی ابتدا کسی ایک نظریے پر مشتمل نہیں ہے۔ ہائیکو کی ابتدا کے حوالے سے محمد امین رقمطراز ہیں:

> ہائیکو کی ابتدا کیسے ہوئی۔ اس سلسلے میں مختلف نظریات بیان کیے گئے ہیں۔ جاپان کی قدیم شاعری میں کاتا اوتا کے نام سے ایک صنف شاعری ہے جو تین مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے اور جس کے ارکان کی ترتیب ہے ۵، ۷، ۷۔ ہائیکو اس کی ایک شکل ہے۔ بعض کے خیال میں جاپان کی طویل نظموں کے پہلے بند کو ہوکو کہتے ہیں

جو تین مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے اور وہاں بھی ارکان کی ترتیب ۵،۷،۵،۷،۷
اس کے پہلے تین مصرعوں کو الگ کر کے ہائیکو کا نام دیا گیا ہے۔ ۱

ناوک حمزہ پوری نے بھی جاپانی ہائیکو صنف سخن کی ابتدا کے حوالے سے اپنے تحقیقی خیالات کا اظہار کچھ یوں کیا ہے:

اس جاپانی صنف سخن کا اولین نام ''ہائیکو'' (Haiku) ہے۔ عربی و فارسی زبانوں میں جس طرح قصیدے سے تشبیب کا حصہ جدا ہو کر غزل کے روپ میں ڈھل گیا تقریباً اسی طرح جاپانی صنف سخن ''ٹینکا'' (Tanka) کا پہلا حصہ اس سے الگ ہو کر ہائیکو کی شکل اختیار کر گیا۔ ٹینکا وہ صنف ہے جو کل پانچ مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے اور مکالماتی انداز میں اس کے اولین تین مصرعے ایک شخص کی طرف سے اور آخری دو مصرعے دوسرے شخص کی طرف سے ادا ہوتے ہیں۔ ٹینکا کے یہی اولین مصرعے زیادہ اہم اور ہر دل عزیز ہو کر ایک جداگانہ صنف ہائیکو میں تبدیل ہو گئے۔ ۲

مندرجہ بالا اقتباسات میں یہ رائے متفقہ ہے کہ ہائیکو کی صنف سخن پہلے ٹینکا یا ہائیکائی سے سابقے کی طرح جڑی ہوئی تھی اور بعد میں یہ صنف سخن انفرادی پہچان قائم کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ ہائیکو ایک سنجیدہ صنف سخن نہیں تھی بلکہ موسموں، مزاح اور شعری ہنر مندی کا ایک منفرد اظہار تھی بلکہ یہ ایک طرح شعری شعبہ تھا جس میں شعرا کا انفرادی ہنر مختلف مزاجوں اور آہنگوں میں دب جاتا تھا۔ سو ہائیکو کی الگ ہیئت کے پیچھے شعرا کی انفرادی پہچان کی طلب و تمنا بھی موجود ہے۔

انور جمال ہائیکو کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''مناظرِ فطرت میں انسانی رشتوں اور جذبوں کی دریافت ہائیکو کا موضوعی حسن ہے۔'' ۳

ہائیکو کی روایت ٦ سے ٧ سو سالوں پر محیط ہے۔ ہائیکو کا پہلا قابل ذکر شاعر سوکان کو سمجھا جاتا ہے۔ اس عہد میں ان کے علاوہ موری تاکے اور سوگی کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ یہ تینوں شعرا ہائیکائی اور مخترع کے بنیاد ساز شاعر تھے۔ ہائیکو کی تاریخ میں سوگی (۱۴۲۱ تا ۱۵۰۲) نے ہائیکو کو الگ اور آزاد صنف سخن بنانے کے رجحان پر زور دیا۔ اس نے کئی ایک ہوکو لکھے جن کو رینگا اور ہائیکائی کے مقابل ہائیکو کہا جا سکتا ہے۔ سوگی کو بابائے ہائیکو کہا جاسکتا ہے۔ سوگی باشو کا پیشرو ہے مگر سوگی میں باشو جیسی مہر و محبت اور انسان دوستی کی کمی ہے۔ سوکان (۱۴۵۸ تا ۱۵۴۶) سمورائی خانوادے میں پیدا ہوا۔ سوکان کی شاعری میں مزاح اور شگفتگی کا رنگ نمایاں رہا۔ موری تاکے (۱۴۷۲۔۱۵۴۹ء) عمر میں سوکان سے بڑا تھا۔ موری تاکے کے کلام میں مذہبی متعلقات سے وابستگی زیادہ نظر آتی ہے مگر اس نے بھی ذو معنی الفاظ کا استعمال کر کے کہیں کہیں بذلہ سنجی سے کام لیا ہے۔ پندرھویں اور سولھویں صدی میں سوکان، باشو، موری تاکے، سوگی وغیرہ نمایاں رہے۔ باشو کو جدید ہائیکو کا بانی کہا جاتا ہے۔ بقول سہیل احمد صدیقی:

> ہائیکو کا پہلا قابل ذکر شاعر سوکان (Sokan) کو کہا جاتا ہے۔ باشو (۱۶۴۴۔۱۶۹۴ء) جدید ہائیکو کا بانی تھا۔[۴]

سولہویں اور سترھویں صدی میں باشو نے جدید ہائیکو کو پہچان عطا کی۔ باشو نے ہائیکو کو جداگانہ صنف کے طور پر بام عروج پر پہنچایا۔

تڑکے میں

موسم خزاں کی بارانی بوندیں

ہائے کس قدر شاعرانہ ہیں

(موری تاکے)

طوفانی جھونکوں نے

جنگلی چیری کے پھولوں کو نہیں بتایا

کہ موسم گرما آگیا ہے

(سوگی)

ممکن ہے تمہارا بدن ٹھنڈا ہو

مگر تم خود کو آگ سے مت تاپنا

اے برف کے بدھا

(سوکان)

ایک بے پتیوں کی ٹہنی پر

خزاں کی شام کے بڑھتے ہوئے دھندلکے میں

ایک تنہا کوا

(باشو)

باشو جدید ہائیکو کو انفرادیت عطا کرنے والا ہائیکو نگار تھا۔ باشو نے ہائیکو کو انفرادیت، ندرت اور اچھوتا اسلوب عطا کیا۔ باشو نے انسانی زندگی کے تجربات اور انسانی ہمدردی کی کیفیات کو دلپذیر اور اچھوتے اسلوب بیاں کے ساتھ شاعرانہ ہنر مندی کے ساتھ ہائیکو کا حصہ بنایا ہے اور خود کو اور ہائیکو کو امر کر دیا۔

سترھویں اور اٹھارھویں صدی میں ایسا (Issa) اور بوسن (Buson) نے ہائیکو نگاری میں شہرت حاصل کی اور ہائیکو کی روایت کو توانا اور جاندار بنایا۔ باشو، بوسن، اسا اور شیکی کو جاپانی ہائیکو کے عناصر اربعہ کہا جاتا ہے۔

بوسن اور ایسا نے ہائیکو کی صنف کو خوب شہرت عطا کی۔ دونوں کے ہاں ہائیکو کا نیا انداز بیاں اپنی انفرادیت قائم کرتا ہے۔ بوسن منفرد اسلوب بیاں کے سبب اپنی پہچان بناتا ہے۔ بوسن اپنے بیداری کے پہلو اور نفاست پسندی کے سبب باشو سے مختلف تھا۔ اس کا حسن ادراک مختلف اور حساسیت سے بھرپور تھا۔ بقول امین راحت چغتائی:

> اس کے ہاں ایک ایسا عمل ادراک ہے جس کے ذریعے دماغ اپنے احساسات کو اشیائے خارجہ کی طرف من حیث العلت رجوع کرتا ہے۔ ۵

بوسن کے ہائیکو میں وسعت، ہمہ گیریت، گہرا شعور اور شعری تجربوں میں فراوانی اور تنوع نظر آتا ہے۔ بوسن کے ہائیکو کو الگ پہچان اور رفعت قائم کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ بوسن کے ہائیکو ملاحظہ کریں:

جون کی بارش کے ساتھ

گدلا پانی

گہرے نیلے سمندر میں اٹھلاتا پھرتا ہے

(بوسن)

سڑک کنارے ایک گاؤں

رنگے ہوئے منقش کپڑے

اور بہار کی ہوا

(بوسن)

اسی طرح ایسا کی ہائیکو نگاری بھی اہمیت کی حامل ہے۔ اس نے زندگی کے بہت نشیب و فراز دیکھے اور زندگی کے یہی رنگ اس کی شاعری میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اس کی زندگی میں مصائب اور بدقسمتی کا پہلو

اس کے ساتھ ساتھ رہی۔ بوسن کی شاعری میں زندگی کے حسن اور حساسیت کو موضوع بنایا گیا جبکہ اس کے برعکس ایسا کی شاعری میں طنز کے نشتر زیادہ دکھائی دیتے ہیں۔ زندگی کی المناکی شاعر کا شعری تجربہ ہیں شاعری میں واضح دکھائی دیتا ہے۔

لوگ مجھے پکارتے ہیں
”گنوار دیہاتی“
یہ کتنی سرد مہری ہے

(ایسا)

میں یتیم ہو گیا
ایک جگنو
جو نہیں چمکتا

(ایسا)

ایسا کی شاعری فکری اعتبار سے زندگی کی المناکی اور دردناکی کی مظہر ہے۔ مگر شعری دلکشی میں باشو، بوسن سے اور شیکی کے مقابلے کم تر دکھائی دیتی ہے۔ ایسا نے زندگی کو کل میں دیکھنے کی بجائے جزو میں دیکھا ہے اور یہی رنگ اس کی شاعری میں نظر آتا ہے۔ اس کے ہاں کلیت اور مجموعی تاثر کی کمی ہے۔

شیکی نے زندگی کے حقیقت پسندانہ پہلوؤں کو ہائیکو کا موضوع بنایا۔ اس نے زندگی کے رنگوں اور تلخیوں کی آمیزش کو شاعرانہ پیرائے میں ہائیکو میں برتا۔ شیکی جمال پرست اور حسن کو اہمیت دینے والا شاعر تھا۔ وہ ہائیکو میں زندگی کے جمالیاتی پہلوؤں کو بیان کرنے میں ہمیشہ متوجہ رہا۔ شیکی کے ہائیکو ملاحظہ کریں:

درختوں پر شگوفے پھوٹ رہے ہیں
لیکن نئے مکاں کا باغ
ابھی قدرتی آراستگی سے محروم ہے

(شیکی)

میری زندگی
اب کس قدر باقی ہے
مختصراً یہ موسم گرما کی چند راتیں

(شیکی)

شیکی کی شاعری حقیقت پسندی جمال پسندی اور فطرت پسندی کا بہترین مظہر تھی۔ شیکی زندگی کے بے ڈھنگ انداز قبیح موضوعات کو اہمیت دیتا تھا۔ بقول ڈاکٹر پرویز پروازی:

> شیکی انسانی فطرت کے مقابلہ میں مناظر فطرت کو معتبر یا درخور استراد نہیں سمجھتا تھا۔ مگر اس کا مطمع نظر یہ ہے کہ مناظر فطرت کی عکاسی میں صرف حسن کی عکاسی ہونی چاہیے۔ بدصورتی ہائیکو کا موضوع نہیں بن سکتی۔ حقیقت پرستی صرف حسن تک محدود رہنی چاہیے۔ اگر ہائیکو نگار کسی واقعہ یا منظر کے پس منظر میں ہائیکو کا موضوع بنائے۔ غیر ضروری اور غیر حسین عنصر کو تراش کر علیحدہ کر دے۔٦

جدید ہائیکو کا صحیح دور شیکی سوگی،، ہیکی گو دوکا ہے۔ جنھوں نے بیسویں صدی میں ہائیکو کو نئے مزاج، نئے اسلوب اور نئے موضوعات سے متعارف کروایا۔ ان شعرا نے ہائیکو میں فکر کی اہمیت تسلیم کرتے ہوئے نئے جتن کیے۔ کلاسکی شعرا میں سے باشو کو اہمیت دی۔ اس عہد کے ہائیکو نگار شعری تجربات اور فکری رجحانات کو فروغ دینے کے حوالے سے اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ جدید تصور شناسی پر مبنی روایت کی آبیاری

کرتے ہوئے، ہیکی گو دو (۱۸۸۳تا۱۹۳۷) نے تازگی اور حقیقت پسندی کے رجحانات کو مزید نکھارا۔ ہیکی گو دو نے موضوعات کی جکڑ بندیوں اور مخصوص الفاظ و اوزان کی پابند سے بغاوت کا رجحان اپنایا۔

جاپانی صنف سخن ہائیکو مختلف ادوار، مرحلوں اور موضوعاتی و ہئیتی تجربوں سے گزرتی ہوئی نکھرتی چلی گئی۔ اب ہائیکو میں ناصرف جدت وندرت در آئی ہے بلکہ موضوعاتی وسعت اور دیگر زبانوں میں بھی اپنی الگ پہچان بنانے لگی ہے۔ سوکان، بوشو، ایسا، بوسن شیکی، ہیکی گو دو اور کیوشی وغیرہ نے ہائیکو کی صنف سخن کو ثروت مند بنایا۔

جدید دور کے ہائیکو میں کلاسیکیت بھی نظر آتی ہے۔ اور جدیدیت بھی۔ رومانوی لب ولہجہ بھی اور حقیقت پسندانہ اظہار بھی، علامتی پیرائیہ اظہار بھی اور تاثریت بھی واضح ہے۔ جاپان میں ہائیکو کی روایت کی پختگی کا سلسلہ جاری ہے۔ ہائیکو کے ایک بڑے نقاد دیاموتو کین کچی رقمطراز ہیں:

> کیوشی، تاکاشی، داکوتسو، سانکی اور ہاک یو ایسے بڑے بڑے شعرا کے انتقال سے اور جنگ کے زمانے کی سنسر شپ کے اثرات کے سبب جاپان کی ہائیکو شاعری میں ایک ایسا خلا پیدا ہوا ہے۔ جو ابھی تک پر نہیں ہو سکا اور ہائیکو کے لیے نئے شعرا اگرچہ موسمی موضوعات اور ''شاسی'' کی مقصدیت کو ترک کر چکے ہیں۔ لیکن ان کی فکری تنظیم کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا۔ مستقبل میں ہائیکو کیا صورت اختیار کرتی ہے۔ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ بہر حال تجربات کی سرگرمی ماند نہیں پڑی اور طویل سفر جاری ہے۔۹

جاپانی ہائیکو کی درخشاں روایت میں اس کے موضوعات اور مزاج کے ساتھ ساتھ ہئیت واسلوب بیان کی بھی اہمیت برقرار رہی ہے۔ جاپانی ہائیکو ایک مختصر نظم ہے جس میں تین مصرے ہوتے ہیں۔ پہلا مصرعہ پانچ، دوسرا سات اور تیسرا پھر پانچ یا مقطعات لفظی پر مشتمل ہوتا ہے۔ جاپانی ہائیکو کی روایت اردو میں بھی رواج پا چکی ہے۔

اُردو میں جاپانی صنف سخن ہائیکو کا تعارف اس وقت ہوا جب شاہد احمد دہلوی نے ماہنامہ ساقی (دہلی) کا جاپان نمبر شائع کیا۔ کرامت علی کے نزدیک جب ۱۹۳۶ میں ماہنامہ ساقی کا جاپان نمبر نکلا اور اردو میں اس صنف کا چرچا ہونے لگا۔(۸) اسطرح ہندوستان میں انگریزی ادب سے واقف لوگ ہائیکو سے آگاہی حاصل کر چکے تھے۔ ہائیکو کی ابتدا کے حوالے سے ہائیکو کا ذکر اس وقت سامنے آیا جب ۱۹۴۲ء میں پھر ہائیکو کا نام سنا گیا جب احمد ندیم قاسمی کے قطعات کے مجموعے ''دھڑکنیں'' کو ڈاکٹر تاثیر نے ہائیکو کے قریب تر قرار دیا۔(۹) ۱۹۵۷ء میں رسالہ ''لیل و نہار'' میں ظفر اقبال نے جاپانی ہائیکو کے کچھ تراجم پیش کیے۔ جو اردو میں ہائیکو کے احیا کی اولین کوششوں میں سے ہے۔ پھر ۱۹۷۸ء میں عبدالعزیز خالد کی کتاب ''غبار شبنم'' منظر عام پر آئی جس میں انھوں نے جاپانی شاعری اور جاپانی ہائیکو کے منظوم تراجم بھی پیش کیے۔ اس طرح ۱۹۸۱ء میں محمد امین کے طبعزاد ہائیکو کا مجموعہ ''ہائیکو'' منظر عام پر آیا۔(۱۰) اس کے بعد اُردو میں ہائیکو نگاری سلسلہ شروع ہو گیا۔ نئے پرانے بہت سے شعرا نے اس بدیسی صنف شاعری میں شعر کہنا شروع کر دیئے اور ہائیکو کی صنف اردو ادب میں رواج پانے لگی۔ ابتدائی طور پر ہائیکو کے تجربات کرنے والے شعرا میں عبدالعزیز خالد، پرویز پروازی، اور فضل حق قریشی وغیرہ نمایاں تھے۔ طبع زاد ہائیکو میں قاضی سلیم کے کچھ طبعزاد ہائیکو ۱۹۶۶ء میں منظر عام پر آئے۔(۱۱) بہت سے ناقدین شعرا نے انہیں متاثر کن قرار نہیں دیا مگر اس کی اہمیت ابتدائی نمونے کے طور پر بہر حال موجود رہے گی۔ ان کے ہائیکو کی مثال ملاحظہ کریں:

آج تم

میری یادوں کا اثاثہ ہو

کٹی فصل کا مالک ہوں میں

(قاضی سلیم)

اردو ادب میں ہائیکو کے تراجم کی روایت کے ساتھ ساتھ طبع زاد ہائیکو کی روایت بھی موجود ہے۔ اردو میں اس وقت ہائیکو نگاری کے حوالے سے کی نامور شعرا موجود ہیں۔ جنھوں نے ہائیکو لکھ کر ہائیکو کے دامن کو شعری وسعت عطا کی۔ غزل کی موجودگی میں ہائیکو کی صنف کو متعارف کرانا اور بطور شعری صنف اپنے آپ کو منوانا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور تھا۔

طبع زاد ہائیکو نگاروں میں اولین نام تو قاضی سلیم کا ہے۔ اس کے علاوہ محمد امین کا ہائیکو کا مجموعہ ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا۔ محمد امین نے ہائیکو کو شعری صنف کے طور پر متعارف کرانے اور فروغ دینے کے لیے عملی کوششیں کی ہیں۔ ان کے ہائیکو میں روانی اور معنویت کے بھرپور امکانات موجود ہیں۔ انھوں نے اپنے ہائیکو میں فطرت نگاری کی روایت اور روز مرہ کے الفاظ و موضوعات کو سمو دیا ہے۔ محمد امین کی ہائیکو نگاری کے حوالے سے ڈاکٹر طاہر تونسوی رقمطراز ہیں:

> ڈاکٹر محمد امین کی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے ایک عروضی، موضوعی اور فکری نظام سے مربوط کیا ہے اور تین مصرعوں میں ایک ربط پیدا کرتے ہوئے معنی آفرینی کا سلیقہ اور قرینہ پیدا کیا ہے اور ہر اعتبار سے فرد اور فطرت کو قریب لانے کی کوشش کی ہے۔۱۲

اُردو ادب میں طبع زاد ہائیکو کا آغاز محمد امین کے مجموعے ''ہائیکو'' سے ہی ہوا۔

ہائیکو نگاری میں اہم ناموں میں ادا جعفری، سرشار صدیقی، حمایت علی شاعر، خواجہ رضی الدین، تابش دہلوی، راغب مراد آبادی، محمد رئیس علوی، محسن بھوپالی، اقبال حیدر، لیاقت علی عاصم، رسا چغتائی، فاطمہ حسن، نصیر احمد ناصر، بشیر سیفی، شبنم رومانی، اقبال حیدر، ثروت سلطانہ ثروت، سحر انصاری، فراست رضوی، اقبال حیدر، سلیم کوثر، مظفر وارثی، علی محمد فرشی، ڈاکٹر وزیر آغا، نسیم سحر، اکبر حمیدی، اظہر ادیب، خالد ندیم، جمیل ملک، جمیل احمد نقوی اور منظر عارفی وغیرہ نمایاں ہیں۔

محسن بھوپالی کے ہائیکو مناظر فطرت اور پھول، شبنم، پتوں اور پانی کے جھرنوں کی رم جھم سنائی دیتی ہے۔ محسن بھوپالی کا ہائیکو کا مجموعہ ''منظر پتلی میں'' کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ محسن بھوپالی کا ہائیکو ملاحظہ کریں:

بچھڑی پھر مل کر
آخر کب تک رہ سکتی ہے
شبنم پتوں پر

(محسن بھوپالی)

ہائیکو نگاری میں جمیل ملک کا نام بھی بہت نمایاں ہے۔ جمیل ملک نے ہائیکو میں فکر و فن کو زندہ رکھنے کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جمیل ملک کا مجموعہ ''صدف ریزے'' اور ''پھول رنگ خوشبو'' (۱۹۹۹ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ ان کے ہائیکو ملاحظہ کریں:

جب بھی آتا ہے محبت کا خیال
پھول کھلتے ہی چلے جاتے ہیں
پھیل جاتی ہے غزل کی خوشبو

(جمیل ملک)

چڑھتی دھوپ اتر جاتی ہے
شام کے سائے ڈھل جاتے ہیں
لیکن فن زندہ رہتا ہے

(جمیل ملک)

جمیل احمد نقوی کا شمار بھی ہائیکو نگار شاعر کے طور پر ہوتا ہے۔ جمیل احمد نقوی کا اردو کا ہائیکو کا مجموعہ ’’برف کی گرمی‘‘ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ جبکہ دلنواز دل کے تین مجموعے ’’تکون چاند‘‘، ’’تکون تکون سورج‘‘، ’’تکون زمین‘‘ کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ وہ اردو ہائیکو کے فروغ میں اہم کردار کرنے کے خواہشمند ہیں۔ ان کے خیال میں ہائیکو کی اصل پہچان یہ ہے کہ اس کے پہلے دو مصرعے ممکنات کی خبر دیتے ہیں اور تیسرا مصرعہ ناممکنات کے در کو کھولنے کا اشارہ ہے۔(۱۴) ان کے ہائیکو فطرت کی پرتیں دلکش انداز میں کھولتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے کلام میں ندرت بیاں اور اسلوب کی دلکشی نمایاں ہے۔ ان کے ہائیکو کی مثالیں ملاحظہ کریں:

صبح اذاں سے پہلے

رنگ برنگی چڑیاں

حمد و ثنا کرتی ہیں

(دلنواز دل)

طوطے کی کہانی اب چل کر

مینا کی زبانی سنتے ہیں

طوطا تو بہت بڑ بولا ہے

(دلنواز دل)

ان کے ہائیکو کے موضوعات ہلکے پھلکے اور فطرت کی غمازی کرتے ہیں۔

نصیر احمد ناصر اور بشیر سیفی کا شمار بھی اردو ہائیکو کے اہم شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کے ہائیکو میں فطرت، محبت اور زندگی کے رنگ وروپ واضح دیکھے جاسکتے ہیں۔بشیر سیفی کے ہائیکو مناظر فطرت، جھیلوں اور پھولوں کے دلربا منظر پیش کرتے ہیں۔ہائیکو کی مثالیں ملاحظہ کریں:

اپنے عکس میں گم

جھیل کنارے پر نرگس

لیکن میں اور تم

(بشیر سیفی)

کچھ نہ پایا گیا تلاشی میں

ڈائری کے ورق بھی خالی تھے

مرنے والے کی زندگی کی طرح

(نصیر احمد ناصر)

اکبر حمیدی، خالد ندیم اور علی محمد فرشی کے ہاں بھی ہائیکو کے دلچسپ تجربے نظر آتے ہیں۔ علی محمد فرشی ہائیکو میں فطرت اور آفاقی رنگوں کی آبیاری کرتے ہیں۔خالد ندیم کی لفظیات ہائیکو کے مزاج کے بہت قریب ہیں۔مثالیں ملاحظہ کریں:

سرسوں کا ایک کھیت

جیسے زرد چٹائی پر

تھالی زردے کی

(خالد ندیم)

ڈولتی ہوئی زمیں

کب تلک اٹھائے گی

بوجھ آسمان کا

(علی محمد فرشی)

باہر اس قدر گرمی

اندر اس قدر سردی

میں کہاں رہوں جاکر

(اکبر حمیدی)

ادا جعفری نے بھی ہائیکو میں طبع آزمائی کی۔ ان کے ہائیکو کی انفرادیت یہ ہے کہ انھوں نے اپنی ہر ہائیکو کو عنوان کے ساتھ لکھا ہے۔ ادا جعفری کے ہائیکو فطری خوبصورتیوں اور نسائی امنگوں کے ترجمان ہیں ان کے ہاں دلکش ہائیکو کی مثال ملاحظہ کریں:

دیپک بھی جلا رکھنا

شاید کوئی پردیسی گھر لوٹ کے آجائے

گجرا بھی بنا رکھنا

(ادا جعفری)

عباس تابش، اظہر ادیب اور ثروت سلطانہ کا شمار بھی ہائیکو کے اہم شعرا میں ہوتا ہے۔ ثروت سلطانہ ثروت کا شمار اولین ہائیکو نگار خواتین میں ہوتا ہے۔ ان کا مجموعہ ''پانچ سات پانچ''۔ عباس تابش غزل گو شاعر ہیں مگر ان کے ہاں دلکش ہائیکو بھی نظر آتے ہیں۔

ایک تتلی گلاب پر بیٹھی

جانے کیا ڈھونڈتی ہے خوابوں میں

پھول تو اس کی دسترس میں ہے

(عباس تابش)

اُردو ادب میں ہائیکو کی صنف کو فروغ دینے میں ادبی رسائل کا مرکزی کردار رہا ہے۔ خاص طور پر ڈاکٹر وزیر آغا کا ادبی رسالہ ''اوراق'' اور ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کا رسالہ ''تسطیر'' کا کردار نمایاں رہا ہے۔

ان ادبی رسائل میں ہائیکو کو خصوصی جگہ دی گئی۔ ان رسائل میں نمایاں ہونے والے ہائیکو نگاروں میں نصیر احمد ناصر، علی محمد فرشی، بشیر سیفی، نسیم سحر، بشیر نواز، اکبر حمیدی، قیوم طاہر اور طاہر شیرازی وغیرہ شامل ہیں۔

سونے گھروں میں شام

گرد بھری دیواروں پر

لکھوں تیرا نام

(بشیر نواز)

نظر اب کچھ نہیں آتا

ہم آنکھیں بھول آتے تھے

وہ کیسی بالکونی تھی

(قیوم طاہر)

اردو ادب میں طبع زاد ہائیکو کو وقت کے ساتھ فروغ مل رہا ہے۔ ابتدا میں تراجم اور ہائیکو کی شرائط اور اصول وضوابط کے سب مسائل کا سامنا رہا مگر ہیئتی اور اسلوبیاتی و موضوعاتی تجربات سے ہائیکو نگاری کا اسلوب نکھرتا جا رہا ہے۔ ادبی رسائل میں بھی ہائیکو کو جگہ مل رہی ہے۔ ہائیکو نگاری میں حمدیہ اور نعتیہ ہائیکو کو بھی فروغ ملا ہے۔ عزیز الدین خاکی کا حمدیہ مجموعہ ''الحمد للہ'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے اور طاہر سلطانی کا حمدیہ مجموعہ ''حمد میری بندگی'' کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس طرح منظر عارفی کے نعتیہ مجموعے ''اللہ کی سنت'' میں نعتیہ ہائیکو بھی شامل ہیں۔

اردو ادب میں طبع زاد ہائیکو کی روایت آہستہ آہستہ پختگی اور توانائی حاصل کرتی جا رہی ہے۔ ادبی رسائل کی توجہ اور شعرا کی دلچسپی کے باعث اس صنف ادب کو اردو ادب میں سنجیدہ ادبی حلقوں اور ادیبوں میں سنجیدگی سے لیا جا رہا ہے۔ اردو زبان میں بے پناہ وسعت ہے۔ یہ دیگر زبانوں کی معروف اصناف کو اپنانے کی گنجائش رکھتی ہے۔ ہائیکو نے جاپانی صنف سخن ہونے کے باوجود اردو ادب میں اپنی شناخت قائم کی ہے اور اختصار کی خوبی کے سبب ہائیکو اردو ادب میں لطیف جذبات اور ہلکے پھلکے جمالیاتی موضوعات کے لیے اہم صنف سخن بن گئی ہے۔ ہائیکو صنف سخن اسلوبیاتی، ہیئیتی، مزاج اور موضوعاتی تنوع اور تبدیلیوں کے ساتھ اپنا دامن ثروت مند بنانے میں مگن ہے۔ سنجیدہ ناقدین اور اہم شعرا کی اس صنف پر توجہ نے امکانات کے لیے در وا کیے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ہائیکو کی بطور صنف ادب پہچان میں بہتری آنے کے بھرپور امکانات موجود ہیں۔

جاپانی ہائیکو کے اردو میں تراجم کی روایت:

اردو ادب میں ''ہائیکو'' کی روایت کا آغاز طبع زاد ہائیکو کی بجائے تراجم سے ہوا۔ تین دہائیاں ہائیکو کے طبع زاد کے رواج پانے میں لگیں۔ جاپانی ہائیکو کے ابتدائی ترجمہ نگاروں میں عبد العزیز خالد، ظفر اقبال، محمد امین، ڈاکٹر پرویز پروازی، فضل حق قریشی، عزیز تمنائی اور علی ظہیر کا نام نمایاں ہے۔

عزیز تمنائی اور فضل حق قریشی کے نثری تراجم ملاحظہ کریں:

یہ دنیا شبنم کے قطرے جیسی ہے
بالکل شبنم کے قطرے جیسی
پھر بھی کوئی ہرج نہیں

(عزیز تمنائی)

چاول کے ایک پودے کی ڈال
جھک گئی ہے بوجھ سے کیونکہ
ایک مکوڑا اس پر آ بیٹھا ہے

(فضل حق قریشی)

تراجم زیادہ متاثر کن نہیں خصوصاً فضل حق قریشی کا ترجمہ کفایت الفاظ اور خارجی خصوصیات کے باعث منظم نظر نہیں آتا۔ موسم، فطرت اور ہائیکو دیگر خصائص کا خیال نہیں رکھا گیا۔ اس حوالے سے پروفیسر عنوان چشتی رقمطراز ہیں:

> اس ترجمے میں خارجی خصوصیات تو کجا بعض دوسری خصوصیات بھی موجود نہیں ہیں۔ اس ترجمے میں نظم کے پس منظر کے طور پر، موسم، منظر اور فطرت نہیں ہے۔ کوئی ایک مخصوص لفظ بھی نہیں ہے جبکہ ہائیکو میں یہ تمام چیزیں ضروری ہیں۔ ۱۴

چونکہ مندرجہ بالا تراجم ابتدائی ہیں اس لیے ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ترجمے کی اس روایت کو جاندار بنانے میں ظفر اقبال جیسے مستند اور ہنرور شاعر نے بھرپور کردار ادا کیا۔ ظفر اقبال نے بھی جاپانی ہائیکو کے ترجمے کیے جو نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کے تراجم اسلوب بیاں اور ہیئت کے تجربے

میں محمد امین کے اسلوب سے مماثلت رکھتے ہیں۔ ظفر اقبال کے تراجم کی مثالیں ملاحظہ کریں جو رسالہ لیل ونہار کی ۱۹۵۷ کی اشاعتوں میں شائع ہوئے۔۱۵

وہ جاتا ہے ایک گداگر

سرما کے کپڑوں کے بجائے

دھرتی اور آکاش پہن کر

(ظفر اقبال)

جھینگے اور گاتے کیڑوں کی

کانپتی خواہشوں سے بے پروا

سبزہ آخر کو سوکھ جاتا ہے

(ظفر اقبال)

کلیم الدین احمد نے بھی ابتدائی طور پر ہائیکو کے تراجم کیے۔ ان کا ۱۹۶۳ کا مضمون ''جاپان کی شاعری'' چھپا تو انھوں نے کچھ جاپانی ہائیکو کے نثری تراجم بھی پیش کیے۔ ان تراجم کو اہمیت ملی اور ہائیکو کے خصائص کا اثر ان تراجم میں نظر آیا۔ جاپانی ہائیکو کے داخلی کیفیات نثری تراجم میں جھلک دکھانے میں کامیاب رہے۔ تراجم ملاحظہ کریں:

سمندر تاریک ہوتا ہے

سمندری بگلوں کی چیخ پکار

دھندلی سفیدی ہے

(باشو)

اگر یہ گاتی

تو پھر تتلی مصیبت سہتی

قفس میں یہ معصوم چیز

(موری تاکے)

جاپانی ہائیکو کے ترجمے کے حوالے سے عبدالعزیز خالد بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ انھوں نے ہائیکو کے ترجمے پر بھرپور توجہ دی۔ عبدالعزیز خالد ایک اہم مترجم کے طور پر اپنی شناخت کرتے ہیں۔ انھوں نے اہم جاپانی شعرا بلکہ شاعرات کے ہائیکو بھی ترجمہ کیے۔ باشو، ایسا، موری، یوسن، شیکی اور دیگر شعرا کے ہائیکو کے ترجمے کیے۔ اُردو ادب میں جاپانی صنف ہائیکو کو متعارف کرانے میں عبدالعزیز کا کردار بہت نمایاں ہے۔ ان کا اسلوب بیاں اور شعریت کا تاثر اہمیت کا حامل بھی ہے اور انفرادیت کا نمائندہ بھی۔ ان کے تراجم سہ مصرعی اور چار مصرعوں پر بھی مشتمل ہیں۔ ان کے تراجم شدہ ہائیکو کی مثالیں ملاحظہ کریں:

اس جہان بے بقا میں

ایک ننھا سا پرندہ بھی

کرے تعمیر اپنا آشیاں

(ایسا)

اپنے سر کو میں جب اٹھاتا ہوں

چاند کہسار کا دکھائی دے

اپنے سر کو میں جب جھکاتا ہوں

سرزمینِ وطن نظر آئے

(بوسن)

عبدالعزیز خالد نے ہائیکو کے تراجم "غبار شبنم" میں پیش کیے۔ ان کے بہت سے تراجم آزاد نظم کے انداز میں ہیں۔ انھوں نے ہر مصرعے کا ترجمہ کرنے کی بجائے ہائیکو کے مفہوم کا آزادی سے ترجمہ کیا ہے۔ اس لیے ان کے تراجم میں سلاست اور روانی پائی جاتی ہے۔ محمد امین کا بھی خیال ہے کہ عبدالعزیز خالد کا ترجمہ رواں اور سلیس ہے اور ہائیکو کے مفہوم کا مکمل اور بھرپور ابلاغ کرتا ہے۔(۱۶) ایسے ہائیکو جن کا موضوع مشترکہ انسانی تجربوں اور عام فہم مناظر ہوں ان کے تراجم عبدالعزیز خالد نے زیادہ عمدہ اور سلیس کیے ہیں۔ مثال دیکھیں:

خزاں کی شام

تنہائی میں بھی

فرحت نہیں کوئی

(بوسن)

عبدالعزیز خالد نے اردو میں ہائیکو کی صنف کو اجاگر کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے مگر ان کا تخلیقی ذہن جاپانی ہائیکو کے برعکس ایک نئی تخلیقی اپج کا سامان مہیا کرتا ہے اور قاری ہائیکو کے اصل نکتے سے دور ہو جاتا ہے۔ عبدالعزیز خالد نے غنائی ترنم اور منظوم لکھنے کی مجبور کے تحت ہائیکو کے اختصار کی خوبی کو نقصان پہنچایا ہے مگر انھوں نے ترجمے کی روایت میں تخلیقی صلاحیت سے جاپانی ہائیکو کو بڑے موثر انداز میں اردو میں منتقل کر دیا ہے۔ انھں نے اپنے تراجم کا موازنہ اپنے ہم عصر ترجمہ نگاروں سے بھی کیا ہے۔ ایک تقابل ملاحظہ کریں:

یہ برس بھی بیت گیا
اور میں اب تک چھپا رہا ہوں سفید بالوں کو
اپنے ماں باپ سے

(امین راحت چغتائی)

سال جاتا ہوا، دھولے اپنے

اپنے والد سے چھپائے

میں نے

(عبدالعزیز خالد)

عبدالعزیز خالد کے نثری تراجم یا منظوم کے حوالے سے بعض ناقدین نے اعتراض اٹھایا ہے۔ ان کے خیال میں عبدالعزیز خالد اس درجے پر تخلیقی اور معیاری ترجمہ کرنے سے قاصر رہے ہیں جیسے اس کے دوسرے ہم عصر تخلیق کار ترجمہ نگاروں نے کیا ہے۔ ان کے نزدیک دیگر ترجمہ نگاروں نے ترجمے کرتے ہوئے اصل متن کے مفہوم اور شعری خصائص کا زیادہ خیال رکھا ہے۔ بقول علی محمد فرشی:

> یہاں تو ہمیں دیکھنا ہے کہ کون ترجمے کو ہائیکو کے مزاج و معیار کے مطابق شعری پیرہن عطا کر سکا ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ جناب عبدالعزیز خالد کے مقابلے میں دیگر حضرات کے تراجم ہر اعتبار سے معیاری ہیں۔ ایک تقابل ملاحظہ کریں:

دھان بونے والیو	لڑکیاں دھان بو رہی ہیں صرف
ہر شے کیچڑ میں لت پت ہے	گیت ان کا بچا ہے
مگر تمہارے گیت	کیچڑ سے
ڈاکٹر پرویز پروازی	عبدالعزیز خالد

> خالد صاحب نے پوری بات سیدھے سادھے انداز میں بیان کر دی ہے جبکہ ڈاکٹر صاحب نے چوتھے مصرعے کی گنجائش باقی رکھتے ہوئے ترجمے کو بلند شعری مقام تک پہنچا دیا ہے۔ یہ ہائیکو کی خوبی تصور کی جاتی ہے کہ تین مصرعوں میں مکمل بات

کہتے ہوئے لفظی و معنوی تشنگی کا احساس باقی رکھا جائے یہ تو محض ایک مثال تھی۔
جناب عبدالعزیز خالد کے تراجم دیگر حضرات کے مقابلے میں اتنے عمدہ نہیں کہ
انھیں فخریہ طور پر تقابل کے لیے پیش کیا جائے۔۱۷

عبدالعزیز خالد کا شمار بطور مترجم ہائیکو کے حوالے سے اہمیت کا حامل ہے۔ انھوں نے ہائیکو کا ترجمہ وزن و آہنگ کی بجائے مزاج اور اسلوب کو مد نظر رکھا۔ انھوں نے ندرت اور تازگی کے ساتھ نئی فضا میں ہائیکو کے مفہوم کو صفحہ قرطاس پر اتارنے کی سعی کی ہے اور جاپانی تہذیب و ثقافت اور فطرت کی پاسداری کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ عبدالعزیز خالد نے جاپانی ہائیکو کے نمایاں موضوع فطرت، موسموں، پھولوں، تتلیوں اور زندگی کی کیفیات کو شعری قالب میں ڈھالنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ عبدالعزیز خالد کے تراجم کو ظفر اقبال کے تراجم کے بعد مساوی الاوزان ہئیت کے نمائندہ پیشرو قرار دیا جا سکتا ہے۔

عبدالعزیز کے بعد ہائیکو ترجمہ نگاری کے بعد ڈاکٹر پرویز پروازی کا نام قابل توجہ ہے۔ ڈاکٹر پرویزی کی اہمیت اس حوالے سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے کہ انھوں نے جاپانی ہائیکو کا براہ راست ترجمہ کیا ہے۔ ڈاکٹر پرویز پروازی کی کتاب ہائیکو سو کے قریب مشہور جاپانی ہائیکو کے نثری تراجم پیش کیے گئے ہیں۔ چونکہ یہ تراجم براہ راست جاپانی زبان سے ترجمہ کیے گئے ہیں۔ اس لیے ترجمہ در ترجمہ سے پیدا ہونے والی خرابیاں یہاں کم دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ڈاکٹر پرویز پروازی نے جاپانی شاعری کے اساتذہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اس لیے ان کے تراجم جاپانی ہائیکو کے فکری و فنی لوازمات کے زیادہ قریب نظر آتے ہیں اور جاپانی ہائیکو کے اصل متن کے معنویت کو زیادہ بہتر انداز میں اجاگر کرتے ہیں۔ عبدالعزیز خالد اور ظفر اقبال کے ہاں جاپانی ہائیکو کے تراجم چونکہ انگریزی متن سے کیے گئے ہیں۔ جبکہ ڈاکٹر پرویز پروازی نے براہ راست جاپانی زبان کی شاعری کے تراجم کیے ہیں۔ اس لیے ان تراجم کو زیادہ اہمیت حاصل ہے اور ان کے تراجم زیادہ قابل اعتنا بھی ہیں۔ ان کے تراجم کے ذریعے جاپانی ہائیکو کا اسلوب بیان اور مزاج سمجھنے میں زیادہ سہولت میسر آتی ہے۔ ڈاکٹر پرویز پروازی کے ہائیکو کے تراجم کی چند مثالیں ملاحظہ کریں:

یہ برس بھی بیت گیا

اور میں اب تک چھپا رہا ہوں سفید بالوں کو

اپنے ماں باپ سے

(اسیتو جنین)

خزاں کا چاند جننے کے بعد

جھیل کے کنارے ستا رہے ہیں

پہاڑ

(فوسی ای)

ڈاکٹر پرویز پروازی کے ہائیکو میں جاپانی ہائیکو کے رنگ قدرے نمایاں نظر آتے ہیں۔ انھوں نے ہائیکو براہ راست ترجمہ تو کیا ہے مگر یہ ترجمہ ہائیکو پڑھ کر نہیں بلکہ سن کر کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر پرویز پروازی خود ایک جگہ رقمطراز ہیں:

> میں جاپانی سمجھ لیتا ہوں مگر پڑھ نہیں سکتا اور اس لحاظ سے جاپانی کے باپ میں ان پڑھ ہوں۔ بھلا ہو جاپانیوں کا کہ ہر کتاب کے ساتھ آڈیو کیسٹ بھیج دیتے ہیں تو رومن حروف میں پڑھ کر صحیح تلفظ کے ساتھ جاپانی کے لفظ ادا کر لیتا ہوں۔۱۸

اردو ادب میں جاپانی ہائیکو کے تراجم میں عبد العزیز خالد، ظفر اقبال، ڈاکٹر پرویز پروازی اور محمد امین کا نام سر فہرست ہے۔ ان شعرا نے جاپانی ہائیکو کو اردو ادب میں متعارف کروانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ جاپانی ہائیکو کا اسلوب، مزاج اور اوزان و آہنگ کسی حد تک اردو ادب میں منتقل ضرور ہوا ہے مگر عبد العزیز خالد اور ظفر اقبال کے تراجم چونکہ انگریزی ہائیکو کے تراجم ہیں اس لیے ان میں جاپانی ہائیکو کا آہنگ اور مزاج پوری طرح سے منتقل نہیں ہوا۔

عبدالعزیز خالد کے تراجم میں نثری تراجم زیادہ ہیں اور انھوں نے ہائیکو کے مفہوم کو ترجمہ میں منتقل کیا ہے۔ جس کے سبب ترجمہ شدہ ہائیکو میں وہ رنگ اور مزاج اور موضوعات منتقل نہیں ہو سکے۔ جو جاپانی ہائیکو کا خاصہ ہے۔ اس کے برعکس ڈاکٹر پرویز پروازی اور محمد امین کے ہاں براہ راست جاپانی ہائیکو کے تراجم ملتے ہیں۔ جاپانی ہائیکو سے براہ راست رجوع کرنے کے سبب ڈاکٹر پرویز پروازی کے تراجم جاپانی آہنگ اور مزاج کے زیادہ قریب ہیں اور وہ کسی حد تک جاپانی ہائیکو کی روایت کو اردو ادب میں تخلیقی سطح پر منتقل کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ محمد امین کے ہاں بھی تراجم قابل توجہ ہیں۔ ان کے تخلیقی ہائیکو زیادہ نمایاں ہیں۔ انھوں نے ہائیکو کے حوالے سے اپنا شعری مجموعہ بھی تخلیق کیا۔

محمد امین کے تراجم میں اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کے تراجم نثری ہیں تا کہ جاپانی ہائیکو کا متن اپنی فکریات برقرار رکھتے ہیں۔

محسن بھوپالی کا شمار بھی ہائیکو کے ترجمہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ محسن بھوپالی نے غزل اور دیگر اصناف میں بھی شاعری کی ہے۔بقول رفیق سندیلوی:

> محسن بھوپالی ایک ایسے ترجمہ نگار ہیں جنھوں نے سختی کے ساتھ جاپانی ہائیکو کے اوزان کی پابندی کی ہے۔ اس اعتبار کے ساتھ وہ ہائیکو کے ترجمہ نگاروں میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔۱۹

محسن بھوپالی نے ہائیکو کے ترجمے میں جاپانی شاعری کے اصولوں اور ہائیکو کے اوزان کو خصوصی اہمیت دی ہے اور اسی وجہ سے انفرادیت کے حامل ہیں۔ محسن بھوپالی کا شعری مجموعہ گرد مسافت ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا جس میں ایسا باشو اور زین وغیرہ کے مختلف تراجم ملتے ہیں۔جن کی تعداد ۱۴ کے قریب ہے۔ان کے تراجم رسائل میں بھی شائع ہوتے رہے۔اس کے علاوہ محسن بھوپالی کی ایک کتاب جاپانی کے چار عظیم شاعر شائع ہو چکی ہے جس میں باشو، شیکی اور بوسن جیسے شعرا کے تراجم شامل ہیں۔ محسن نے ناصرف جاپانی ہائیکو کے اوزان کا خیال رکھا ہے بلکہ صورت

وصفی کے آہنگ کا بھی خیال رکھا ہے۔ محسن بھوپالی کے اسلوب بیاں اور شعری آہنگ میں شاعرانہ ہنر مندی قابل توجہ ہے۔ محسن بھوپالی کے گرد مسافت کے مجموعے سے کچھ ہائیکو ملاحظہ کریں:

روز سویرے میں

جب برساتی جھاڑتا ہوں

جگنو گرتے ہیں

(محسن بھوپالی)

خوشہ چاول کا

چپکے چپکے کھاتا ہے

کیڑا ننھا سا

(محسن بھوپالی)

اس طرح محسن بھوپالی نے اپنے جاپانی کے چار عظیم شاعر میں ترجمہ شدہ ہائیکو ملاحظہ کیے جاتے ہیں۔

ہے درپیش سفر

آوارہ ہیں میرے خاب

بنجر دھرتی کا

(باشو)

اقبال حیدر نے بھی ہائیکو کے تراجم کی شعوری کوشش کی ہے۔اقبال حیدر بھی اپنے تراجم میں متن کے قریب رہنے کو ترجیح دیتے ہیں اور ہائیکو کی اصل صورت کو سامنے لانے کی سعی

کرتے ہیں۔اقبال حیدر نے بطور ہائیکو نگار اپنی شناخت قائم کر لی ہے۔ان کے تراجم اور ہائیکو نگاری اہمیت کی حامل ہے۔ان کا اسلوب بیان اور فکری رویہ دونوں ہی قابل تحسین ہیں۔

بقول ڈاکٹر پرویز پروازی:

> اقبال حیدر کا ترجمہ مکمل ترجمہ ہے۔محسن بھوپالی کا ترجمہ اور زیادہ بلیغ ہے ازبسکہ ان دونوں تراجم کے پہلے اور تیسرے مصرعوں میں صوتی آہنگ موجود ہے۔ہائیکو کی روح بھی جہاں تہاں حرکت کرتی نظر آتی ہے اس لیے میں ان دونوں ترجموں کو مکمل اور بہتر قرار دوں گا۔محتاط رائے دینے کی وجہ صرف یہ ہے کہ میرے سامنے اصل جاپانی ہائیکو موجود نہیں۔۲۰

اقبال حیدر کے علاوہ سلیم کوثر نے بھی ہائیکو کے تراجم کو اہمیت دی۔انھوں نے ہائیکو کے متن اور خصائص کو مدنظر رکھتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔ان کے ہاں تخلیقی سطح بھی زندہ رہتی ہے اور ترجمہ کرتے ہوئے ہائیکو کی فکری وفنی سطح بھی برقرار رہتی ہے۔ سلیم کوثر کے تراجم متاثر کن ہیں:

ہیرے کی مانند
کب سے اوس کی بوند اکیلی
پتھر پر رکھی ہے

(سوکا/ سلیم کوثر)

ہائیکو کے ترجمے کے حوالے سے کچھ ایسے ترجمہ نگار بھی ہیں جن کے ترجمے وضاحتی یا توضیحی رنگ لیے ہوئے ہیں۔ان ترجمہ نگاروں کے ہاں تفہیمی اور موضوعاتی اپج کو اہمیت دی گئی ہے۔ان ترجمہ نگاروں کے ہاں متخیلہ کو زیادہ قابل توجہ سمجھا گیا ہے اور اصل ہائیکو کے مزاج

اور فکر سے دور ہونے کے باوجود اپنا خوش کن تاثر چھوڑنے میں کامیاب رہتے ہیں۔اس طرح کے تراجم کے کچھ نمونے ملاحظہ کریں:

سردیوں کے وہ دن کیا، سردیوں کے یہ دن کیا
اسپ جاں پہ بیٹھا ہے
سرد سرد موسم کا منجمند سا اک سایہ

(باشو/ پیرزادہ قاسم)

گرمی کی چاندنی راتوں میں
سو و جھیل کی روشن لہریں یوں لگتی ہیں
جیسے سفید خرگوشوں کی قطار

(بوسن/ جمیل نقوی)

مندرجہ بالا شعرا نے ہائیکو میں موجود خیالات کو اپنے زاویہ خیال سے بدل دیا ہے۔ایک طرح کی تو تخلیق کا رنگ پیدا کر دیا ہے۔اس حوالے سے کچھ اور ہائیکو ملاحظہ کریں:

خوشی سے جھوم سکوں
آمدِ گل ہے، کاش ترے
آنسو چوم سکوں

(جمال احسانی)

ایک پرانے جوہڑ کی دمساز
اک مینڈک کی جست
ادراک لمحہ پانی کی آواز

(حمایت علی شاعر)

ادا جعفری نے بھی ہائیکو کے تراجم کیے ہیں۔ادا جعفری ناصرف خود ہائیکو تخلیق کرتے ہیں بلکہ نہایت عمدگی کے ساتھ تراجم میں بھی اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ادا جعفری نے آہنگ واوزان میں آزادی اوروسعت کا مظاہرہ کیا ہے۔

جاپانی ہائیکو کی اردو میں ترجمے کی روایت قابل قدر ہے۔جاپانی ہائیکو کے نثری تراجم بھی موجود ہیں اور آزادانہ تراجم کی روایت بھی موجود ہے۔نثری تراجم اپنے کرافٹ اور ہائیکو کے مزاج کے زیادہ قریب ہیں اور اہمیت کے حامل ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ مہر امین، اردو میں ہائیکو نگاری (کتابچہ)، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۷ء، ص۵

۲۔ ناوک حمزہ پوری، ہائیکو، ”بعنوان اُردو“ دہلی، جون ۱۹۸۸ء، ص ۱۱

۳۔ انور جمال، پروفیسر، ادبی اصطلاحات، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۱۵، ص ۱۷۱

۴۔ سہیل احمد صدیقی، اردو ہائیکو نگاری۔ ایک مختصر جائزہ، مشمولہ: قومی زبان کراچی، جون ۲۰۰۸ء، ص ۴۴

۵۔ امین راحت چغتائی، جاپانی شاعری کا مزاج اور ہائیکو، مطبوعہ ”اردو ادب“، راولپنڈی، ہائیکو نمبر، اگست ۱۹۸۵ء، ص ۱۵

۶۔ ڈاکٹر پرویز پروازی، جدید ہائیکو کے ہئیتی تجربات، مطبوعہ ادبیات، اسلام آباد، جنوری تا مارچ ۱۹۸۹ء، ص ۱۴۸

۹۔ امین راحت چغتائی، جاپانی شاعری کا مزاج اور ہائیکو، مطبوعہ اردو ادب، راولپنڈی، ہائیکو نمبر، اگست ۱۹۸۵ء، ص ۲۶

۸۔ بحوالہ ماہنامہ ”شاعر“ بمبئی، شمارہ نمبر ۱، ۱۹۸۶ء، ص ۳۴

۹۔ جمیل مل، اردو ہائیکو پر ایک نظر، اردو ادب، راولپنڈی، ہائیکو نمبر اگست ۱۹۸۵ء، ص ۴۲

۱۰۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو ادب کی فنی تاریخ، لاہور الوقار، پبلی کیشنز، ص ۵۵۸

۱۱۔ بحوالہ محمد امین، اردو میں ہائیکو نگاری، کتابچہ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۷ء، ص ۱۱

۱۲۔ طاہر تونسوی، ڈاکٹر، تحقیق و تنقید منظر نامہ، لاہور، گورا پبلشرز، ۱۹۹۵ء، ص ۱۲۹

۱۳۔ شوذب کاظمی، پروفیسر، اردو ہائیکو کے منفرد نقاد و شاعر دلنواز دل، مشمولہ: شام و سحر، لاہور، نومبر ۲۰۰۰ء، ص۱۸

۱۴۔ بحوالہ عنوان چشتی، شعری ہئیت کے تجربوں کا منظر نامہ دائرے ۳۔۱۷ نذیر احمد روڈ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۱۹۸۶ء، ص۶۹

۱۵۔ انور سدید، اردو شاعری میں ہائیکو کے تجربے مطبوعہ اردو ادب، راولپنڈی، ہائیکو نمبر، اگست ۱۹۸۵ء، ص۵۲

۱۶۔ ڈاکٹر محمد امین، اردو میں ہائیکو نگاری، کتابچہ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۷ء، ص۸

۱۷۔ علی محمد فرشی، (خطوط) اردو ادب، راولپنڈی، جنوری فروری ۱۹۸۶ء، ص۷۰

۱۸۔ ڈاکٹر پرویز پروازی، ہائیکو کا بنیادی مصرعہ، تجدید نو، لاہور، مارچ اپریل ۱۹۹۰ء

۱۹۔ رفیق سندیلوی، اُردو ہائیکو نگاری، ص:۲۲۳

۲۰۔ ڈاکٹر پرویز پروازی، ہائیکو کا بنیادی مصرعہ، تجدید نو، لاہور، مارچ اپریل ۱۹۹۰ء

باب دوم

اُردو نعت کے موضوعات کا جائزہ

نعت کے لغوی معنی تعریف یا توصیف کے ہیں۔(۱) اصلاحی معنی شعری اصناف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و توصیف بیان کرنا ہیں۔ نعت گوئی کا سلسلہ آپؐ کی ذات کے ساتھ شروع ہو گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک پر درود بھیجنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح بیان کرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ آپؐ سے محبت اور عقیدت کے بغیر ہمارا مکمل نہیں ہوتا۔ نعت کا لفظ سب سے پہلے حضرت علیؓ نے آپؐ کے لیے استعمال کیا۔(۲) نعت گوئی کی روایت بہت درخشاں ہے۔ نعت مختلف ہئیتوں اور اصناف سخن میں لکھی جاتی رہی ہے اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

نعت رسول اکرمؐ ہمارے ایمان کو پختہ کرنے اور محبت کے جذبے کو پروان چڑھانے کا باعث ہے۔ نعت رسول کی تعریف کے حوالے سے مختلف ناقدین کی مختلف آرا موجود ہیں۔ نعت کی ادبی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر نزہت عباس رقمطراز ہیں:

> نعت کا لفظ شاعری کی کسی مخصوص ہیَت کی طرف نہیں بلکہ موضوع کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یعنی شاعری کی مختلف ہئیتوں، غزل، قصیدہ، مثنوی، رباعی، قطعہ، مسدس، مخمس، نظم آزاد، نظم معریٰ سانیٹ، ہائیکو دوہے وغیرہ میں بھی نعتیں کہنے کی سعادت ہمارے شعرا نے حاصل کی ہے۔۳

سرور کائنات کی بارگاہ میں شاعر کا نذرانہ عقیدت نعت کہلاتا ہے۔ نعت کا لفظ حضرت محمدؐ کی ذات گرامی اور صفات حمیدہ طیبہ کے بیان کے لیے مخصوص ہے جب کہ دوسری ہئیتوں کے لیے وصف، مدح، مدحت، منقبت، تعریف و توصیف کے الفاظ کا استعمال انھیں ممتاز کرتا ہے۔

نعت ایک نازک صنف سخن ہے۔ جس کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے بیان کی صداقت، جذبے کی گہرائی، احساس کی نزاکت، نظر کی وسعت، فکر وخیال کی پاکیزگی اور شعور کی بیداری کے علاوہ مقام توحید اور آداب رسالت کی صحیح آشنائی کی بھی اشد ضرورت ہے۔

نعت کی تعریف ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> نعت وہ صنف نظم ہے جس میں رسول پاکؐ کی ذات، صفات، اخلاق اور شخصی حالات وغیرہ بیان ہوتا ہے۔ نعت در حقیقت حضورؐ کی ذات اقدس سے والہانہ عقیدت ومحبت کے اظہار کی ایک شکل ہے۔۴

نعت مذہبی شاعری کی اصطلاحی ہے اور ایک مقبول اور معروف صنف شاعری ہے۔ نعت کے بارے میں پروفیسر انور جمال یوں رقمطراز ہیں:

> ایسی نظم جس میں محسن انسانیت حضرت محمدؐ کی ذات گرامی کے اوصاف وکمالات، سیرت طیبہ، اخلاق حسنہ اور سوانح مبارکہ، عقیدت ومحبت کے ساتھ بیان کیے جائیں۔ نعت موضوع کے اعتبار سے صنفِ شاعری ہے اور اس کا موضوع سرورِ کائنات کی مدح ہے۔۵

نعت وہ آئینہ ہے جس میں نعت گو شاعر کی شاعری کا عکس نظر آتا ہے یعنی جس طرح کے الفاظ، خیالات اور جذبات محبت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اس سے شاعر کے ادراک واحساسات کی تصویر بھی اس آئینہ میں محسوس ہوتی ہے۔ نعت کی کیمیائی تیاری کا عمل اتنا آسان نہیں کہ جب چاہو اس سے سونا تیار کرلو۔ اس عمل میں احترام وعقیدت، احتیاط واعتدال توازن وتامل، تفصیل واجمال، اظہار واخفا اور وجدان عرفان کے ایسے ایسے نازک دشوار اور تلوار کی دھار پر چلنے والے مرحلے سے گزرنے کا سہرا انھی کے حصے میں آتا ہے۔ جو معرفت رسول کا ادراک رکھتے ہیں۔

نعت میں طبع آزمائی کرنا گویا ایک پر خطر وادی میں قدم رکھنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ ایک ادنیٰ سی لغزش رستہ بھٹکا سکتی ہے۔ نعت گوئی مقدس فن ہے مگر اتنا ہی مشکل فن بھی ہے۔ کیونکہ یہاں شاعر کو پروازِ تخیل میں بار بار آداب رسالت کالحاظ رکھنا پڑتا ہے۔

بارگاہِ رسالتؐ میں عقیدت کے پھول نچھاور کرنا احتیاط کا متقاضی ہے۔ نعت رسولؐ لکھنا خلوص نیت، خلوص عمل اور شاعری پر عبور کے امتزاج کا نام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شاعر کے دل میں عشق رسول کا جذبہ بھرپور صورت میں موجود ہو کیونکہ نعت لکھنا وفور عشق کے بغیر ممکن نہیں۔ ڈاکٹر ریاض مجید رقمطراز ہیں:

> نعت گوئی کا راستہ پل صراط سے زیادہ کٹھن ہے۔ اس پر بڑی احتیاط اور ہوش مندی سے چلنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے اکثر شاعروں نے نعت کہنے میں اپنی بے بسی کا اظہار کیا ہے کیونکہ جس ہستی پر خدا خود درود بھیجتا ہے انسان کی کیا مجال ہے کہ اس کی تعریف کا احاطہ کر سکے۔ ٦

نعت لکھتے ہوئے شاعر کا پورا وجود عشق رسول میں ڈوبا ہو تو اس صورت میں نعت لکھنا ممکن ہے۔ عقیدت اور محبت رسولؐ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے۔

ایک اور جگہ پر ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں:

> حضور اکرمؐ کی محبت کے اظہار میں اگر ہوش و بصیرت سے کام نہ لیا جائے تو ہر قدم پر لغزش کا امکان ہے کیونکہ آپؐ کے ادب واحترام اور شان اقدس میں ذرا سی بے احتیاطی اور ادنیٰ سی لغزش نعت نگار کے خیالات والفاظ کو تو کیا ایمان واعمال تک کو غارت کر دیتی ہے۔ ٧

نعتِ رسول اکرمؐ کی مدح سرائی اور اوصاف حمیدہ بیان کرنے کا نام ہے۔ نعت گوئی لفاظی یا کھوکھلے جذبات کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ نعت کا ایک ایک حرف خلوص کی سیاہی سے رقمطراز ہوتا ہے اور خیال کی نیت

میں عقیدت اور محبت رسول اپنا کردار نبھاتی ہے۔ نعت گوئی کی روایت بہت جاندار اور درخشاں ہے۔ اس کی وسعت اور تابندگی کی اہمیت اس اعتبار سے بھی ہے کہ یہ روایت بیک وقت عربی، فارسی، اردو اور دیگر زبانوں میں بھی موجود ہے۔ رسول عربیؐ عاشق اور مدح سرا دنیا کے ہر خطے میں موجود ہیں۔ نعت بیان کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ممدوح کی ذات وصفات کا صحیح عرفان رکھتا ہو اور محمد عربیؐ کی عظمت ووقعت اور اوصاف حمیدہ کا گہرا نقش اپنے دل پر قائم رکھے اور جو کچھ کہے وہ کسی لمحے کی ترنگ یا خیال کی امنگ میں نہ کہے بلکہ اپنے تمام تر فکری سرمائے اور قلبی جذبات کے رنگ میں ڈوب کر اعتراف عظمت اور شکرانہ نعمت کے طور پر علم کی گواہی کے ساتھ کہے۔ نعت گو شاعر کو اظہار خیال کرتے ہوئے توازن سے کام لینا پڑتا ہے۔ ایک طرف اسلوب بیاں اور الفاظ کے چناؤ میں احتیاط سے کام لینا ہوتا ہے تو دوسری طرف عشق رسولؐ کے رنگوں اور کیفیتوں کو شعری خیالات میں ڈھالتے ہوئے بھی خلوص کے چراغ جلانے پڑتے ہیں۔ نعت گو جب تک عشق رسول میں ڈوب کر توحید رسال اور عبودیت کے نازک رشتوں میں کامل ہم آہنگی پیدا نہ کرے اور سوز وگداز، وقعت بیاں اور حسن ذوق سے آشنا نہ ہو اس وقت تک وہ نعت گوئی کے منصب سے انصاف نہیں کر سکتا۔

اُردو میں نعت گوئی کی درخشاں روایت موجود ہے۔ نعت گوئی کی روایت عربی اور فارسی سے ہوتی ہوئی اردو میں آئی۔ اردو میں نعت گوئی کا جو ڈھنگ اور انداز نظر آتا ہے وہ فارسی زبان سے متاثرہ ہے۔ اُردو کے ابتدائی شعرا میں خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، قلی قطب شاہ، امیر خسرو، ولی دکنی، میر تقی میر، میر درد اور سراج اورنگ آبادی کے نام قابل ذکر ہیں جن کے نعتیہ اشعار ملتے ہیں۔ ان کے ہاں کلام میں عقیدت اور محبت کا رنگ واضح دیکھا جا سکتا ہے۔

اردو نعت گوئی کی روایت میں ابتدائی نعت گو شاعر سید محمد حسینی، خواجہ بند نواز گیسو دراز ہیں جنھوں نے پہلے پہل اردو میں نعت گوئی کی۔ ان کے نعتیہ اشعار ملاحظہ کیجیے:

اے محمدؐ جلو جم جم جلوہ تیرا
ذات تجلی ہوئے گیسیں سپورن سہرا
واحد آپسِ آپ تھا، آپس آپ نجھایا
پرگٹ جلوہ کار نے الف میم ہو آیا
عشقوں جلوہ دینے کر کاف نون بسایا

اس طرح نظامی کے ہاں بھی نعتیہ اشعار دیکھنے کو ملتے ہیں۔ نظامی نے اپنی مثنویوں کے آغاز میں حمد اور نعت لکھی ہے۔ ان کی مثنوی کا دور (۹۲۵ھ سے ۸۳۹ ھ کا ہے)۔ اس طرح محمد قلی قطب شاہ نے بھی نعت کے اشعار کہے بلکہ غزل کے لب ولہجے میں نعتیہ رنگ نکھارا۔ اشرف کی مثنوی نوسرہار، ملاوجہی کی نظم قطب مشتری میں بھی نعتیہ اشعار ملتے ہیں۔ عوامی، نصرتی، معظم، بلاقی اور مختار نے بھی اپنی مثنویوں میں حمدیہ اور نعتیہ اشعار لکھے ہیں۔

میر وسودا نے بھی نعتیہ اشعار لکھے۔ خصوصاً مرزارفیع سودا نے دو قصائد حضرت محمدؐ کی مدح میں لکھے۔ لکھنوی شعرا میں رنگین، ناسخ نے بھی نعتیہ اشعار لکھے۔ ابراہیم ذوق بھی میرزارفیع سودا کی طرح قصیدہ گوئی میں اپنی انفرادیت اور شناخت قائم کرتے ہیں۔ ان کے ہاں قصائد کے آغاز میں حمد ونعت کا رنگ ملتا ہے اور یہی انداز مومن کے قصائد میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ مومن کے ہاں نعت گوئی کے وفور کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ خصوصاً حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ کی مدح میں بھی قصائد لکھے۔

امیر مینائی کے کلام میں تصوف، حمدیہ اشعار اور نعتیہ اشعار واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ ان کا نعتیہ انداز ایک طرف عقیدت کو ظاہر کرتا ہے اور دوسری طرف نعتیہ مضامین متنوع صورت میں نظر آتے ہیں۔ ''محمدؐ خاتم النبیین'' اور ''دیوان نعتیہ شاہ انبیا'' دونوں مجموعہ کلام ایسے ہیں جنہیں امیر مینائی کا عشق رسولؐ جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔

دل شاد کام غیر سے اکثر تھا آپ کا

خلق عظیم سب سے برابر تھا آپ کا

ان کا اندازِ بیاں فنکارانہ اور عقیدت سے بھرپور ہے۔ ان کا اسلوب نعت رنگوں اور اوصاف حمیدہ کا آئینہ دار ہے۔ ان کا کلام نعتیہ روایت کے احیا کا سبب بنا۔

اردو نعت گوئی کی روایت میں محسن کاکوروی کا نام بہت نمایاں اور اہمیت کا حامل ہے۔ محسن کاکوروی کی انفرادیت اس لیے بھی ہے کہ انھوں نے نعت گوئی کے فن کو مستقل طور پر اپنایا اور نعتیہ قصائد کے سبب اپنی الگ شعری وادبی شناخت قائم کی۔ ان کے نعتیہ قصائد اردو شاعری میں نعت گوئی کی روایت میں بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کا پہلا قصیدہ "گلدستہ نعت" ۱۸۴۲ میں تخلیق ہوا۔ اس وقت محسن کاکوروی کی عمر ۱۶ سال تھی۔ ان کو زیادہ شہرت اور اہمیت ان کے قصیدہ "مدح خیر المرسلین" کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ ان کی مثنویات میں "تجلی کعبہ" اور "چراغ کعبہ" مشہور ہیں۔

ہے تمنا کہ رہے نعت سے تیرے خالی

نہ میرا شعر نہ قطعہ نہ قصیدہ نہ غزل

(محسن کاکوروی)

تسلیم لکھنوی اور عزیز لکھنوی کا شمار بھی اردو نعت گوئی میں اہمیت کا حامل ہے۔ تسلیم لکھنوی کے ہاں مثنویوں کا آغاز حمدیہ ونعتیہ کلام سے ہوتا ہے۔ تسلیم لکھنوی کا کلام ملاحظہ کریں:

قیامت کا جوش آج سینے میں ہے

دل پر تمنا مدینے میں ہے

تصور میں ہوں دید سے بہرہ ور

مزارِ مبارک سے پیش نظر

(تسلیم لکھنوی)

عزیز لکھنوی کو بھی نعتیہ کلام کے سبب انفرادیت اور شہرت حاصل ہے۔انھوں نے حضور اکرمؐ کی مدح سرائی میں قصائد لکھے۔ ان کے مشہور قصائد میں ''شاہِ والا'' اور ''چراغ کعبہ'' ہے جو ان کے عاشق رسول ہونے اور پر خلوص نعت گو ہونے کی دلیل ہے۔ان کی ندرت بیاں کا عمدہ نمونہ ہے۔

انیسویں اور بیسویں صدی کے نمایاں شعرا میں الطاف حسین حالی، مولانا ظفر علی خان، احمد رضا بریلوی، حفیظ جالندھری اور ماہر القادری نے بھی نعت گوئی کی روایت کو پختہ کیا۔حالی کی نظم مدوجذر اسلام کو بہت شہرت ملی۔ مسدس حالی میں حالی نے دلکش اور پر سوز اور پر تاثیر لہجے میں نعتیہ رقم کیے ہیں:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

مرادیں غریبوں کی برلانے والا

مصیبت مبں غیروں کے کام والا

وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

(حالی)

احمد رضا بریلوی کا شمار بھی اردو نعت گوئی کے اہم شعرا میں ہوتا ہے۔انھوں نے دلکش اور مختلف اسلوب بیاں سے نعت گوئی کی روایت کو آگے بڑھایا۔ان کی نعتیہ شاعری میں نبی اکرمؐ کی سیرت اور زندگی کے اوصاف حمیدہ موضوع بنتے ہیں۔

سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبیؐ

سب سے بالا وبالا ہمارا نبیؐ

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

(احمد رضا بریلوی)

علامہ اقبال کے ہاں بھی نعتیہ اشعار وفورِ شوق اور عشق رسولؐ کی ترجمانی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اقبال کا منفرد لہجہ اور اسلوب بیاں اور قرینہ ان کے کلام کو شناخت دیتا ہے۔ ان کے کلام میں عقیدت اور پر کیف اظہار نعتیہ کلام کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔

عالمِ آب وخاک میں ظہور سے فروغ

ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(علامہ اقبال)

ماہر القادری کا شمار بھی نعت گوئی کی روایت میں اہمیت کا حامل ہے۔ ماہر القادری کا عشق میں ڈوبا ہوا لب ولہجہ اور عقیدت سے بھرپور اظہار ان کی نعت گوئی کی چاشنی اور تاثیر عطا کرتا ہے۔ ان کے مجموعہ کلام ''ظہور قدسی'' اور ''ذکر جمیل'' میں منفرد اور ندرت آمیز نقش موجود ہیں جو ان کے محبت رسولؐ کی غماضی کرتی ہیں۔

کردار کا یہ حال صداقت ہی صداقت

اخلاق کا یہ رنگ کہ قرآن ہی قرآن

اشکوں سے تیرے دین کی کھیتی ہوئی سیراب

فاقوں نے ترے دہر کو بخشا سرور سامان

(ماہر القادری)

مولانا ظفر علی خان کی وجہ شہرت کا ایک سبب ان کی نعت گوئی ہے۔ ان کی نعتیہ شاعری ان کی شاعری میں انفرادیت کی ایک بڑی وجہ ہے۔ ان کی نعتیں ان کی قادر الکلامی اور اچھوتے اسلوب کی ترجمان ہیں۔

مولانا ظفر علی کی نعت گوئی ان کی محبت والفت اور عشق نبیؐ کی بھرپور ترجمانی کرتی ہے۔ انھیں اظہار کا قرینہ اور عشق رسولؐ کو بیان کرنے کا سلیقہ بھی آتا تھا۔ ان کے الفاظ کا چناؤ بھی فنکارانہ اور شایان شان تھا۔ انھوں نے نہایت عقیدت، محبت اور وفور عشق میں ڈوب کر نعت رسول مقبولؐ رقم کیں۔

گرتے ہوؤں کو تھام لیا جس کے ہاتھ نے

اے تاجدار یثرب وبطحا تمہی تو ہو

(ظفر علی خان)

حفیظ ہوشیار پوری، اکبر الہ آبادی، جوش ملیح آبادی، آغا حشر، کاشمیری، حامد حسن قادری اور بیدم وارثی کا نعتیہ کلام بھی اہمیت کا حامل ہے۔ خصوصاً بیدم وارثی اور جوش کا نعتیہ کلام جدت، توانائی اور خلوص عقیدت سے بھرپور ہے۔

فقر کو جس کے تھی کج کلامی وہ رسولؐ

گلہ بانوں کو عطا کی جس نے شاہی وہ رسولؐ

(جوش ملیح آبادی)

مظفر وارثی کا شمار بھی نعت گوئی کے نمائندہ اور اہم شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کی نعتیہ شعری تصانیف میں "باب حرم"، "نور ازل"، "کعبہ عشق" اور "دل سے در نبیؐ تک" جیسی تصانیف شامل ہیں۔ ان کا نعتیہ

کلام نعت گوئی کے فن کو نئی توانائی اور شناسائی بخشتا ہے۔ ان کی نعتیں عشق نبیؐ میں ڈوبی ہوئی اور عقیدت کا بھرپور اظہار ہیں۔ ان کا کلام نئے پن اور جدت کا نمائندہ ہے۔ ان کے ہاں نئے مرکبات اور تشبیہات و استعارات ان کے اظہار بیان کو انفرادیت عطا کرتے ہیں۔ انھیں جدت آمیز اسلوب بیاں اور اردو نعت میں نمایاں خدمات کے سبب صدارتی ایوارڈ بھی مل چکا ہے۔

مظفر وارثی کی نعت گوئی کے حوالے سے ڈاکٹر ریاض مجید رقمطراز ہیں:

> مظفر وارثی نے اردو نعت کو مترنم اسلوب دیا۔مظفر وارثی کی نعت میں نغمہ کاری کے علاوہ شوق وعقیدت کی فراوانی، ملکی وملی مسائل کا بیان اور دوسرے جدید مضمون ملتے ہیں۔ انھوں نے قرینے اور سلیقے سے ان موضوعات کو جزو نعت بنایا ہے۔ بعض ناقدین ان کی نغمہ کاری کے سحر سے آگے نہیں جاتے لیکن بنظر غائر ان کی نعت گوئی کا تجزیہ کیا جائے تو احساس ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی غزل کی ندرت وجدت اور درد مندی کو نعت میں بھی سمو دیا ہے۔۸

حافظ لدھیانوی کا شمار بھی اردو کے نمایاں نعت گو شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کے کلام میں واردات قلبی اور عشق رسولؐ کی مختلف صورتیں عقیدت وجذبات کی آمیزش کے ساتھ دکھائی دیتی ہیں۔ حافظ لدھیانوی ایک طرف عبادت وعبودیت کے سرور سے آگاہ ہیں تو دوسری طرف درد وسوز کے رموز سے بھی آشنا ہیں۔ وہ اپنے نعتیہ کلام کو عشق نبیؐ سے سینچتے ہیں۔ ان کا نعتیہ کلام ''ثنائے خواجہ'' کے نام سے شائع ہوا۔

حفیظ جالندھری کے ہاں بھی نعتیہ کلام موجود ہے۔ انھیں "شاہنامہ اسلام" کے سبب شہرت میسر آئی جس میں نبی اکرمؐ کی ولادت سے پہلے سے لے کر ہجرت نبوی تک کے احوال کو نظم میں بیان کیا گیا ہے۔ انھوں نے نبی اکرمؐ کی مدح سرائی کو دلکش پیرائے اور عقیدت واحترام کے ساتھ شعروں میں ڈھالا ہے۔ انھوں نے نبی اکرمؐ کی مدح سرائی کچھ ان الفاظ میں کی ہے۔

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی

سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی

(حفیظ جالندھری)

احسان دانش کی ادبی شخصیت کی الگ پہچان ہے۔ انھوں نے شعر وادب میں اپنا مقام بنایا۔ ان کے ہاں بھی نعتیہ شاعری قابل توجہ ہے۔ ان کی شاعری میں نعت گوئی کا نیااور منفرد انداز نمایاں نظر آتا ہے۔ نبی اکرمؐ سے محبت وعقیدت ان کی نعتوں میں موجود ہے۔ ان کا نعتیہ مجموعہ ''دارین'' اہمیت کا حامل ہے۔ ان کی تخلیق کردہ نعتوں میں محبت وجذبات کی کیفیات اور عقیدت واحترام کی سرشاری واضح نکھرتی دکھائی دیتی ہے۔ ان کے نعتیہ شعر ملاحظہ کریں:

رخ خیر البشر تو پھر رخ خیر البشر ٹھہرا

ان آنکھوں سے در خیر البشر دیکھا نہیں جاتا

ہوائیں ماری ماری پھر رہی ہیں

ترا نقش کف پا ڈھونڈنے کو

(احسان دانش)

حفیظ تائب کا شمار بھی اہم نعت گو شعرا میں ہوتا ہے۔ انھوں نے نعت گوئی میں وسیع ذخیرہ چھوڑا ہے۔ ان کی نعت گوئی میں وفور جذبات اور نئے نئے موضوعات کا دلکش اظہار ملتا ہے۔ حفیظ تائب کے حضورؐ کے اوصاف کا تخلیقی اظہار موجود ہے۔

یوں ذہن میں جمال رسالت سما گیا

میرا جہانِ فکر و نظر جگمگا گیا

(حفیظ تائب)

احمد فراز کا شمار بھی اردو کے اہم شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کے ہاں نعتیہ اشعار پر خلوص اور وفور جذبات وعقیدت کے ساتھ دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان کا نعتیہ لب ولہجہ منفرد اسلوب کا حامل ہے۔ جو اپنے تقاضوں پر بھی پورا اترتا ہے اور محبت رسولؐ کی سرشاری اور عقیدت وعصری خلوص کا بھی بھرپور اظہار کرتا ہے۔

مرے رسولؐ کی نسبت تجھے اجالوں سے

میں تیرا ذکر کروں صبح کے حوالوں سے

یہ افتخار ہے تیرا کہ میرے عرش مقام

تو ہم کلام رہا ہے زمین والوں سے

عاصی کرنالی کے کلام میں بھی نعتیہ کلام کو اہمیت رہی ہے۔ ان کی نعتیہ شاعری کا مجموعہ "مدحت" کے نام سے موجود ہے۔ ان کے نعتیہ کلام کا اسلوب انتہائی دلکش اور پر تاثیر ہے۔ ان کے ایک طرف سادگی وسلاست کا رنگ ہے تو دوسری طرف بے اختیاری اور عشق رسولؐ کے پر خلوص جذبات کی ترجمانی ملتی ہے۔ ان کا کلام مدحت رسولؐ کے تقاضوں پر پورا اترتا ہے۔ ان کے وفور عشق رسول کی کیفیت ملاحظہ کریں:

تری ثنا کے سوا میری شاعری کیا ہے
تجھی کو سوچا ہے میں نے تجھی کو لکھا ہے

ڈاکٹر ریاض مجید کا شمار پاکستانی شعرا کے اہم نمائندہ شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کی نعتیہ شاعری انفرادیت اور اہمیت کی حامل ہے۔ ان کے ہاں عشق نبیؐ کے مختلف رنگ بکھرے نظر آتے ہیں۔ ان کا دل ودماغ مدحت رسول میں مشغول رہتا ہے۔ ان کی شاعری میں یہ تڑپ اور محبت کا جذبہ واضح دیکھا جاسکتا ہے۔

جب بھی حضرتؐ کی نعت ہوتی ہے
ہم ثنا کائنات ہوتی ہے

(ریاض مجید)

پاکستانی ادب کے نمایاں شعرا میں فیض احمد فیض، جعفر طاہر، نعیم صدیقی، ادا جعفری، احمد ندیم قاسمی، شہزاد احمد، منیر نیازی وغیرہ سب کے ہاں نعتیہ کلام موجود ہے۔اس کے ساتھ ساتھ قیوم نظر، یوسف ظفر، صہبا اختر، مختار صدیقی، شورش کاشمیری، جون ایلیا، محسن نقوی وغیرہ کے ہاں نعتیہ کلام کی دلکش روایت موجود ہے۔

اسلم کولسری، خالد احمد، منیر سیفی اور جلیل عالی کا شمار بھی اہم شعرا میں ہوتا ہے۔ان شعرا کے ہاں بھی نعتیہ کلام موجود ہے۔خالد احمد کا سنبھلا ہوا لب ولہجہ اور خلوص سے بھرپور انداز بیاں ان کے نعتیہ کلام میں پر تاثیر بناتا ہے۔

تاب نہیں تواں نہیں، لنگر وبادباں نہیں
موجِ محیط لطف اٹھ غرق گناہ آگئے

(خالد احمد)

پروفیسر حسن اکبر کمال کا مجموعہ نعت ''التجا'' ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا۔ محسن احسان کا شمار بھی اہم نعت گو شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کا نعتیہ مجموعہ ''اجمل واکمل'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کا کلام ان کی عقیدت اور شعری محاسن پر دسترس اور عشق رسولؐ کی ترجمانی کرتا ہے۔

حضور آپؐ کی دہلیز پر کھڑا ہوں میں
کہ آسماں کی بلندی کو چھو رہا ہوں میں

(محسن احسان)

قیصر نجفی کا مجموعہ نعت ''رب آشنا'' ۲۰۰۲ء میں شائع ہوا۔ کوثر حجازی کی نعتیہ کلام پر مبنی کتاب ''التماع فکر'' ۲۰۱۳ء میں شائع ہوئی۔ انھوں نے نعتیہ قطعات بھی لکھے ہیں۔ محمد فیروز شاہ کا مجموعہ ''باوضو آرزو'' کے نام سے شائع ہوا۔ محمد فیروز شاہ نے غزل کے اسلوب میں نعتیہ کلام کو خوب نبھایا۔

شب گزیزہ شہر کے دکھ کا مداوا روشنی

بے بصر آنکھوں میں کب اترے گی روشنی

(محمد فیروز شاہ)

اُردو نعت گوئی کی روایت بہت شاندار اور درخشاں ہے۔ نعت گوئی کی روایت پاکستانی عہد میں بھی بھرپور صورت میں سامنے آئی ہے۔ نعتیہ کلام کے مختلف اسلوب بیاں سامنے آئے جس کی بدولت نعتیہ کلام کی ثروت مندی میں اضافہ ہوا ہے۔

شعری مجموعوں کے ساتھ ساتھ ادبی رسائل وجرائد نے بھی نعت گوئی کی ثروت مندی میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔ بیشتر رسائل وجرائد کا آغاز حمدیہ اور نعتیہ کلام سے ہوتا رہا ہے۔ اہم شعرا جن کا کلام رسائل وجرائد میں شائع ہونے سے نمایاں ہوا ان میں منیر سیفی، امین راحت چغتائی، انور جمال، محسن نقوی، حسن عباس رضا، سید ابوالخیر کشفی، انور مسعود، حسن رضوی، جلیل عالی، محمد اجمل نیازی، ڈاکٹر ریاض مجید وغیرہ نمایاں ہیں۔

اس طرح ماجد صدیقی، بشیر حسین ناظم، ڈاکٹر ہارون رشید، نورین طلعت عروبہ، قمر یزدانی، گوہر ملیسانی، ضیاالحسن وغیرہ کے ہاں بھی عمدہ نعتیہ کلام موجود ہے۔

اردو نعت کی روایت میں دیگر اصناف سخن نے بھی اپنا بھرپور حصہ ڈالا ہے۔ نظم کی دیگر ہیئتوں، مثنویوں، رباعی، قطعہ، ماہیا اور ہائیکو میں بھی نعت کی ثروت مند روایت موجود ہے۔ غزل کی ہیئت میں بھی نعتیہ کلام موجود ہے۔ محمد یعقوب فردوسی نے بھی ماہیا کی ہیئت میں نعتیں لکھی ہیں۔

صبیح رحمانی کو بھی نعت گوئی میں اہمیت حاصل ہے۔انھوں نے نعت کی تحقیق اور تخلیق دونوں میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔انہیں نعتیہ ہائیکو میں بھی توجہ حاصل ہوئی۔صبیح رحمانی کی نعت گوئی کے حوالے سے پروفیسر قیصر نجفی رقمطراز ہیں:

> نعت خوانی نے صبیح رحمانی کو نعت کے ان رموز کی آگہی بخشی ہے جو کسی بھی طرح بیان نہیں ہو سکتے بلکہ صرف محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ان کی نعت گوئی کی تمام خصوصیات خاص کر منفرد نوعیت کی وضع کردہ زمین، تراکیب ومرکبات، لفظی ہیئت اور فارم کا تنوع، حفیظ مراتب، غنائیت، مضمون آفرینی، تکرار الفاظ، اسلوب کی تازہ کاری اور سب سے بڑھ کر اثر انگیزی نعت خوانی کی ہی مرہون منت ہیں۔ہر چند انھوں نے مترنم بحروں کا انتخاب، صوت وصدا کے زیر وبم کا اہتمام، نغمگی سے معمور ردیفوں کا استعمال، نعت خوانی کے تقاضوں کے پیش نظر کیا گیا ہے۔صبیح رحمانی کا فنی ورک حمد ونعت دونوں اصناف سخن میں عروج پر ہے اور مدحیہ شاعری کے صف اول کے شعرا میں انہیں شامل ہونے کا استحقاق بخشا ہے۔۹

خوابوں کا سفینہ ہو

آخری سانسیں ہوں

نظروں میں مدینہ ہو

(محمد یعقوب فردوسی)

اردو نعت کے موضوعات:

نعت گوئی شاعری کی صنف ہے جس میں حضور اکرمؐ کی مدح سرائی کی جاتی ہے۔حضور نبی اکرمؐ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں اور اوصاف حمیدہ کا عقیدت وخلوص اور دلکش اسلوب بیاں میں اظہار نعت کہلاتا ہے۔نعت رسولؐ کے بہت سے رنگ اور انداز شعرا کو محبوب ٹھہرے۔کسی نے حضور اکرمؐ کی ابتدائی زندگی

کی مدح سرائی کی تو کسی نے پیغمبرانہ زندگی کے اوصاف حمیدہ کو شعروں میں ڈھال دیا۔ کسی نے حضورؐ کے معجزات کو موضوع بنایا تو کسی نے آخری زندگی کی شان کو نعتیہ رنگ دیا۔ کسی نے اخلاقیات نبیؐ کو آخرت کا توشہ جانا تو کسی نے سراپا رسولؐ کے اوصاف کو نعتیہ کلام کا مرکز و محور بنالیا۔ یوں نعت گوئی کے اظہار کے نئے اسالیب طریقے اور رنگ وقت کے ساتھ ساتھ نکھرتے چلے گئے۔

بقول ڈاکٹر ریاض مجید:

> اُردو نعت کا عصرِ حاضر دراصل نعت کے روشن مستقبل کا باب آغاز ہے۔ عصر حاضر تک آنے میں اردو نعت کو اصناف سخن میں جو مرثیہ ومقام حاصل ہوا ہے۔ وہ اس کے کبھی نہ ختم ہونے والے امکانات کا ثبوت ہے۔ آج اردو نعت کے معیار اور فکری وفنی عظمت اور مضامین وموضوعات کی وسعت دیکھ کر یہ بات بلا خوف وتردید کہی جا سکتی ہے کہ اردو میں نعت رسول اکرمؐ کا جو اثاثہ موجود ہے۔ وہ دنیا کی کسی اور زبان میں نہیں۔ عربی اور فارسی میں بلاشبہ نعت کے اعلیٰ نمونے تخلیق ہوئے مگر جہاں تک سرمایہ نعت کا تعلق ہے۔ عربی وفارسی کی نعتیہ شاعری کو یکجا بھی کر لیا جائے تو اس کی مقدار اردو نعت کے برابر نہیں ہوتی۔ یہ فخر صرف اردو زبان کو حاصل ہے۔ ۱۰

نعت رسولِ مقبولؐ کے عاشقین کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوا ہے۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اور بھی اضافہ ہوتا جائے گا اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا کیونکہ مدح رسول مسلمانوں کے ایمان کا جزو ہے۔ عشق رسول کی رضا ہی خدا کی خوشنودی کی ضمانت ہے۔ نعتیہ شعرا کے ہاں محبت کا وفور اور عشق رسول کا تخلیقی اور عقیدت سے بھرپور اظہار ان کے قرینے اور شاعرانہ ہنرمندی کی دلکش عکاسی وترجمانی کرتا ہے۔ نعت مذہبی وعقیدت سے بھرپور شاعری کی ترجمان ہے۔ نعت کی اصطلاح اب حضورؐ کے اوصاف

اور شان کے بارے میں ہی استعمال ہوتی ہے۔ نعت نگاری کے بارے میں پروفیسر انور جمال یوں رقمطراز ہیں:

> ایسی نظم جس میں محسن انسانیت حضرت محمدؐ کی ذات گرامی کے اوصاف و کمالات، سیرت طیبہ، اخلاق حسنہ اور سوانح مبارکہ، عقیدت و محبت کے ساتھ بیان کیے جائیں نعت موضوع کے اعتبار سے صنف شاعری اور اس کا موضوع سرور کائنات کی مدح ہے۔ ۱۱

نعت گوئی کا فن بظاہر سادہ اور سیدھا نظر آتا ہے کہ مدح رسولؐ کا اظہار ہے مگر حد سے زیادہ اختیاط اور ہنر مندی کا متقاضی ہے۔

بقول ڈاکٹر عزیز احسن:

> نعت کا مافیہ (Content) یا متن Text کی اہمیت ہر قسم کی شاعری کے مافیہ سے زیادہ ہے۔ نعت کے نفس مضمون کے فکری رشتے قرآن وحدیث سے بڑے گہرے ہیں۔ اس لیے قرآن وحدیث کے مفاہیم کو شعری قالب میں ڈھالنے کے لیے ہنگام استناد کی شان کو برقرار رکھنا، تاریخ اسلام کے مستند حوالوں کو شعری پیکر دینا بہت ضروری ہے۔ اس موقع پر اپنے جذبات، اپنی خواہشات اور اپنے مذہبی تعصبات کو قابو میں رکھتے ہوئے راہ مستقیم پر چلنا اور وادیٔ نعت سے سرخرو گزر جانا بہت بڑی کامیابی کی دلیل ہے۔ کیونکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ سچائی کا عنصر ہر سطح پر برقرار رہ سکے۔ ۱۲

ذرا سی لغزش ایمان کو خطرے میں ڈال سکتی ہے۔ اس لیے نعت رسولؐ لکھتے ہوئے شاعرانہ ہنر مندی، الفاظ کے انتخاب اور عقیدت بصیرت سے بیک وقت کام لینا پڑتا ہے۔ محبوب خداؐ کی ہستی کائنات بلند مرتبہ اور چاہی جانے والی ہستی ہے۔ جس کی مدح خود اللہ کی ذات کرتی ہے۔ ایسے میں انسان کے لیے نعت

رسولؐ لکھتے ہوئے حوصلہ، اعتماد، احتمال اور احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے۔ آپؐ کی عظیم ذات کی مدح سرائی بھی وسیع اور عظمت والا کام ہے۔ بقول ڈاکٹر ریاض مجید:

> بظاہر ہر نعت کے موضوع کا تعین بہت آسان نظر آتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ نعت حضورؐ کی مدح ہی کا نام ہے لیکن اگر عربی، فارسی اور اردو میں موجود نعتیہ کلام کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس موضوع کی عظمت اور وسعت کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ موضوع کتنا وسیع اور اہم ہے۔ ۱۳

نعت کے موضوع کو مختلف اسالیب شعری نے بھی نکھارا ہے۔ اسالیب کے سبب نعت گوئی کو موضوعات کے مختلف قرینے بھی نمایاں ہوئے۔ نعت کے موضوعات کا اہم ذریعہ قرآن پاک ہے۔ نعتیہ شعرا نے نبی اکرم کی زندگی مدح سرائی اور اوصاف حمیدہ بیان کرنے کے لیے قرآن سے رجوع کیا۔ قرآن وحدیث میں نبی اکرمؐ کے محاسن اخلاق کے جو نمونے ملتے ہیں شعرا نے انہیں شعری سلیقے کے ساتھ نعتیہ کلام میں ڈھالا ہے۔ قرآن مجید کی آیات اور اسماء مبارکہ بھی نعتیہ اوصاف کے موضوع کو ثروت بخش بناتے ہیں۔ اللہ اور اس کے فرشتے بھی نبی اکرمؐ پر درود بھیجتے ہیں اور ایمان والوں کو محبوب خدا پر درود بھیجنے کا کہا گیا ہے۔ یہ موضوع شعرا نے نعت میں مختلف اسلوب بیاں کے ساتھ شعروں میں سجایا ہے۔

رب اور فرشتے مومنوں کے رہنما ہوئے

کہتی ہے حرف حرف یہ آیت درود کی

(راجا رشید محمود)

خدا نے خود یہ کتاب مبین میں فرمایا

حضورؐ کی ہے اطاعت، اطاعت وہاب

(راجا رشید محمود)

نعت گوئی میں شعرانے موضوعات سے بھرپور کام لیا ہے۔ نعت گو شعرانے نعتیہ کلام لکھتے ہوئے قرآن پاک سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ اللہ نے قرآن پاک میں نبی اکرمؐ کے اوصاف کو دلکش صورت میں پیش کیا ہے۔

نبی اکرمؐ کی سیرت و کردار اور حسن خلاق کو بھی نعتیہ کلام میں موضوع بنایا جا چکا ہے۔ آپ کی سیرت طیبہ مسلمانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے اسوۃ حسنہ ہے۔ نبی اکرمؐ کے اوصاق حمیدہ اور تعلیمات کے رنگ شعرانے نعتوں میں بھرپور عقیدت و محبت کے ساتھ بکھیرے ہیں۔ حضور اکرمؐ تمام انسانیت کے لیے زیست کا سامان لے کر آئے۔ آپؐ کا ہر عمل انسانیت کے لیے مشعل راہ اور دین دنیا سنوارنے کا شاخسانہ ہے۔ نعت گو شعرانے مختلف شعرا میں آپؐ کی سیرت اور اسوۃ حسنہ کو موضوع بنایا ہے۔

خدائے لم یزل کے جسقدر فرمان ملتے ہیں

رسول پاک ان سب کی وضاحت آپ ہی سے ہے

(نورین طلعت عروبہ)

نعت گوئی میں واقعہ معراج کو بھی موضوع سخن بنایا گیا ہے۔ نعت گو شعرانے نبی اکرمؐ کے معجزوں اور اوصاف کو بھرپور عقیدت اور خلوص کے ساتھ اپنے کلام میں برتا ہے۔ شب معراج کا واقعہ بھی نعتیہ کلام میں بھرپور صورت میں سامنے آتا ہے۔ واقعہ معراج شعری حوالوں میں نمایاں طور پر سامنے آیا۔ یہ واقعہ آپؐ کی زندگی کا اہم حوالہ ہے۔ آپؐ مکہ سے مسجد اقصیٰ اور آسمانوں پر تشریف لے گئے اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے اور اللہ کے روبرو پیش ہوئے۔ یہ مناظر اور واقعات اردو نعت گو شعرا کے نعتیہ کلام میں نہایت اسلوب بیاں کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔

چلتے ہیں جبرئیل کے پر جس مقام پر

اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہی تو ہو

(مولانا ظفر علی خان)

سفر معراج تک جس نے کیا تھا

یقین بن کر گماں میں بولتا ہے

(نورین طلعت عروبہ)

حجر اسود کا معاملہ بھی نعتیہ کلام میں ملتا ہے۔ قبائل کو جھگڑے سے بچانے کے لیے حضورؐ نے اپنی عقلی اور علمی فراست سے حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھنے کا مسئلہ حل کرایا۔ نعتیہ کلام میں اس واقعہ کو بھی شعری صورت میں سامنے لایا گیا ہے۔

یہ جو ہم چومتے ہیں سنگ اسودِ کو

تو یوں ہے کہ آپ کے انصاف کی نشانی ہے

نعتیہ کلام میں حضورؐ کی زندگی کے ہر پہلو اور رنگ کو موضوع بنایا گیا ہے۔ حضورؐ کی بے مثال ذات کے اوصاف حمیدہ کے موضوعات کی وسعت کا بھی کوئی عالم نہیں۔ اس طرح نعتیہ کلام میں جہاں قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں حضورؐ کے اوصاف بیان ہوئے ہیں۔ اسی طرح احادیث کا پرتو بھی حضورؐ کے اوصاف بیان کا سبب بنتا ہے۔ حضورؐ کے ارشادِ مبارکہ بھی پیغام ربانی کے مصداق ہے۔

ماینطق کی رو سے جو خود رب کی بات ہے

میرے حضورؐ پاک کی ہر بات کو سلام

سرکار کی جو بات پڑھی، روح بیاں تھی

سرکارؐ کی جو بات سنی حسن سماعت

احادیث مبارکہ کے حوالوں سے بھی نعت گوئی کی روایت کو فروغ ملا۔ حضورؐ کی سنت وحدیث کی پیروی ہی ہمارے ایمان اور یقین کو پختگی اور استحکام مہیا کرتی ہے۔ حضورک کی ذات باعث تخلیق کائنات ہے۔ آپؐ کا قول و فعل ہمارے لیے باعث پیروی اور اسوہ حسنہ کا درجہ رکھتا ہے۔ حضورؐ کی محبت ہمارے لیے اولاد والدین اور ہر محبوب شے سے بڑھ کر ہے اور یہی ہمارے ایمان کا تقاضا بھی ہے۔ حضورؐ کی تعلیمات انسانیت کی فلاح، محبت وخلوص کے اظہار اور نفرت کینہ کو مٹانے کے لیے ہیں۔ بطور مسلمان ہمیں کامیابی اسی وقت میسر آسکتی ہے جب ہم حضورؐ کی تعلیمات اور قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنے اعمال کو سنوارتے اور نکھارتے چلے جائیں گے۔ حضورؐ کے فرمودات اور سیرت رسول مقبولؐ کے ذریعے ہمیں راستہ میسر آیا ہے۔ یہ دنیاوی آخرت کی کامیابی کا راستہ ہے۔ نعتیہ کلام میں حضورؐ کی تعلیمات کے بہت سے حوالے ملتے ہیں۔ اسلام اور حضورؐ کے احکام کا رنگ نعتیہ کلام میں دیکھا جاسکتا ہے۔

قانون مصطفیؐ ہے ہر اک مسئلے کا حل
اس راہ پر چلیں تو سہی، ابتدا تو ہو

(راجارشید محمود)

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(علامہ اقبال)

میں جو اک برباد ہوں آباد رکھتا ہے مجھے
دیر تک اسمِ محمدؐ شاد رکھتا ہے مجھے

(منیر نیازی)

جس طرح مسلمانوں کو مسلک اخوت میں پرویا گیا تھا اگر ہم واقعی اس کی اہمیت جان جاتے اور جمعیت اور اتحاد کا مقصد سمجھ لیتے اللہ کی رسی اور تعلیمات حضورؐ کی پیروی کرتے تو مسلمان آج دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہوتے۔ مسلمانوں میں تفرقہ اور تعلیمات رسولؐ سے دوری ہی زوال کا بڑا سبب ہے۔ آج بھی ہم اگر اسوہ رسولؐ کی پیروی کریں اور متحد ہو جائیں گے تو امید اور ترقی و خوشحالی کا سورج دوبارہ نمودار ہو سکتا ہے۔ حضورؐ کی تعلیمات نعتیہ کلام میں واضح طور پر موجود ہیں۔ حضورؐ کی تعلیمات ایک وسعت سے بھرپور موضوع ہے۔ بطور مسلمان ہمیں اپنی زندگیاں سنوارنے، نکھارنے اور گزارنے میں سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہونے کی اشد ضرورت ہے۔ سیرت رسولؐ کی پیروی اور اطاعت اللہ کے ساتھ اطاعت رسول کے ذریعے ہی ہم دین و دنیا دونوں جگہ سرخرو ہو سکتے ہیں۔

نعت گوئی کی روایت میں حضورؐ کی سیرت کے واقعات اور میلاد مصطفیٰ بھی موضوع سخن بن چکے ہیں۔ بہت کم نعت گو شعرا نے حضورؐ کے واقعات سیرت کو اپنی نعتوں میں موضوع بنایا ہے۔ اکثر نعت گو شعرا کے ہاں میلاد مصطفیٰ کا ذکر نہایت جوش و جذبے اور عقیدت کے ساتھ نظر آتا ہے۔ آپؐ کی ذات ہی کائنات کی تخلیق کی وجہ ہے۔

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایت اولیٰ تمہی تو ہو

(ظفر علی خان)

جان جائیں گے سبھی ہے جشن میلاد النبیؐ
محفلیں خوشیوں کی برپا آج گھر گھر دیکھ کر

(راجہ رشید محمود)

نعت گوئی میں موضوعاتی وسعت بہت نمایاں ہے۔ واقعہ معراج ہو یا شفاعت حضورؐ کی عقیدت ختم نبوت کا موضوع ہو یا عدم سایہ حضورؐ یا تحفظ ناموس مصطفیؐ غرض نعت گوئی کی روایت میں موضوعات کی وسعت واضح دیکھی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ حضورؐ کی سنتوں کا ذکر بھی نعتوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ذکر حرمین یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا تذکرہ بھی نعت گوئی کی روایت میں بھرپور صورت میں سامنے آتا ہے۔ اردو نعت گوئی میں مدینے سے عقیت و جذبات کا لگاؤ واضح دیکھا جا سکتا ہے۔

رحمت برس رہی ہے محمدؐ کے شہر میں
ہر شے میں تازگی ہے محمدؐ کے شہر میں
نبوت دی تھی جب نبیوں کو رب نے
تو منوا لی تھی ختم الانبیائی
سایہ بھی پا سکو گے نہ میرے حضورؐ کا
دنیا میں ڈھونڈتے رہو لے لے کے اب چراغ

(ایضاً)

حضورؐ کی نعت گوئی میں انبیا سے تقابل کا موضوع بھی نمایاں رہا ہے۔ حضورؐ کے صفحات و اوصاف کا تذکرہ نعتیہ کلام میں بھرپور صورت میں ملتا ہے۔ یہ موضوع سخن احتیاط کا متقاضی ہے۔

بقول ڈاکٹر عزیز احسن:

> عجز بیان کی شعری بنت میں ہر شاعر کے ہاں ایک ہی خیال الفاظ کا جامہ پہن کر نمودار ہوتا ہے۔ یعنی میں اس قابل نہیں ہوں کہ حضورؐ کی نعت کہہ سکوں۔ اظہار عجز کے اتنے مظاہرے دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ ہمارا اجتماعی لاشعور تقریبا ہر شاعر کو نعتیہ ادب تخلیق کرنے کے مرحلے پر متنبہ کرتا ہے کہ نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے اور جو لوگ اس روایت سے

انحراف کرتے ہیں وہ ادبی روایت سے عدم آگاہی کا ثبوت دیتے ہیں۔ان
کا یہ رویہ خود ان کے لیے باعث اور نعتیہ ادب کی تخلیق کے لیے انتہائی
غیر مناسب ہے۔۱۴

تمام انبیا محترم ومکرم ہیں شان مصطفیٰ کے اظہار اور دوسرے انبیا کی تکریم کا خیال ذرا سی لغزش ایمان کو خطرے میں ڈال سکتی ہے۔ بعض شعرا نے نہایت احتیاط اور ہنر مندی وعقیدت کے بھرپور جذبے کے ساتھ انبیا کا تقابل حضورؐ کے ساتھ کیا ہے۔ نمونے کے اشعار ملاحظہ کریں:

حسن یوسف، دم عیسیٰ ید بیضہ داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ناز تھا حضرت موسیٰؑ کو ید بیضا پر
سو تجلی کا محل نقش کف پا تیرا

(اقبال)

اگلوں میں صرف ایک نبی طور تک گیا
خلوت تلک گئے تو گئے مصطفیٰ فقط

(راجہ رشید محمود)

نعت گوئی کی درخشاں روایت میں حضورؐ کے حسن و کردار، سیرت وسوانح اور اوصاف حمیدہ کو بھرپور صورت میں موضوع بنایا گیا ہے۔ نعت کی روایت میں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں بھی آئیں۔ اوصاف حمیدہ اور مدح رسولؐ کے ساتھ ساتھ ایک انسان کامل کے طور پر آپؐ کی بشری خصوصیات اور معاشرت وتمدن میں آپؐ کے انقلاب آفریں اقدامات واصلاحات کو بھی نعتیہ کلام میں جگہ ملی۔ دلکش اور

منفرد اسلوب بیاں کی بدولت نعت گوئی کے موضوعات کو وسعت اور دلپذیری حاصل ہوئی۔ نعتیہ اسلوب بیاں اور موضوعاتی وسعت کے حوالے سے الطاف حسین حالی رقمطراز ہیں:

> جدید اسلوب نعت میں حضور پاکؐ کی سیرت و سوانح کو مستند حوالوں اور صحت مند روایات کی روشنی میں قلمبند کیا گیا۔ نیز پیام رسالت اور مقصد رسالت، تمدن و معاشرت پر آپؐ کے احسانات اور بنی نوع انسان کے لیے آپؐ کی تعلیمات پر مبنی ضابطہ حیات کے تعارف کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جدید نعت گو شعرا کے ہاں محبت رسول کی سرمستی اور آپؐ کی مدح و توصیف کے ساتھ ساتھ آپؐ کی رسالت و بشریت کا زیادہ گہرے شعور سے مطالعہ نظر آتا ہے۔ اس اسلوب نعت میں زباں و بیاں کی شائستگی اور فن نعت کی پوری نزاکتیں ملتی ہیں۔ موضوعات میں اضافے کے ساتھ ساتھ جدید دور میں نعت نئی اصناف شعر (آزاد نظم، معریٰ نظم) وغیرہ سے بھی روشناس ہوئی۔ یوں نعت کے ہئیتی دائرے کو بھی وسعت ملی۔ ۱۵

نعت گوئی کی اہمیت مسلمہ ہے اور ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ موضوع کی بے پناہ وسعت، ہمہ گیری، تنوع اور عقیدت کے سبب اس کی کوئی مخصوص ہئیت نہیں۔ نعت کی ہئیت کی بجائے موضوع کو اہمیت حاصل ہے۔ نعت کے موضوعات آپؐ کی عقیدت اور محبت کے باعث بے پناہ وسعت اور تنوع رکھتے ہیں۔ آپؐ کی ذات مبارکہ کے اوصاف حمیدہ ہوں یا آپ کی ولادت اور میلاد پاک کا ذکر ہو یا آپؐ کی سیرت و کردار کا موضوع ہو۔ آپؐ کے اخلاق ہوں یا معاملات۔ غرض ہر ہر رنگ کو سو رنگ کے مضامین میں باندھا گیا۔ آپؐ کے اسوہ حسنہ، قرآن کے بیان کردہ اوصاف، احادیث اور سنت نبویؐ بھی نعتیہ کلام میں موضوع کلام بن چکی ہے۔ آپؐ کے معجزات، غزوات، آپؐ کی خاندانی نسبتیں اور مکہ مکرمہ اور مدینہ سے نسبتیں بھی نعت گو شعرا کے کلام میں جذبے و عقیدت کے ساتھ موضوع سخن بنتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج نعتیہ سرمایہ اپنے اسلوب بیاں، ندرت خیال، موضوعاتی وسعت اور عقیدت و خلوص کے سبب اردو شاعری میں اپنی مثال آپ اور ثروت مندی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ نعت کی روایت، عربی، فارسی اور دیگر زبانوں میں بھی بے

پناہ وسعت وقعت اور توجہ کا باعث ہے۔ اردو شاعری میں بھی نعت گوئی کو موضوعاتی سطح پر بھرپور توجہ اور اہمیت ملی۔ وقت کے ساتھ ساتھ نعتیہ موضوعات میں نکھار پیدا ہوا ہے اور نعت گوئی میں موضوعاتی جدت، ندرت اور اضافہ آج بھی جاری وساری ہے۔

بقول علیم صبا نویدی:

> نعت شاعری کی بڑی مشکل صنف ہے۔ اس میں جتنی حد بندیاں اور پابندیاں ہیں۔ اتنی کسی اور ہیئت میں نہیں۔ اس میں پیش ہونے والے موضوعات میں حد ادب سے سر مو بھی تجاوز نہیں کیا جا سکتا۔ جدت پسندی بھی ایک حد تک ہی اس میں روا رکھی جا سکتی ہے۔ اس ہیئت میں حضور اکرمؐ سے عقیدت ومحبت، ارادت اور عزت واحترام جزو کل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ نعت لکھنے سے پہلے شاعر کو فن سے واقف اور زبان پر کامل دسترس کے ساتھ ساتھ تاریخی شواہد، قرآنی تفسیر اور حضورؐ کی سیرت سے متعلق نہ صرف صحیح معلومات کا ذخیرہ ذہن ودل میں ہو بلکہ اسلامی قدروں کا غائر مطالعہ بھی اشد ضروری ہے۔ نعت گوئی کے لیے حضورؐ کی مرتبہ شناسی اور روحانی تجسس بھی ضروری ہے۔ عقیدت اور وجدانی کیفیات سے نور کی برساتیں ہوتی ہیں تو نعت شریف میں بڑی ابدیت اور آفاقیت پیدا ہوتی ہے۔ نعت دراصل دربار مصطفی میں صالح محبتوں، پاکیزہ عقیدتوں اور نیک جذبوں کے ساتھ گل ہائے عقیدت پیش کرنے کا عمل ہے۔۱۶

عاشق رسولؐ آپؐ کی ولادت سے لے کر آج تک اور آج سے لے کر قیامت تک آپؐ کی مدح سرائی جاری رکھے ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا بلکہ اس میں اور بھی اضافہ ہو گا کیونکہ آپؐ سے محبت وعقیدت مسلمانوں کے ایمان کا لازمی جزو ہے اور رضائے الٰہی اس کے بغیر ممکن نہیں۔ مختصر یہ کہ حضورؐ کی مدح وتوصیف کا سلسلہ نعت گوئی کی روایت میں بھرپور اہمیت رکھتا ہے اور بہت ثروت مند ہے۔ اس کی ثروت مندی میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہو گا۔ نئے اردو کے شعرا میں بھی نعتیہ عقیدت

وخلوص اور شاعرانہ ہنر مندی کے ساتھ شان حضورؐ اور انسان کامل کے اوصاف کو بیان کرنے میں اپنا بھرپور حصہ ڈال رہے ہیں۔ نعتیہ کلام میں ہائیکو کی صنف بھی اپنا کردار ادا کر رہی ہے اور ہائیکو کے شعرا نعتیہ کلام میں بھرپور حصہ ڈال رہے ہیں اور نعتیہ مجموعے بھی منظر عام پر آچکے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ محمد عبداللہ خان خویشگی، فرہنگ عامرہ، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، طبع دوم، ۲۰۰۷ء، ص ۶۵۷

۲۔ محشر زیدی، لفظ نعت تاریخ کے آئینے میں، مشمولہ مدحت لاہور، جون تا ستمبر ۲۰۱۰ء، ص ۵۸

۳۔ نزہت عباسی، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی، روایت اور جدت، مشمولہ: قومی زبان کراچی، جولائی، ۲۰۱۳ء، ص ۴۴

۴۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، اصناف ادب، سنگ میل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۲۵

۵۔ انور جمال، پروفیسر، ادبی اصطلاحات، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۱۵ء، ص ۱۷۴

۶۔ ریاض مجید، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی، اقبال اکادمی، پاکستان، ۱۹۹۰ء، ص ۱۲

۷۔ ایضاً، ص ۲۴

۸۔ ریاض مجید، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی، اقبال اکادمی، پاکستان، طبع اول، ۱۹۹۰ء، ص ۵۱۸

۹۔ قیصر نجفی، پروفیسر، صبیح رحمانی، نعت خوانی سے نعت گوئی تک، مشمولہ: سفیر نعت (کتابی سلسلہ)، مرتبہ آفتاب کریمی، نعت ریسرچ سنٹر، ص ۷۰

۱۰۔ ریاض مجید، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی، اقبال اکادمی، پاکستان، طبع اول، ۱۹۹۰ء، ص ۵۳۹

۱۱۔ انور جمال، پروفیسر ادبی اصطلاحات، نیشنل بک فاؤنڈین، اسلام آباد، ۲۰۱۵ء، ص ۱۷۴

۱۲۔ عزیز احسن، ڈاکٹر، نعتیہ ادب کے تنقیدی زاویے، نعت ریسرچ سنٹر کراچی، بار اول، مارچ ۲۰۱۵ء، ص ۱۳۲

۱۳۔ ریاض مجید، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی، اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰ء، ص ۱۲

۱۴۔ عزیز احسن، ڈاکٹر، نعتیہ ادب کے تنقیدی زاویے، نعت ریسرچ سنٹر کراچی، بار اول، مارچ ۲۰۱۵ء، ص۱۳۸

۱۵۔ شفقت رضوی، پروفیسر، نعت رنگ کا تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ، مہر منیر اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۴ء، ص۲۸٦

۱٦۔ علیم صبانویدی، نعتیہ شاعری میں ہیئتی تجربے، ٹمل ناڈو، اردو پبلی کیشنز، چنئی، ۲۰۰٦ء

باب سوم

اردو نعتیہ ہائیکو کا فکری جائزہ

ہائیکو نگاری میں روایت کی آبیاری کی بات کی جائے تو ہائیکو ایک جاپانی صنفِ ادب ہے جس میں فطرت نگاری، موسموں کی رنگینیوں اور محبت کے احساسات جیسے موضوعات بکثرت ملتے ہیں۔ مگر اردو ادب میں ہائیکو نگاری کی روایت میں تراجم کے سبب کسی حد تک جاپانی ہائیکو کے اسلوب بیان اور موضوعاتی مزاج کو فروغ ملا مگر آہستہ آہستہ اردو ادب کی شعری روایت کی پاسداری اور فکری تنوع کے اثرات اردو ہائیکو میں بھی نظر آنے لگے۔ اردو ہائیکو میں جہاں موسم، رنگ، فطرت کے مناظر اور محبت کے جذبات کا اظہار ہونے لگا وہیں حمد و نعت کی عقیدت بھی ہائیکو کا حصہ بنی۔ ہائیکو کی روایت میں شعرا نے نعتیہ ہائیکو کی روایت کو بھی پختہ کرنے میں بھرپور جتن کیے۔ شعرا کی فنی و فکری پختگی اور عقیدت و ایمان کی تازگی نے ہائیکو صنفِ ادب میں نعتیہ رنگ کو اجاگر کرنے اور سنوارنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں موضوعاتی تنوع بھی موجود ہے۔ نعتیہ کلام کا بنیادی موضوع تو حضور اکرمؐ کی مدح و مدحت ہی ہے مگر حضورؐ کی سیرت کی بے شمار خوبیاں اور اوصاف ہیں جن کو شعرا نے عقیدت و محبت کے ساتھ ساتھ شاعرانہ ہنر برتتے ہوئے اشعار میں بیان کیا ہے۔ شعرا کے نعتیہ ہائیکو میں بھی نعتیہ مزاج، اسلوب بیان، موضوعاتی تنوع اور احترام مدحتِ رسول کی واضح جھلک دکھائی دیتی ہے۔ ہائیکو کی ثروت مندی میں اضافہ ہوا ہے اور اس میں نعتیہ ہائیکو لکھنے والے شعرا ابھی اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ہائیکو کے فکری و فنی رنگ ادبی شناخت کے لیے اہمیت کے حامل ہیں۔ نعتیہ ہائیکو کی روایت میں موضوعاتی روایت اور اس میں نعتیہ ہائیکو کا حصہ نمایاں ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں سیرت رسولؐ کی مدح و عقیدت کو شاعرانہ ہنر مندی کے ساتھ موضوع بنایا جارہا ہے اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔

ہائیکو ویسے تو جاپانی صنفِ سخن ہے جس میں فطرت، موسم اور محبت کی کیفیات کو موضوع بنایا جاتا ہے۔ مگر اردو ادب میں شعرا نے ہائیکو نگاری کی روایت میں مختلف موضوعاتی تجربات کیے ہیں۔ تراجم سے شروع ہوئے سفر میں جہاں ہائیکو نگاری کی روایت جاپانی اسلوب، فکریات، مزاج اور آہنگ و اوزان کے معاملے میں جاپانی روایت کو اپنانے کی کوششوں میں لگی رہی وہیں دوسری طرف اردو ادب اور ہماری فکری و سماجی روایت کے مختلف ہونے کے سبب شعرا نے نئے تجربات بھی کیے اور اس میں کافی حد تک کامیاب بھی رہے۔ ایک طرف ہائیکو لکھنے والے شعرا نے فطرت اور محبت کے موضوعات ہائیکو میں بیان کیے دوسری طرف سماجی، مذہبی اور آفاقی خیالات بھی ہائیکو میں بیان ہونے لگے۔ شعرا نے ہائیکو میں حمد و نعت لکھنے کا رواج ڈالا۔ اردو شعرا نے اپنی ہنرمندی اور سلیقہ اظہار سے یہ ثابت کیا کہ مدحتِ رسولؐ اور عقیدت کا اظہار ہائیکو جیسی صنف میں بھی کیا جاسکتا ہے۔

نعتیہ ہائیکو نگاری کی روایت اردو ادب میں زیادہ طویل تو نہیں ہے مگر اہمیت اور توجہ کی حامل ضرور ہے۔ جن شعراء نے ہائیکو کی صنف سخن کو اپنایا اور خصوصاً نعتیہ ہائیکو لکھنے کا رواج ڈالا ان شعرا میں صبیح رحمانی، بشیر سیفی، آفتاب مضطر، فاروق شکیل، سجاد مرزا، محمد اقبال نجمی، احمد صغیر صدیقی، اقبال حیدر، ڈاکٹر ریاض مجید، محسن بھوپالی، مظفر وارثی، سرشار صدیقی، سید قمر ہاشمی، اکرم کلیم، رضی الدین رضی، اختر شمار، سلیم کوثر، مقبول نقش، عزیز حسن، حسین سحر، قمر حجازی، نصیر احمد ناصر، علی محمد فرشی اور خاور اعجاز وغیرہ نمایاں ہیں۔

مندرجہ بالا شعرا کی تعداد سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اردو شاعری کی روایت میں نعتیہ ہائیکو نے اپنی پہچان بنائی ہے۔ ہائیکو بطور صنف سخن اپنی شناخت قائم کر چکی ہے۔ مگر نعتیہ ہائیکو کے تجربے نے اس صنف سخن کو اور بھی ثروت مند اور قابل اعتبار بنا دیا ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں موضوعاتی و فکری جائزہ لیا جائے تو اس میں خاصا تنوع نظر آتا ہے۔ نعتِ رسول مقبولؐ کا بنیادی موضوع تو مدح مصطفیؐ اور آپ کی سیرت و جمال کا تذکرہ اور اوصاف بیان کرنا ہی ہے۔ نبی اکرمؐ کی مدح سرائی کرنا ہی ہماری ایمان کی پختگی اور تکمیل کی ضمانت

ہے۔ نبی اکرمؐ کی ذات کے صفات اور مدح سرائی کے پہلو شمار سے باہر ہیں۔ نبی اکرمؐ کی سیرت نگاری، ولادت، میلاد، سراپا نگاری، اسوہ حسنہ، معجزات، واقعہ معراج جیسے اوصاف خصوصیت کے ساتھ نعتیہ کلام میں موضوع سخن بنتے ہیں۔

نبی اکرمؐ کی مدح سرائی میں خود خدا کی ذات قرآن کے ذریعے پیش پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ خود نبی اکرمؐ پر درود بھیجتا اور ایمان والوں کو بھی یہی حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

"ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنو صلو اعلیہ و سلمو تسلیماہ۔(۱)

ترجمہ: بے شک اللہ پاک اور اس کے فرشتے بنی کریم کی تعریف کرتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی نبی اکرمؐ پر صلوۃ و سلام کا درود کرو۔

حضورؐ کی مدح سرائی میں کسی کو پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔ اللہ کی ذات حضورؐ پر درود بھیجتی ہے۔ ہمارے دلوں میں بھی نبی اکرمؐ کی سچی عقیدت اور مدحت کا جذبہ موجزن ہونا چاہیے۔ نبی اکرمؐ کی ذات پر محبت کا بیدار ہونا دراصل ایمان جاگنے اور پختہ ہونے کے مترادف ہے۔ ایک جگہ پر مولانا بشیر احمد عثمانی لفظ "صلوۃ" کی وضاحت کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

> "صلوۃ ملی النبی کا مطلب ہے نبی اکرمؐ کی ثنا و تعظیم، رحمت و عوطفت کے ساتھ۔ پھر جن کی طرف صلوۃ منسوب ہو گی اس کی شان و مرتبہ کے لائق ثنا و تعظیم و رحمت و عطوفت مراد لیں گے۔ جیسے کہتے ہیں کہ باپ بیٹے پر، بیٹا باپ پر اور بھائی بھائی پر مہرباں ہے یا ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے۔ تو ظاہر ہے جس طرح کی محبت اور مہربانی باپ کی بیٹے پر ہے اس نوعیت کی بیٹے کی باپ پر نہیں اور بھائی کی بھائی پر۔ ان دونوں سے جداگانہ ہوتی ہے۔ ایسے ہی یہاں سمجھ لو۔ اللہ بھی نبی اکرمؐ پر صلواۃ بھیجتا ہے یعنی رحمت و شفقت کے ساتھ آپ کی ثنا و اعزاز و اکرام کرتا ہے اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں۔ مگر ہر ایک کی صلواۃ اور رحمت و تکریم اپنی شان مرتبہ

کے موافق ہو گی۔ آگے مومنین کو حکم ہے کہ تم بھی صلواۃ و رحمت بھیجو۔ اس کی حیثیت ان دونوں سے علیحدہ ہونی چاہیے۔"(۲)

اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا اپنے محبوب کے لیے ہی سجائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرمؐ کو یہی مقصد تخلیق بنایا اور آج جو دنیا کی بزم سجی ہوئی ہے تو اس کا سبب اللہ کے نزدیک صرف اپنے محبوب رسول اکرمؐ کو دنیا میں بھیجنا مقصود تھا۔ رسول اکرمؐ کو دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ اللہ نے قرآن کریم میں رسول پاکؐ کا تذکرہ متعدد بار اور کثرت سے کر دیا ہے کہ خالقِ حقیقی کا عشق رسول بھی واضح جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔

نعتیہ ہائیکو میں بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے سے اور قرآنی حوالے سے نعتیہ ہائیکو کہے گئے ہیں جو مدحتِ رسولؐ کی دلکش انداز میں نمائندگی کرتے ہیں۔

تیری باتوں کو کون جھٹلائے
تیری باتوں پہ رب عالم نے
حق کی مہریں تو خود لگائی ہیں

(محمد اقبال نجمی، مشمولہ: نعتیہ ہائیکو، ص:۳۴)

نوری پیکر ہیں
دونوں جہاں کی رحمت کا
آپؐ سمندر ہیں

(فاروق شکیل، مشمولہ: نعتیہ شاعری میں ہئیتی تجربے، ص۱۰۸)

موضوعات نعت گوئی میں دوسرا اہم منبع اور ذریعہ احادیث نبیؐ ہیں۔ نبی اکرمؐ نے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے فرشتوں کے علاوہ خود رسول اکرمؐ نے خود بھی اپنی ذات کی مدح سرائی کی ہے اور اپنے اوصاف کو

تسلیم کیا ہے۔ نبی اکرمؐ کے سیرت و جمال کے مدحت و اوصاف کے سلسلے میں قرآن کے بعد رسول اکرم کے فرمودات، اپنے قول و فعل کے خصائص بھی نعتیہ کلام میں شامل ہوں۔ نبی اکرمؐ نے خود بھی بعض احادیث میں اپنی خوبیاں بیان کی ہیں۔

ایک جگہ فرماتے ہیں:

''انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب''

(میں نبی ہوں، اس میں کوئی دروغ نہیں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں)(۳)

نبی اکرمؐ کی ثناخوانی قرآن خود کرتا ہے اور نبیؐ نے خود بھی اپنی عظمت و نبوت کا اعتراف کیا ہے۔ آپؐ کے علاوہ حضورؐ سے بیشتر جتنے نبی گزرے ہیں سب نے آپؐ کی نعت کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے ذہنوں میں یہ بات ڈالی گئی تھی کہ وہ رسول اکرمؐ کی تشریف آوری کی خبر دیتے رہیں۔ اسی لیے آسمانی صحیفوں میں کسی نہ کسی انداز میں حضورؐ کی مدح سرائی ملتی ہے۔

حسان بن ثابت جیسے شاعر رسول صحابی نے بھی آپؐ کی مدح سرائی کی۔ حضور اکرم کی مدح اور اوصاف بیانی کی روایت انتہائی جاندار اور عقیدت بھری ہے۔ شعرا نے حضور اکرمؐ کی ثناخوانی کے لیے مختلف انداز اپنائے ہیں اور نعتیہ کلام میں موضوعاتی تنوع کے ساتھ ساتھ حضورؐ کی مدح سرائی اکائی نظر آتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نعتیہ کلام بہت ثروت مند اور تجربات کے تنوع پر مشتمل ہے۔ نعتیہ شعرا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک، ولادت، سیرت، وصال، نبی اکرم کا باعث تخلیق کائنات، آپؐ کے دیگر انبیا سے تقابل، اظہار عجز، نسبتی نعتیہ انداز میں روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا جیسے نمایاں موضوعات نعت گوئی میں تخلیق ہوتے رہتے ہیں۔

نعتیہ ہائیکو کی روایت میں بھی شعرا نے دلچسپ اور عقیدت کے ساتھ نعتیہ کلام لکھا ہے۔ ہائیکو چونکہ مختصر نظم ہے اس لیے شعرا نے اچھوتے انداز میں حضورؐ کی مدح سرائی بیان کی ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں اردو شعرا نے سیاسی موضوعات کو بھی اپنی ہنر مندی سے موضوع سخن بنایا ہے۔

نعتیہ ہائیکو میں حضور اکرمؐ کی ولادت کو بھی موضوع بنایا گیا ہے۔ ایسی محفل جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے محاسن جمیلہ بیان کرنے اور سننے کا اجتماع کیا جاتا ہے محفل میلاد کہلاتا ہے۔ اسی لیے ایسے حضورؐ کی ولادت کے موضوعات میلاد نامہ بھی کہلاتے ہیں۔ خصوصاً پاک و ہند میں محفل میلاد کی بھرپور باقاعدہ اور مستقل روایت موجود ہے۔ محفل میلاد میں حضورؐ کی مدح سرائی کا اہتمام نہایت عقیدت اور محبت سے کیا جاتا ہے۔ میلاد میں نعتیہ کلام کی تخلیق اور انتخاب میں مجلسی تقاضے ملحوظ رکھے جاتے ہیں۔ اس رنگ میں نعتیہ کلام کثرت سے ملتا ہے۔ اردو شاعری میں میلاد النبیؐ کا ذکر باقاعدہ طور پر محمد قلی قطب شاہ کے کلام میں ملتا ہے۔ نعت گوئی کی روایت میں ایسے شعرا کی کثیر تعداد موجود ہے جنھوں نے اپنی نعتیہ شاعری کا مرکز و محور میلاد النبیؐ کے تذکرے اور میلاد النبیؐ کی مدح سرائی کو بنایا۔ نعتیہ ہائیکو میں بھی اردو شاعروں نے حضورؐ کی دنیا میں آمد کو تخلیق اظہار کے ساتھ صفحہ قرطاس پر اتارا ہے اور اس دوران عقیدت، تہذیب، محبت اور خلوص کی چاشنی کو بھی برقرار رکھا ہے اور احتیاط کے تقاضوں کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا ہے۔ ولادتِ رسولؐ مسلمانوں کے لیے انتہاءی شادمانی، مسرت اور عقیدت کا درجہ رکھتی ہے۔ حضورؐ سے محبت مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے۔ حضورؐ دونوں جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔ آپؐ کا دنیا میں آنا انسانیت کے لیے باعث مسرت ہے۔ آپؐ محسنِ انسانیت ہیں۔ آپؐ نے دنیا میں آکر انسانوں کو ان کے حقوق و فرائض سے آگاہ، ظلم و نفرت اور جہالت کے برعکس محبت انصاف اور علم و تہذیب سکھائی اور جہالت میں ڈوبے انسانوں کو تہذیب و تمدن اور زندگی کا شعور عطا کیا اور امن کا بول بالا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں حضورؐ کی ولادت کا جشن منایا جاتا ہے کیونکہ حضورؐ نے اپنے اسوہ حسنہ کے ذریعے انسانیت کو توحید کا درس اور زندگی گزارنے کے طور طریقے سکھائے۔

نعتیہ ہائیکو میں شعرا نے حضورؐ کی دنیا میں آمد اور ولادت کا تخلیقی اظہار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ آپؐ کی ولادت کے حوالے سے ہائیکو ملاحظہ کریں:

وجہ تخلیق کائنات آقا
آپؐ آئے ہو گیا روشن
گوشہ گوشہ حسین، دھرتی کا

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص:۴۴)

جانِ عالم حضورؐ کو کہیے
جن کے آنے سے ساری دنیا نے
زندگی کا شعور پایا ہے

(محمد اقبال نجمی، ایضاً، ص ۵۲)

اے شہہ دوسرا میرے آقا
تیرا آنا بڑا مبارک ہے
ہر اچھا تو ہی باعث ہے

(محمد اقبال نجمی، ایضاً، ص ۹۸)

بن کے خیر البشر وہ آئے ہیں
مثل ان کی نہ کوئی آیا ہے
سارے عالم پہ ان کا سایہ ہے

(محمد اقبال نجمی، ایضاً، ص ۸۰)

چار سو ظلمتوں کی آندھی تھی

ہر طرف تیرگی کا پہرہ تھا

آپؐ آئے تو روشنی آئی

(رضی الدین رضی، نعت رنگ، ص۷۷)

حضورؐ کے سراپائے نور اور حلیہ مبارک کی مدح سرائی نعت گوئی کی روایت میں اہمیت کی حامل ہے۔ نعت گو شعرا نے حضور کے حلیے اور نور کے موضوع کو شاعرانہ ہنر مندی، عقیدت اور محبت کے ساتھ نعتیہ کلام میں برتا ہے۔ شعرائے نعت کا پسندیدہ اور محبوب ترین موضوع نبی اکرمؐ کی سراپا نگاری اور حلیہ نگاری ہے۔ آپؐ نورانی صورت رکھنے والے اللہ کے محبوب نبیؐ ہیں۔ حضورؐ کے رنگ و روپ کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ آپؐ کا نور سراپا اپنی مثال آپ ہے۔ آپؐ کی روشن پیشانی اور سیاہ زلفوں کو شعرا نے نعیہ کلام میں خوب برتا ہے۔ آپؐ کے حلیہ مبارک کو بھی نعتیہ ہائیکو میں عقیدت و محبت کے ساتھ موضوع بنایا گیا ہے۔ اس حوالے سے ہائیکو ملاحظہ کریں:

جس نے دیکھا تیرا رخ زیبا

اس کو جنت کی کیا ضرورت ہے

وہ تو جلوؤں میں محو رہتا ہے

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص۸۷)

روشن روشن ذات

پھول کھلانے والے ہونٹ اور

دیے جلاتے ہاتھ

(احمد صغیر صدیقی، نعت رنگ، ص۴۹۰)

مندرجہ بالا ہائیکو میں محمد اقبال نجمی نے حضورؐ کے رخِ زیبا کو جنت کا حسین نظارہ قرار دیا ہے۔ وہ اپنے جذبہ ایمانی اور عقیدت کے رموز کے ساتھ کہتا ہے کہ جس نے حضورؐ کی صورت کا نظارہ کر لیا اسے پھر جنت کی طلب نہیں رہتی۔ حضورؐ کا دیدار اور ان کی رضا۔ یہی جنت کی ضمانت ہے۔ ان کے سراپے میں جنت کے جلوؤں کا نور بھرا ہے۔ شاعر نے انتہائی ہنر مندی سے حضورؐ کے نورانی چہرے کی آب و تاب کو بیان کیا ہے۔

حضورؐ کا حلیہ مبارک نعتیہ شاعری میں نمایاں موضوع ہے۔ نبی کریمؐ کی سراپا نگاری کے ساتھ نعت گو شعرا کو خاص عقیدت رہی ہے۔ نعت گوئی کی اساس یہی ہے کہ حضورؐ کی جمال صورت اور سیرت کا ذکر بیاں پر قائم ہے۔ نعت کے تمام موضوعات انھی سے نکلتے ہیں۔ حضورؐ کے حسن اور سراپے کی مدح سرائی کا قرآن آئینہ دار ہے۔ کائنات میں حسن کے جلوے حضورؐ کے حسن کی زکوۃ ہیں۔ حضورؐ سراج منیر ہیں۔ آپؐ کا نور اور جمال و نور سے بھرپور سراپا مسلمانوں کے لیے باعثِ رحمت ہے۔ حضورؐ کے نور اور باعثِ رحمت کے حوالے سے ہائیکو ملاحظہ کریں:

نوری پیکر ہیں
دونوں جہاں کی رحمت کا
آپؐ سمندر ہیں

(فاروق شکیل، نعتیہ شاعری میں ہئیتی تجربے، ص۱۰۹)

(علیم صبانویدی، نعتیہ شاعری میں ہئیتی تجربات، ٹمل ناڑو اردو پبلی کیشنز، بمبئی، ۲۰۰۶ء

وہ اک منبع علم و فن کا جلوس
ہے ارض و سما کی نگاہوں کا نور
سراپا تجلی، سراپا خلوص

(علیم صبانویدی، نعت رنگ، ص۷۷)

نور ہے اور نور سے آدم کی ہے

چھت پر چڑھ کر دف بجاتی ساعتیں

آمد آمد نوشہ عالم کی ہے

(مظفر وارثی، نعت رنگ، شمارہ ا، ص ۸۰)

حضورؐ کی سراپا نگاری کی روایت عرب شاعری میں اتنی نمایاں نہیں ہے جس قدر سراپا نگاری کا رجحان ایرانی نعت گوئی میں نظر آتا ہے۔ حضورؐ جیسا حسین و جمیل اور خوبصورت وضع قطع والا انسان اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ آپؐ نے حسن سیرت کے ذریعے مزید نورانی صورت اختیار کی۔ آپؐ کی پیشانی دیباچہ مصحفِ جمال ہے۔ حضورؐ کے طرہ گیسو کے ہر حال میں ہزاروں دل اسیر ہیں۔ حضور کے لب ہائے شیریں تبسم کے جھلکنے کا انداز انتہائی خوبصورت ہے۔ حضورؐ جمال صورت کے ارفع مقام پر ہیں۔ حضورؐ کی چشم و لب، رخ وگسو اور قد و قامت کسی عام آدمی کے خدوخال نہیں ہیں بلکہ محبوب خدا کے جمال مقدس کا ذکرِ جمیل ہے۔ نعت گو شعرا کے ہاں غزلیہ انداز نظر آتا ہے۔ وہ حضورؐ کے سراپے اور خدوخال کی تصویر کشی کرتے ہوئے حجازی تلازمات سے کام لیتے ہیں۔ حضورؐ کی سیرت نگاری اور حلیہ مبارک کے اجزاء وعوامل میں اضافہ ہو رہا ہے۔ حضورؐ کی ذاتِ پیغمبر اسلام ہی نہیں بلکہ پیغمبر انسانیت ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت گوئی کی روایت کو ہائیکو میں بھی خوب پذیرائی ملی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

یہ بھی کیا جادو

نام نبیؐ کا لیتے ہی

لفظوں میں خوشبو

(نسیم سحر، نعت نگینے، رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز، ۲۱۳)

گونجے صبح و شام

ازل ابد کے گنبد میں

میرے نبیؐ کا نام

(اقبال حیدر، اقبال حیدر، مجموعہ کلام لاریب، ادارہ تعمیر ادب، کراچی، ۲۰۰۶ء، ص ۱۰۹)

نبی اکرمؐ کے حلیہ مبارک، نور، سراپے کے ساتھ ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نعتیہ کلام میں موضوع بنایا گیا ہے۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے مندرجہ بالا ہائیکو میں نسیم سحر نے تخلیقی انداز میں اظہار کرتے ہوئے کہا ہے جیسے ہی نام محمدؐ ہمارے قلب و اذہان اور لفظوں میں در آتا ہے ہر چیز معطر اور خوشبودار ہو جاتی ہے۔

نعتیہ ہائیکو کی روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار کو خاص طور پر موضوع بنایا گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات چلتا پھرتا قرآن ہے جن کا ہر عمل احکام خداوندی کے تابع ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بے شمار پہلو ہیں۔ چاہے آپؐ کا توحید کی تبلیغ کرنا ہو یا حسن اخلاق ہو یا حسن کردار، عدل و انصاف کا معاملہ ہو یا درگزر کرنے کا، فقر کا عالم ہو یا فاتح مکہ کے اطوار۔ غرض آپؐ کی سیرت کا ہر رنگ نعتیہ کلام میں موضوع سخن بنایا جا رہا ہے۔ آپؐ کی توحید کی تبلیغ کی جدوجہد، عرب قبائل کے ظلم و ستم اور آپؐ کا خندہ پیشانی سے ان تکلیفوں کو برداشت کرنا شعرا نے نعتیہ ہائیکو میں بھی موضوع سخن بنایا ہے۔ اس حوالے سے ہائیکو ملاحظہ کریں:

اس حقیقت کو سب نے مانا ہے

جب بھی دیکھا خواب پتھر کا

کچھ دعاؤں کے پھول برسے تھے

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۸۰)

کنکروں نے پڑھا تھا تیرا کلمہ

تجھ کو اشجار نے کیے سجدے

تو رسولِ کریمؐ ہے سب کا

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۸۱)

مندرجہ بالا اشعار میں محمد اقبال حیدر نے نہایت عقیدت اور محبت کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے پھول چنتے ہوئے بیان کیا ہے کہ کیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درگزر سے کام لیا اور اپنے ساتھ ناانصافی کرنے والوں، ظلم و ستم کرنے والوں کے ظلم کا جواب حکمت، درگزر اور دعاؤں کے ساتھ دیا کہ دشمن آپ کی محبت اور حسنِ اخلاق کا قائل ہو گیا۔ اس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی ترویج اور محبوب الٰہی کی محبت کے لیے اپنا ہر عمل اللہ کے کلام کے مطابق کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل قرآن کا عملی نمونہ تھا۔ زندگی کی تاریک راہوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اجالا اور روشنی ہے۔ اس حوالے سے نعتیہ ہائیکو قابل توجہ ہے۔

روشن رخشندہ

گہری کالی راتوں میں

اس کا نام ''دیا''

(احمد صغیر صدیقی، نعت رنگ، شمارہ ۱۱، ص ۳۴۸)

مندرجہ بالا نعتیہ ہائیکو میں شاعر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو زندگی کی تاریک اور گمراہی کے راستوں میں منزل کی مشعل قرار دیا ہے۔ شاعر کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سیرت کا اسوہ حسنہ ہمارے لیے کامیابی کا زینہ ہے اور اندھیرے میں دیے کی مانند مددگار ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا جس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے اپنی ذمے کیا ہے۔ قرآن اور نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کی حفاظت میں رہے۔ باطل قوتیں اور آپؐ کے دشمن آپ کو نقصان پہچانے سے قاصر رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار مغز اور اللہ کی حفاظت میں رہتے تھے اور دشمنوں کے ساتھ درگزر اور خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ دو ہائیکو ملاحظہ کریں:

چھوٹ کر ہاتھ سے گری تلوار
جب یہودی نے عزم قتل کیا
خواب سے آپ ہو گئے بیدار

(سید قمر ہاشمی، نعت رنگ، ص۳۸)

دشمنوں کو بنا لیا اپنا
اور حلقہ بگوش پیادوں کو
یہ بھی اعجاز ہے رسالت کا

(سید قمر ہاشمی، ایضاً)

سید قمر ہاشمی نے مندرجہ بالا ہائیکو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درگزر کرنے، معاف کرنے ا ور اللہ کی ذات سے وابستہ رہنے کے عمل کو شاعرانہ ہنر مندی سے بیان کیا ہے۔ شاعر کے نزدیک حضورؐ گمراہ اور دشمنوں کو بھی اپنی حسن تبلیغ اور عمل سے راہ راست پر لے آئے۔ ظلمتوں اور ناانصافیوں کے عہد میں کلام الٰہی اور حضور اکرمؐ کی عملی تفسیر نے روشنیاں اور اجالے کر دیے۔ بھٹکے ہوئے قبائل مہذب اور سیدھے راستے پر چلنے والے بن گیا۔ قتل و غارت میں مگن لوگ صلح جو، امن کے داعی اور تہذیب و تمدن سکھانے والے بن گئے۔ جن لوگوں نے حضورؐ کی سیرت و کردار کو اپنایا ان کی غیرت، جمیت اور خوش بختی بیدار ہو گئی۔ اس حوالے سے ایک ہائیکو ملاحظہ کریں:

یا محمد تیرے فقیروں کی

شان و شوکت عجیب دیکھی ہے

ان کی ٹھوکر میں بادشاہی ہے

(اکرم کلیم، نعت رنگ، شمارا، ص ۸۰)

مندرجہ بالا ہائیکو میں اکرم کلیم نے بڑے منفرد اور اچھوتے انداز میں زندگی میں کامیابی کا راز بتایا ہے۔ شاعر کے نزدیک جس نے سیرت رسولؐ کی پیروی کی وہ دین و دنیا سنوارنے کے راستے پر گامزن ہو گیا۔ جس نے حضورؐ کے در کی گدائی اختیار کر لی اس کی انا، جذبہ ایمانی اور خودداری کے سامنے بادشاہی بھی ٹھوکر پر آ جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اسوہ حسنہ عطا کیا۔ اسلام نے قبل جہالت، ظلمت اور ناانصافی کا دور دورہ تھا۔ اسلام کے آنے کے بعد وہی قوم سیدھے راستے پر چلنے والی، اسوہ حسنہ کی پیروی کرنے والی بن گئی بلکہ خود بھی دوسروں کی رہنما قوم بن گئی۔ اسی قوم نے دنیا کو حکمرانی کے طور طریقے سکھلائے۔ اجالے اور روشنی کی پیروی کرنے والی مسلمان قوم خود بھی روشنی بکھیرنے والی قوم بن گئی۔ اسی حوالے سے صبیح رحمانی کا ہائیکو ملاحظہ کریں:

سیرت کے انوار

سورج بن کر ابھرے ہیں

ان کے پیروکار

(صبیح رحمانی، مشمولہ: نعت رنگ)

مندرجہ بالا ہائیکو میں صبیح رحمانی نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ سیرت رسول کی روشنی واجالے سے استفادہ کرنے والے خود بھی اجالا بانٹنے والے بن گئے ہیں۔ خود راہ راست پر آنے کے بعد اور اسوہ

رسول کو اپنانے کے بعد دوسروں کے لیے آسانیاں اور اجالے پھیلانے والے بن گئے ہیں۔ حضور کے پیروکار، ایک خدا کے امتی اور رسول خدا کے اطاعت گزار مانندِ آفتاب روشنی بانٹنے میں مصروف عمل ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش اخلاقی بھی بے مثال تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار، صحابہ کرام بھی عملی طور پر اپنی زندگیاں قرآن کے بتائے ہوئے طریقوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے مطابق گزارتے تھے۔ اتنے باعمل مسلمانوں کے درمیان بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اپنی خوش اخلاقی، اپنے قول وفعل کے اعتبار سے بے مثال نمونہ تھے۔ اسی حوالے سے بشیر سیفی کا ہائیکو قابل توجہ ہے۔

اک سے بڑھ کر اِک
لیکن جان محفل ہیں
میرے پیغمبرؐ

(بشیر سیفی، دھوپ سے خالی ہاتھ)

جگ جگ چاروں اور
چاندی جیسے قول تیرے سب
سونے جیسے طور

(احمد صغیر صدیقی، مشمولہ: نعت رنگ، ص۱۶)

مندرجہ بالا ہائیکو شعرا کی ہنرمندی اور نعتیہ فکر کی پختگی کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان ہائیکوز میں شعرا نے بتانے کی کوشش کی ہے کہ حضورؐ کے اقوال اور حسنِ اخلاق بے مثال تھے۔ اسی سبب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت قابل تقلید تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت بلند مرتبہ اور لائق پیروی ہے۔ آپؐ محبوب خدا ہیں اور محبوب الٰہی کی واحدانیت کا درس دنیا میں عام کیا اور اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دین کی تکمیل کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کا درس دیا۔ انسانوں کو ایک اللہ کی پیروی کرنے اور زندگی کے طور طریقے سکھلائے جس پر چل کر ایک انسان دین و دنیا دونوں میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا دین انسانوں تک نہایت کامیابی سے پہنچایا۔ اللہ کی ذات خود اپنے محبوب پر درود بھیجتی ہے۔ اسی حوالے سے کچھ ہائیکوز ملاحظہ کریں:

لاکھوں درود و سلام
انھوں نے ہم تک پہنچایا
اللہ کا پیغام

(اقبال حیدر، لاریب، ص ۵۴)

صلی اللہ انؐ پر
جینا مرنا سکھلایا
صلی اللہ انؐ پر

(اقبال حیدر، لاریب، ص ۵۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک امانت دار اور وعدہ پورا کرنے والے انسان تھے۔ انھوں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ حتیٰ کہ آپؐ کے دشمن بھی آپ کو صادق اور امین کہہ کر بلاتے تھے۔ اس حوالے سے ہائیکو ملاحظہ کریں:

صادقؐ اور امینؐ

میرے آقا کو مانیں

وہ بھی جو ہیں بے دین

(اقبال حیدر، لاریب، ص ۵۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور دین اسلام کی تبلیغ نے جہالت کے اندھیروں کو مٹایا اور دنیا کو تہذیب و تمدن، نیکی، اچھائی، حسن سلوک، محبت، بھائی چارہ، انصاف، حقوق جیسی صفات سے آگاہی ہوئی۔ انسانیت کا ستارہ چمکنے لگا۔ ہر طرف تازہ ہوائیں چلنے لگیں اور زندگی کی تمازت محسوس ہونے لگی۔ توحید کا چراغ ایسا جلا کہ سب کفر و اتحاد کے چراغ مانند پڑنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کا درس حق اور اپنی ذات کی عملی سچائی کے ساتھ اور قرآن کے احکامات کے ساتھ پیغام باری تعالیٰ ہر طرف پھیلایا۔ حضورؐ کی سیرت کے پہلوؤں کے حوالے چند ہائیکوز ملاحظہ کریں:

تیرے آنے سے ہی تمدن نے

زندگی کا لباس پہنا ہے

تازگی کی بہار دیکھی ہے

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۳۱)

تیری باتوں کو کون جھٹلائے

تیری باتوں پہ رب عالم نے

حق کی مہریں تو خود لگائی ہیں

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۳۴)

آندھیاں کفر کی چلیں بے شک

آپ کا ہی چراغ جلنا ہے

آپ کا ہی چراغ جلتا ہے

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۲۲)

مندرجہ بالا ہائیکوز میں محمد اقبال نجمی نے حضورؐ کی سیرت و کردار کے خصائص کو عقیدت و حقائق کے ساتھ بیان کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی سیرت و کردار کا ایک ایک رنگ بے مثال ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے احکامات کو عملی جامہ پہنایا۔ حضور اکرمؐ حسن اخلاق، حسن اور حسن سلوک کی بہترین مثال ہیں۔ حضورؐ کی ذات محبت واخلاق کو فروغ دینے والی ہے۔ آپؐ نے محبت کا رد عمل دیا۔ نفرت، بغض، حسد کو ناپسند کیا۔ اس حوالے سے ہائیکوز ملاحظہ کریں:

آپ نے مشعلیں جلائی ہیں

پیار اخلاق اور سعادت کی

جن سے روشن ہوئی مری دنیا

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۹۲)

یہ ہے خاصا تری شریعت کا

اس نے سب کو وقار بخشا ہے

پیار بخشا ہے، قرار بخشا ہے

(محمد اقبال نجمی، ایضاً، ص ۹۷)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محسن انسانیت ہیں۔ آپؐ خیر خواہ انسانیت ہیں۔ آپؐ نے انسانیت کو مایوسی ظلمت سے نکالا۔ مرد وعورت، بیٹوں اور بزرگوں کو حقوق عطا کیے ہیں۔ زندگی گزارنے کا ڈھنگ عطا کیا ہے۔ ایک طرف آپؐ نے انصاف کا بول بالا کیا دوسری طرف معاف کرنے اور درگزر کے عمل کو بھی سراہا۔ نعتیہ ہائیکو کے شعرا آپؐ کی سیرت کے ان پہلوؤں کو بھی اپنے کلام کا حصہ بنایا۔ چند ہائیکوز ملاحظہ کریں:

جو کہ اپنی انا کے قیدی تھے

بیٹیوں کو جو دفن کرتے تھے

ان کو جینے کی عظمتیں بخشیں

(محمد اقبال نجمی، ایضاً، ص۱۰۹)

بخش دیتے ہیں اپنے سائل کو

میرے آقا سوال سے پہلے

حال دل کا پڑھیں وہ چہروں سے

(محمد اقبال نجمی، ایضاً، ص۱۱۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہمارے لیے عملی نمونہ ہے۔ آپ کی سیرت تمام مسلمانوں بلکہ تمام انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔ کوئی حاکم یا محکوم، بادشاہ ہو یا فقیر، غرض زندگی کے کسی بھی شعبے سے وابستہ رہو آپؐ کی سیرت و کردار سے اخذ و اکتساب کر سکتا ہے۔ آپؐ نے محبت، حسن اخلاق، توحید، کفر و اتحاد کے خلاف جہاد، عفو درگزر کرنا اور زندگی کا شعور کا عملی مظاہرہ کیا۔ نیکی اور انصافی کا بول بالا کیا۔ نعتیہ ہائیکوز میں شعرا نے عقیدت اور محبت کے جذبے کو بروئے کار لاتے ہوئے اور شاعرانہ ہنر مندی کو احتیاط کے ساتھ آزمانے واردات عشقیہ کو اپنے کلام میں ڈھالا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت و مدح

بیان اتنا سادہ نہیں۔ اس کے لیے ایک محبت، خلوص، عشق کا جذبہ چاہیے تو دوسری طرف احترام نعت کے تقاضوں اور شعری محاسن پر دسترس پر اعتبار چاہیے۔ اسی صورت میں نعت گو شاعر مدحت مصطفیٰ کے تقاضے پورے کر سکتا ہے۔ نعت گوئی کی روایت میں شعرا نے منفرد اسلوب بیان اور فکر کی تازگی کے ساتھ نعتیہ شعری روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ آپؐ کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں کو ہنر مندی کے ساتھ نعتیہ اشعار میں بیان کیا ہے۔ آپؐ نے انسانیت کے شعور اور حقوق کو عظمت کا نمایاں بیاں آخری خطبہ حجۃ الوداع میں ادا کر دیا تھا۔ بقول شاعر:

دل کی آنکھوں کو کھول کر پڑھ لو

میرے آقا کا آخری خطبہ

رہنمائی کو اتنا کافی ہے

(محمد اقبال نجمی، ایضاً، ص ۲۱)

حضور اکرمؐ کی سیرت و کردار کے ساتھ ساتھ معجزات کو بھی نعت گوئی کی روایت میں خوب موضوع سخن بنایا گیا ہے۔ واقعہ معراج غزل میں بھی موضوع بنا اور نعتیہ کلام میں تو خاص طور پر برتا گیا۔ معراج واقعہ وہ عظیم واقعہ ہے کہ ایک انسان کو عظمت و مرتبہ میسر آیا۔ عظمت انسانیت بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔ محبوب خدا، خدا کے روبرو تشریف لے گئے۔ شعرا نے اس واقعہ کی عظمت و قعت کو نہایت عقیدت، خلوص اور ہنر مندی سے نعتیہ کلام میں بیان کیا ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں بھی شعرا نے اس واقعہ کو خلوص اور اچھوتے انداز میں شعری واردات قلبی کا حصہ بنایا ہے۔ اس حوالے سے ہائیکوز ملاحظہ کریں:

مجھ کو معراج کی ملے دولت

تجھ سے ملنا میں اس طرح چاہوں

تو ملا جس طرح خدا سے تھا

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۲۵)

مندرجہ بالا ہائیکوز میں شاعر نہایت فنکاری اور ہنر مندی سے اپنی عقیدت اور تمنا کا اظہار کیا ہے کہ اسے بھی ویسے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میسر آئے جس طرح خود رسول اکرم معراج کے موقع پر اللہ کے روبرو پہنچے تھے۔ شاعر نے معراج کے واقعہ کی تلمیح نہایت اچھوتے انداز میں پیش کی ہے۔ معراج کی عظمت اس طرح بھی زیادہ ہے کہ اس سفر میں حضورؐ اس مقام سے بھی آگے تشریف لے گئے جہاں پر جبرئیل امین کے پر بھی چلتے تھے۔ سدرۃ المنتہٰی کے مقام سے آگے حضورؐ نے خود ہی باقی کا سفر کیا۔ خدا کے سامنے محبوب خدا پیش ہوا۔ اردو نعت کی روایت میں شب معراج کی اہمیت، انسانیت کی برتری وعظمت اہمیت کی حامل ہے اور ہمارے جذبہ ایمانی کو اور پختہ کرتی ہے۔ عظمت معراج کے حوالے سے اور شعرا نے بھی نعتیہ ہائیکو میں اپنا تخلیقی اظہار کیا ہے۔ مزید ہائیکوز ملاحظہ کریں:

وہ ناز بشر شب اسری

اپنی معراج انتہا پر تھا

عشق پر حسن کی نوازش تھی

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۴۳)

اردو شاعری میں نعت گوئی کی روایت میں نعتیہ ہائیکو کا بھی نمایاں حصہ ہے۔ مندرجہ بالا ہائیکو میں بھی شاعر نے بشر کے بلند مقام اور عظمت کو نمایاں کیا ہے اور عقیدت اور مرتبے کا بھی خیال رکھا ہے۔ اللہ نے اپنے محبوب کو اپنے روبرو بٹھایا۔ یہ انسان کی عظمت و مرتبہ ہے کہ اسے یہ سعادت نصیب ہوئی۔

اردو نعت کی روایت میں شب معراج کے واقعہ کا تذکرہ دو انداز میں ملتا ہے۔ بالواسطہ بھی اور بلاواسطہ بھی۔ شب معراج کا واقعہ اردو شعرا نے عقیدت کے ساتھ ساتھ تاریخی حقیقت کے اعتبار سے بھی رقم کیا ہے۔ معراج کا معجزہ مسلمانوں کے لیے نہایت اہمیت اور عظمت کا حامل ہے۔ حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام تمام انسانیت میں سب سے بڑھ کر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور مدح کے بے شمار رنگ ہیں۔ ۲۷ رجب کو نبی اکرمؐ کے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے آسمان اور اس سے آگے عجائب ملکوت اور غرائب قدرت کا نظارہ کرتے ہوئے ملا۔ اعلیٰ تشریف لے گئے پھر خالق کائنات اور مالک قضا وقدر سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا۔ جس کو معراج کا واقعہ کہا جاتا ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں بھی اس کا ذکر تخلیقی انداز میں ہوا ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں اساسی موضوعات کے ساتھ ساتھ ثانوی موضوعات بھی نمایاں اہمیت کے حامل ہیں۔ اردو نعت گوئی کی روایت میں نسبتی نعت گوئی کو بھی رواج ہے۔ روضہ رسولؐ پر حاضری اور شہر مدینہ سے سب کو نعت گوئی میں بہت زیادہ موضوع بنایا گیا ہے۔ مدینہ وہ مقدس اور بابرکت شہر ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام گزارے اور آپؐ کا روضہ مبارک بھی مدینے میں ہے۔ عاشقان رسول اس شہر سے محبت وخلوص کا اظہار بھرپور عقیدت سے کرتے ہیں۔ روضہ رسول سے بھی عشق ومحبت کا اظہار نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں بھی شعرا نے اس نسبت کا اظہار انتہائی عقیدت اور تخلیقی انداز میں کیا ہے۔ اس حوالے سے چند ہائیکوز ملاحظہ کریں:

صرف مدینے میں
اور کہاں پر آگئے ہیں
سورج سینے میں

(صبیح رحمانی، نعت رنگ، شمارہ ۱۶، ص ۷۶)

مہکی ہیں راہیں
پھیلی ہوئی ہیں طیبہ میں
خوشبو کی بانہیں

(صبیح رحمانی، ایضاً)

ہر ذرہ تارا

کاہکشاں سے بڑھ کر ہے

طیبہ کا رستہ

(محسن بھوپالی، نعتیہ شاعری میں ہئتی تجربات، مطبوعہ: منظر ٹیلی میں، ۱۹۹۵ء، ص۱۰۷)

مندرجہ بالا ہائیکوز میں شعرا نے نہایت خلوص اور عقیدت کے ساتھ شہر مدینہ کے سبب پیدا ہونے والی امید، روشنی اور خوشبو کو نمایاں کیا ہے۔ مدینہ کا تذکرہ اور دیدار محبت رسول کا مظہر ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں شعرا نے روضہ رسول سے عقیدت اور اس دور کی خاک کو باعث شفا بتایا ہے۔ درِ رسول کی عظمت، روضہ رسولؐ کی حاضری مسلمانوں کی نسبت رسولؐ سے محبت ان کے ایمان کو پختہ کرتی ہے۔ شعرا عاجزی کے ساتھ بارگاہ رسالت میں اذن باریابی چاہتے ہیں۔ محبت رسول ہی محبت خدا کا باعث ہے۔ اس حوالے سے ہائیکوز ملاحظہ کریں:

چھوڑ دو کیمیا گری کرنا

خاک طیبہ کو ہاتھ میں لے لو

خود نتیجے پہ پہنچ جاؤ گے

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص۱۰۶)

اک صدائے غریب ہوں آقا

تیرے روضے کو چومنا چاہوں

اذن دے مجھ کو باریابی کا

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص۱۰۵)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر اور روضے سے نسبت ہماری عقیدت اور محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مسلمان درِ نبیؐ پر باریابی کی تمنا رکھتے ہیں اور روضۂ رسولؐ پر پہنچ کر اپنی دعاؤں کی قبولیت کی توقع رکھتے ہیں۔ عشق رسولؐ اور محبت رسولؐ کی قبولیت ہی اللہ کی محبت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ نعتیہ ہائیکوز میں روضہ رسول سے نسبت اور مدینہ کی تمنا کا اظہار شعرا کی عقیدت اور خلوص کا واضح ثبوت ہے۔ نعتیہ کلام عقیدت اور خلوص اور شعری ہنر مندی کے بغیر تخلیق کرنا ممکن بھی نہیں ہے۔

نعتیہ ہائیکو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نسبت کا اظہار بھی ملتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وجہ شفاعت اور بخشش کا سامان بھی کریں گے۔ حضورؐ سے مسلمان توقع رکھتے ہیں۔ آپؐ بخشش کی شفارش کریں گے۔ اس حوالے سے ہائیکوز ملاحظہ کریں:

خاص پیمبر آپؐ
شافع محشر کوئی نہیں
شافع محشر آپؐ

(آفتاب مضطر، مشمولہ: نعتیہ شاعری میں ہئیتی تجربے)

اِک سے بڑھ کر
لیکن جانِ محفل ہیں
میرے پیغمبر

(بشیر سیفی، دھوپ سے خالی ہاتھ)

جب تو محمود بارگاہ ہو گا
لوگ تیرے حضور آئیں گے
تو شفاعت کا تاج پہنے گا

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۶۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات امت کے لیے شفاعت اور بخشش میں اپنا کردار ادا کرے گی۔ روز جزا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کی مغفرت کروائیں گے۔ مسلمانوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ توقع ہے کہ ان کے عیبوں اور گناہوں کو بخشوانے اور جنت میں لے جانے میں حضور تشریف لائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات رحمت دوجہاں ہیں۔ وہ امت کے خیر خواہ ہیں۔ نبیؐ کی مدح سرائی کرنے والے نعت گو شعرا نے اس موضوع کو نہایت فنکاری اور ہنر مندی کے ساتھ موضوع سخن بنایا ہے۔

نوری پیکر ہیں

دونوں جہاں کی رحمت کا

آپ سمندر ہیں

(فاروق شکیل، مشمولہ: نعتیہ شاعری میں ہئیتی تجربے)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وجہ تخلیق کائنات بھی ہیں۔ نعت گوئی کی روایت میں اس موضوع کو بہت زیادہ موضوع سخن بنایا گیا ہے۔ نعت گوئی کی روایت میں نعتیہ ہائیکوز کا بھی حصہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب خدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بزم یعنی یہ دنیا اپنے محبوب کو دنیا میں بھیجنے کے لیے سجائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت خود خدا کی ذات کرتی ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ اللہ نے اپنے محبوب انسان حضرت محمدؐ کے لیے یہ دنیا آباد کی۔ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش پر بھی بلایا۔ واقعہ معراج جہاں محبوب خدا کی عظمت و وقعت کا ثبوت ہے وہیں انسانیت کی بندگی اور شان میں اضافے کا سبب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تخلیق کائنات کا اصل محرک ہیں۔ اس حوالے سے نعتیہ ہائیکو بھی ملتے ہیں۔ ہائیکوز ملاحظہ کریں:

وجہ تخلیق کائنات آقا

آپ آئے تو ہو گیا روشن

گوشہ گوشہ حسین دھرتی کا

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۴۴)

گونجے صبح و شام

ازل ابد کے گنبد میں

میرے نبی کا نام

(اقبال حیدر، مجموعہ کلام ''لاریب'' ادارہ تعمیر ادب کراچی،
۱۱اپریل۲۰۰۶ء، ص۱۰۹)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے بدولت ہی دنیا کی رنگینیاں، خوبصورتیاں اور عظمتیں میسر ہیں۔ اگر اپنے محبوب کو پیدا نہ کرتا تو کائنات کی بزم بھی نہ سجاتا۔ حضورؐ کے سبب ہی کائنات تخلیق ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت و مدح میں ایمانی خدمات کے اظہار میں بہت سی احتیاطیں بھی ضروری ہیں۔ ذرا سی لغزش ایمان سے گرا سکتی ہے۔ اس لیے شاعر کو ایک طرف حضورؐ کے مرتبے و مقام کا خیال رکھتا ہے تو دوسری طرف شاعرانہ ہنر مندی اور خلوص و عقیدت کے ساتھ کلام تخلیق کرنا ہوتا ہے۔ ایسا اسی وقت ممکن ہے جب انسان کا دل عشق مصطفیٰ سے مزین ہے۔ نعتیہ ہائیکو نگاری میں شعرانے عجز وانکساری سے بھرپور کام لیا ہے۔ بارگاہ رسالت میں احتیاط اور اطاعت کا تقاضا یہی ہے کہ انسان اپنا دل و دماغ بلکہ پورا وجود عاجزی کے ساتھ جھکائے رکھے اور رسول خدا کی اطاعت کرے۔ جھکنے والے ہی رفعتیں پاتے ہیں۔ رسول خدا کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں شعرانے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

عقیدت اور محبت کا اظہار انتہائی عاجزی سے کیا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ حضور کی ذات سے عجز وانکساری سے پر اثر انداز میں اپنی وابستگی بیان کی ہے۔اس حوالے سے ہائیکو ملاحظہ کریں:

میں نے آنا ہے مجھ کو آنے دے
اپنی چوکھٹ پہ سر جھکانے دے
ٹوٹ جائے نہ ڈور سانسوں کی

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص۲۵)

سید مرسلیںؐ مرے آقا
عظمتوں کا جہاں تری ہستی
عجز کا آسماں تیری ہستی

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص۳۸)

مندرجہ بالا ہائیکوز میں شاعر نے نہایت عاجزی سے ایک طرف اپنی عاجزی اور لڑکھڑاہٹ کو ظاہر کیا ہے کہ وہ کیسے بیتاب اور مضطرب ہے روضہ رسول پر پیش ہونے کو دوسری طرف حضورؐ کی عاجزی وانکساری کو نمایاں کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، عاجزی وانکساری کا بہترین نمونہ ہیں۔ آپ حسن اخلاق کا مالک اور درگزر کرنے والے تھے۔ نعتیہ ہائیکو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار عجز وانکساری کے ساتھ ملتا ہے۔

تیری تعریف ہم کریں کیسے
ہم تو ادنیٰ غلام ہیں تیرے
ہم کو الفاظ ہی نہیں ملتے

(رضی الدین رضی، نعتہ رنگ، شمارہ ا، ص۸۰)

نعت گوئی میں عجز، عقیدت اور خلوص کی چاشنی انتہائی ضروری ہے۔ اس حوالے سے انور جمال رقمطراز ہیں:

"نعت کا جذبہ جس شعری پیکر میں بھی سامنے آئے یہ بات طے ہے کہ اس میں عشق مصطفیٰ کا گداز عظمت رسول کا احساس، ادب کا قرینہ، عجز بیاں کا ادراک اور محبت کی واردات شامل ہوتی ہے۔"۴

نعت گوئی میں نعتیہ ہائیکوز نگاروں نے بھرپور حصہ ڈالا ہے۔ نعت گو شعرا نے نعت کی ثروت مندی میں مزید اضافہ کر دیا اور حضورؐ کی بارگاہ میں عقیدتوں اور نذرانوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ آپؐ کی ذات ارفع وبرتر ذات ہے۔ شعرا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تقابل دوسرے انبیاء ومرسلین سے بھی کیا ہے۔ اللہ نے پیغمبروں اور رسولوں کو خاص اوصاف عطا کیے مگر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوب خدا ہیں۔ ان میں جو جوہر اور اوصاف عطا ہیں وہ انہیں کا خاصہ ہے۔ نعت کی روایت میں ایسے اشعار ملتے ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موازنہ دیگر پیغمبروں سے کیا گیا ہو۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضہ داری

آنچہ خوباں، ہمہ دارند، تو تنہا داری

اس طرح نعتیہ ہائیکو میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وبرتری کا موضوع سخن بنایا گیا ہے۔ اس حوالے سے ہائیکو ملاحظہ فرمائیں:

خاتم الانبیاشہؐ دوراں

اک مثالی کتاب لائے ہیں

نور والی کتاب لائے ہیں

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص۶۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انبیا سے اس لیے بھی برتر ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسلام مکمل ہوا۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپؐ کا نور سب سے پہلے تخلیق کیا گیا اور آپ پر دین کو مکمل کیا گیا۔ آپؐ اللہ کے پیغمبر اور آخری رسول ہیں۔ اس لیے آپ کو دوانبیاء اور رسولوں پر برتری حاصل ہے۔

آپؐ کو دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ آپؐ کا کردار، پیکر اور ذات رحمت کی عملی تصویر ہے۔ آپؐ نہ صرف انسانیت بلکہ تمام کائنات کے لیے اللہ کا احسان ہیں۔ آپؐ کی رحمت کے وصف کو نعت گو شعرا نے نہایت خلوص کے ساتھ نعتیہ ہائیکو میں بیان کیا ہے۔ اس حوالے سے ہائیکو ملاحظہ فرمائیں:

تیری رحمت ہے بکھرا اس سب پر
تیری برکت ہے جاوداں سب پر
فیض پاتے ہیں سب کس و ناکس

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص۳۹)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کے بے شمار پہلو ہیں۔ شعرا نے مختلف اصناف سخن میں نعت کی روایت کو کامیابی سے توانا کیا ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔ نعتیہ ہائیکو جدید نعتیہ رنگ کے خدوخال واضح کرتے ہیں۔ جب دل میں حضور کی ستائش کی تمنا ہو اور قلب و نظر عشق و محبت کی سرمستی میں ڈوبا ہو تو نعت تخلیق پاتی ہے۔ نعت کی روایت مختلف ادوار میں فروغ پاتی رہی ہے۔ آج نعتیہ ہائیکو نعت گوئی کی روایت میں اضافے کا باعث بن رہی ہے۔ بقول ریاض حسین چودھری:

”آج کے شاعر نے تقریباً تمام اصناف سخن میں نعت کی خوشبو بکھیر کر شاعری کے دامن کو مزید باثروت بنا دیا ہے۔ شہر سخن خوشبوئے اسم محمد سے معطر ہے۔ حریم دیدہ وڈول میں بر آن ہر پل چراغاں سا رہتا ہے۔ آج جب تک اردو شاعری بیسویں صدی کی آخری دہائی پر دستک دے رہی ہے جدید نعت تلاش ذات سے اپنے عصر کی پہچان تک کے مرحلے طے کرتے ہوئے ایسے مقام پر آ پہنچی ہے جہاں ایک طرف تو دیار مدحت سرکار میں جذب شوق وارفتگی اور خود سپردگی کے ان گنت چراغ جل رہے ہیں تو دوسری طرف تازگی، ندرت اور شگفتگی، خیال کے پیکر میں اس طرح ڈھل رہی ہے کہ سوچ اور اظہار کی تمام تر رعنائیاں در اقدس پر سجدہ ریز نظر آتی ہیں۔ اور یہی سوچ اور اظہار کی معراج بھی ہے۔ اردو نعت کا دامن پہلے ہی مالا مال تھا اب اسے جدید آہنگ کا حسن بھی عطا ہوا ہے۔“۵

نعتیہ ہائیکو کی فکریات کی بات کی جائے تو یہ واضح دیکھا جا سکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کا حلیہ مبارک ہو یا سیرت و کردار کے مختلف پہلو نعتیہ ہائیکو نگار شعرا نے انتہائی عقیدت، محبت، خلوص اور شاعرانہ ہنر مندی سے نعتیہ کلام تخلیق کیا ہے۔ نعتیہ شاعری میں جس احتیاط اور محبت رسولؐ کے تقاضوں کا خیال رکھنا ملحوظ ہے شعرا نے اس کا خصوصی اہتمام کیا ہے۔

نعتیہ ہائیکو کے موضوعات میں اساسی موضوعات میں میلاد و ولادت، واقعہ معراج، حضورؐ کی وفات، سیرت و کردار وغیرہ نمایاں ہیں۔ جبکہ آپؐ کی ذات کی صفات اور نسبتی تعلقات کو بھی خاص طور پر نعتیہ ہائیکو میں موضوع بنایا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک، حضورؐ کا نام مبارک، شہر رسولؐ مدینہ المنورہ اور روضہ مبارک سے نسبت کے حوالے سے نعتیہ کلام موجود ہے۔

اس طرح حضورؐ کی شفاعت اور حوض کوثر پلانے کی نسبت کو بھی نعتیہ کلام میں موضوع سخن بنایا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات اور رحمت دو عالم اور درگزر کرنے کی صفات کو بھی نعت گوئی میں موضوع بنایا گیا ہے۔ نعتیہ ہائیکو کے فکری جہات اور موضوعات کے ساتھ ساتھ اس کے فنی لوازمات بھی اس کی تخلیق میں اہم کردار ادا کرتے اور اہمیت کے حامل ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ القرآن، پارہ نمبر ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶، پاک کمپنی، احمد عثمان پرنٹرز لاہور، ۲۰۱۱ء

۲۔ عکس قرآن شریف، مترجم وحشی، حضرت مولانا محمود حسن و مولانا بشیر احمد عثمانی، ص ۵۵۲، حاشیہ ف ۴، مدینہ پریس

۳۔ خصائل النبویہ، مشمولہ "نعت رنگ، مدیر سید صبیح الدین رحمانی، شمارہ ۱۱، ۲۰۰۱، ص ۱۲۴

۴۔ انور جمال، مقدمہ، نعتیہ ہائیکو از محمد اقبال نجمی، فروغ ادب اکادمی، ص ۷

۵۔ ریاض حسین چودھری، مقدمہ، نعتیہ ہائیکو از محمد اقبال نجمی، فروغ ادب اکادمی ۱۹۹۰ء، ص ۹

باب چہارم

نعتیہ ہائیکو کا فنی جائزہ

ا۔ اسلوب بیان

نعتیہ ہائیکو نگاری نے ہائیکو کی صنف سخن کو ثروت مند بنانے اور اس کی اہمیت اجاگر کرنے میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ ہائیکو میں جہاں متنوع اور فطرت کے قریب موضوعات طبع آزمائی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ نعتیہ ہائیکو نگاری کی روایت میں جہاں شعرا نے متنوع موضوعات کو عقیدت اور ہنر مندی کے ساتھ نعتیہ کلام میں سمویا ہے وہیں فنی محاسن، زبان و بیاں اور اسلوبِ بیاں کی کشیدہ کاری بھی خوب کی ہے۔ شاعری میں اسلوبِ بیاں اور اندازِ بیاں ہی اسے شاعری بناتا ہے۔

محبوبِ خدا ﷺ کی نعت گوئی کی روایت اردو میں بہت ثروت مند ہے۔ آپ ﷺ کی کی مدح سرائی ہر دور کی زندگی میں تابندگی اور نور پھیلاتی ہے۔ آپ ﷺ کی ذات وہ آفاقی سچائی، صداقت اور نورانی رحمت ہیں جس کے ذریعے ہمارا ایمان مکمل ہوتا ہے۔ نعتِ رسول ﷺ کے موضوعات اور اسلوبِ بیاں کو شمار میں لانا مشکل ہے۔ معروف سکالر ظہور احمد اظہر رقمطراز ہیں:

> "نعت کے دائرے کو محدود سمجھنا درست نہیں، کیوں کہ جتنا دائرہ حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کا ہے، اتنا ہی دائرہ ان اوصافِ حمیدہ کا ہے جو نعت پر کام کرنے والوں کی کوششوں سے انسانیت تک پہنچ رہے ہیں۔ تمام اسلامی زبانوں میں نعت اور سیرت پر سب سے زیادہ ذخیرہ اردو زبان میں ہے۔"(۱)

نعت محبوب ﷺ خدا کی جملہ صفات لاتعداد ہیں اور نعتیہ شعرا بھی کثرت کے ساتھ رسولِ اکرم ﷺ کی مدحت اور ثناخوانی میں رطب اللسان ہیں۔ نعتیہ ہائیکو میں نعت گوئی کی صنفِ سخن کو نیا آہنگ اور

طرزِ احساس عطا کیا ہے۔ جدید طرزِ احساس، خیال کی ندرت اور عقیدت و خلوص کی چاشنی نے نعتیہ ہائیکو کو قابل توجہ اور پر اثر بنا دیا ہے۔

نعتیہ ہائیکو کا اسلوب بیانِ پُر تاثیر، عقیدت و خلوص سے بھرپور اور عجز و انکساری کا مرقع ہے۔ شعرا کے ہاں ہنر مندی کے ساتھ ساتھ عقیدت اور اطاعت و محبت کا جذبہ زیادہ کار فرما نظر آتا ہے۔ نعت در حبیب پر پلکوں سے دستک دینے کا نام ہے۔ محبتِ رسول ﷺ کے تقاضے نہایت سادہ بھی ہیں اور پیچیدہ بھی۔ ذرا سی لاپرواہی منزل سے دور لے جا سکتی ہے مگر جس نے عشقِ رسول ﷺ کی عقیدہ میں نعت لکھ لی اور گوہر مقصودِ ہاتھ آ گیا وہ خوش قسمت اپنے لکھے حرفوں کے عقیدت و محبت نامے بارگاہِ رسالت میں پیش کر کے سرخرو ٹھہرا اور زندگی اور مقصد پا گیا۔

نعتیہ ہائیکو نگاری کی روایت میں فنی لوازمات کو دیکھا جائے تو اسلوبِ بیاں، ندرتِ خیال، طرزِ احساس اور انفرادیت نمایاں ہیں۔ اس طرح علم بیاں کے خصائص، تشبیہات و استعارات، مجاز مرسل، کنایہ اور علم بدیع، صنائع بدائع، صنعتوں کا استعمال مرکبات و تراکیب اور زبان و بیان کی خوبیاں بھی اہمیت کی حامل ہیں۔

اُسلوب بیاں:

نعتیہ ہائیکو نگاری میں شعرا اسلوبِ بیاں اہمیت کا حامل ہے۔ اسلوب ہی کسی شاعر کا مصنف کی تحریر کی اصل پہچان ہوتی ہے۔ ہر مصنف یا شاعر اپنے اسلوبِ بیاں کی بنیاد پر اپنی انفرادیت قائم کرتا ہے۔ نعت چوں کہ حضور اکرم ﷺ سے نسبت رکھتی ہے اس لیے موضوع پر شاعری کرنا اور بھی زیادہ احتیاط کا متقاضی ہے۔ نعت گوئی کی روایت میں اردو کا سرمایہ کسی بھی زبان کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔ اس لیے اسلوبِ بیاں کا تنوع نظر آتا ہے۔ اسلوب کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسلوب کی تعریف کرتے ہوئے ابو الاعجاز حفیظ صدیقی رقمطراز ہیں:

"اُسلوب سے مراد کسی ادیب یا شاعر کا وہ طریقہ ادائے مطلب یا خیالات و جذبات کے اظہار و بیان کا وہ ڈھنگ ہے جو اس خاص صنف کی ادبی روایت میں مصنف کی اپنی انفرادیت کے شمول سے وجود میں آتا ہے اور چوں کہ مصنف انفرادیت کی تشکیل میں اس کا علم، کردار، تجزیہ، مشاہدہ، افتادِ طبع، فلسفہ حیات اور طرزِ فکر و احساس جیسے عوامل مل جل کر حصہ لیتے ہیں اس لیے اسلوب کو مصنف کی شخصیت کا پَرتو اور اُس کی ذات کی کلید سمجھا جاتا ہے"۲

نعتیہ ہائیکو میں بھی شعرا کا منفرد اور متنوع اسلوب نظر آتا ہے۔ کچھ شعرا کے ہاں غزلیہ انداز نعتیہ ہائیکو میں بھی در آیا۔ مثال کے طور پر کچھ ہائیکو ملاحظہ کریں:

وہ اِک جام توحید کا لب بہ لب
وہ اِک میکدہ نوری آیات کا
نبوت کا دلی، تاجدارِ عرب

(علیم صبا نویدی، نعت رنگ، شمارہ ۱، ص ۷۷)

تیری چاہت کا معجزہ دیکھوں
سانس ٹوٹے تو میرے ہونٹوں پر
نام تیرا ہو جام تیرا ہو

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۲۳)

مہکی ہیں راہیں
پھیلی ہوئی ہیں طیبہ میں
خوشبو کی بانہیں

(صبیح رحمانی، نعتیہ شاعری میں ہئیتی تجربے، ص ۱۰۸)

روشن روشن ذات

پھول کھلانے والے ہونٹ اور

دیے جلاتے ہاتھ

(احمد صغیر صدیقی، نعت رنگ)

جب میری زندگی کی شام آئے

کچھ بھی لکھا نہ ہو جبیں پہ میری

بس تیرے نام کا ستارہ ہو

(خاور اعجاز، زرد پتوں پر شبنم، ص۶)

اسلوبِ بیاں نے ہائیکو کو بھی انفرادیت عطا کی ہے۔ بعض شعرا نے ہائیکو میں اپنا اسلوب بیاں سادہ، سلیس اور فطرت کے قریب تر کر لیا ہے۔ اُس آہنگ اور اسلوب کو اپنانے کی سعی کی ہے جو جاپانی شاعری کا خاصہ ہے۔ فطرت اور موسموں سے مناسبت کے سبب شعرا نے ہر فکری خیال کو بیان کرنے کے لیے اس اسلوب کو اپنانے کی کوشش کی ہے حالاں کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے جس پائے کا خیال ہو اس مرتبے کے الفاظ اور اسلوب کو اپنانا چاہیے۔ نعت گوئی چوں کہ محبوبِ خدا ﷺ کی مدحت اور اوصاف کے لیے رائج ہے اس لیے اسلوبِ بیاں میں وہی مٹھاس، حسنِ ترتیب، عمدہ اور مرتبے کے حامل الفاظ کا چناؤ جو تقدس و تکریم کو برقرار رکھیں۔ ایسی صورت میں ہی نعتیہ ہائیکو کا اسلوبِ بیاں زیادہ جاذب نظر اور قابل توجہ اور قابل تقلید ہو گا۔ نعتیہ ہائیکو کی روایت میں اضافے کے ساتھ ساتھ اس کا اسلوب بھی نکھرتا چلا جا رہا ہے۔ جدید دور کی نعتیہ شاعری میں ایک منفرد بات یہ ہے کہ اس نے اسلوب تازہ کو فروغ دیا ہے۔ نئے لب و لہجے اور نئے انداز میں تخلیقی اظہار کو اجاگر کیا ہے۔ اس طرح نعتیہ ہائیکو میں اسلوب کی نئی پرتیں سامنے آئی ہیں۔ غزلیہ رنگ کے ساتھ ساتھ شہر رسول ﷺ اور روضہ رسول ﷺ اور نامِ رسول ﷺ سے وابستگی اور عقیدت

کی روانی نے نعتیہ اسلوب کو سادہ اور رواں بنا دیا ہے۔ نعتیہ کلام میں بالیدگی تو ہے مگر پیچیدگی نہیں۔ شعرا کا اسلوب نکھرا ہوا ہے اور محبت سے بھرا ہوا ہے۔

طیبہ کیسا ہے

گوشہ گوشہ دیکھ آئے

جنت جیسا ہے

(بقا صدیقی، ص۱۰۸)

لطف تمہارا تمام

پیارے محمد ﷺ

مجھ پر بھی انعام

(آفتاب مضطر، نعتیہ شاعری میں ہئتی تجربے، ص۱۰۸)

نعتیہ ہائیکو میں تمثالی اسلوب بیاں بھی نظر آتا ہے۔ نعتیہ ہائیکو نگاری کرنے والوں نے روضہ رسول ﷺ مدینے کی گلیوں اور نسبتی معاملات کی نہایت دلکش اور فنکارانہ تمثالیں تخلیق کی ہیں جس سے ان شعرا کی تخلیقی صلاحیتوں کا جوہر سامنے آتا ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں دلکش اور متاثر کن تمثالیں ملاحظہ کریں:

جب وہ نازِ بشر شبِ اسریٰ

اپنی معراجِ انتہا پر تھا

عشق پر حُسن کی نوازش تھی

(محمد اقبال نجمی،، نعتیہ ہائیکو، ص۴۳)

ندرتِ خیال:

نعتیہ ہائیکو میں اسلوب بیاں کے ساتھ ساتھ ندرتِ خیال کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ خیالات و فکریات کو احساس جمال اور ندرتِ انداز کے ساتھ ہی تخلیقی فن پارہ کی شکل میں ڈھالتے ہیں۔ شاعری دل سے نکلنے والے احساسات کا سچا اظہار ہوتا ہے جسے خوب صورت انداز میں اور بھی خوب صورت بنایا جا سکتا ہے۔

وسعتِ خیال سے ندرتِ خیال پیدا ہوتی ہے جو جذبہ واحساس کو اور بھی نکھارتی چلی جاتی ہے۔ اعلیٰ خیالات کو جتنے نئے رنگ اور خوب صورتی سے تخلیق میں ڈھالا جائے گا۔ اس میں اتنی ہی خوب صورتی اور تاثیر پیدا ہو گی۔ نعتیہ ہائیکو میں بھی بہت سے شعرا نے ندرتِ خیال سے کام لیتے ہوئے مدحت مصطفی ﷺ کرتے ہوئے لفظوں کا چناؤ اور بر محل استعمال کیا ہے کہ نعت سرکار ﷺ اور بھی دلنشیں لگنے لگتی ہے، چند نعتیہ ہائیکو ملاحظہ کریں جن میں ندرت بیاں اور ندرتِ خیال واضح نظر آتی ہے:

ہو محمد ﷺ یا احمد و حامد
میری مشکل کے یہ ستارے ہیں
آپ ﷺ کے نام کتنے پیارے ہیں

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۲۴)

کلیاں مدحت کی
ڈالی ڈالی پھول بنیں
باغ رسالت ﷺ کی

(عزیز احسن، نعتیہ شاعری میں ہیئتی تجربے،
ص۱۰۹)

نعتیہ ہائیکو میں ندرتِ خیال اس لیے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیوں کہ مدحتِ مصطفیٰ ﷺ کا معاملہ ہے۔ موضوع ندرت بھرا ہے تو انداز اور بیان میں ندرت آمیزی میں کمی کیسے لائی جاسکتی ہے۔ یقیناً ندرت خیال کو زیادہ نکھارا جاسکتا ہے اور نعتیہ شعرا اس حوالے سے بھرپور کوشش ہیں اور بتدریج نعتیہ ہائیکو کے اسلوب بیاں اور ندرت آمیزی میں دلکش اضافہ کررہے ہیں۔

جدید طرز احساس:

جدید طرزِ احساس شعر وادب میں اہمیت کا حامل ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ عصری وسماجی شعور اور حالات وواقعات کی تبدیلی کے ساتھ تخلیق کاروں کا فکری وتخیلاتی رجحان بھی بدلتا ہے۔ جب فکری تبدیلیاں آتی ہیں اور لکھنے کے تقاضے بدلتے ہیں تو انداز بیاں اور زبان وبیاں میں تبدیلیاں آتی ہیں۔ عصر حاضر میں جہاں شعری منظرنامہ اور عصری شعور یکسر بدل چکا ہے وہیں شاعری کا طرز احساس اور سوچنے سمجھنے کا زاویہ نظر بھی بدل چکا ہے۔

نعتیہ ہائیکو نعت کی روایت میں نیا اضافہ ہے جہاں نعت گو شعرا نے اس ہیئت کو اپنایا ہے وہیں اظہار کی نئی طرز اور طرز احساس کو بھی اپنایا ہے۔ جدید طرز احساس روایت سے مختلف ہے۔ جذبہ کے احساس اور وقت اور ماحول کی سچی عکس کاری ہی بات پر اثر بنائی ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ سے اذن تکلم ملنے کے بعد ہی محبوب خدا کی مدحت سرائی ممکن ہے۔

آج کا عہد تلخ، مایوسی، بے عملی اور گداز موسموں کا منظرنامہ ہے۔ ایسے شعرا اپنی قلبی وارداتوں اور سرکار کی باریابی کی تمنا دل میں سجائے بزم سخن سجاتے ہیں اور حضور ﷺ کی رضا کی توقع وآرزو رکھتے ہیں۔ آج فروغ نعت کا دور ہے اور جدید دور کے نئے طور سے ہم آہنگ ہو کر مدحت مصطفیٰ ﷺ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ زندہ کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ جدید طرز احساس نئے شعرا کے لیے عقیدتوں اور محبتوں کے نئے در وا کر رہا ہے اور بہت سے نئے موضوعات میں جو نعت گوئی کے

لیے توجہ دلوا رہے ہیں صرف فکر بیدار عشق رسول ﷺ اور سچے وجدان وخیال کی ضرورت ہے۔ جدید طرزِ احساس کے حوالے سے نعتیہ ہائیکو توجہ طلب ہیں:

روشن رخشندہ

گہری کالی راتوں میں

اس کا نام "دیا"

(احمد صغیر صدیقی، نعت رنگ)

جب میری زندگی کی شام آئے

کچھ بھی لکھا نہ ہو جبیں پہ مری

بس تیرے نام کا ستارا ہو

(خاور اعجاز، زرد پتوں پر شبنم (ہائیکو)، دستاویز مطبوعات، لاہور، ص۶)

مندرجہ بالا ہائیکوز کے طرزِ احساس سے یہ بات واضح ہے کہ نعت گو شعرا نسبتی موضوعات سے ہٹ کر حضور ﷺ سے قلبی وارداتوں اور عقیدتوں کو زیادہ اہمیت دے رہے ہیں۔ وہ زندگی کی کامیابی اور ناکامی کو اسوہ حسنہ سے متصل کر کے اپنے آپ کو دوبارہ آپ ﷺ کی پیروی میں کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں۔ نئے شعرا کے نزدیک ہماری زندگی کے اجتماعی شعور میں جو کجیاں یا ناکامیاں ہیں وہ صرف آپ ﷺ سے دوری یعنی بے عملی کے سبب سے ہمیں اور یہ واپسی اسی وقت ممکن ہے جب ہم دربارہ آپ ﷺ کے اسوۃ کامل کو اپنی زندگیوں میں باطنی اور خارجی دونوں سطح پر اپنائیں گے۔ یہی جدید طرز احساس نعتیہ ہائیکو کے شعرا کے ہاں بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس حوالے سے محمد اقبال نجمی، خاور اعجاز، اقبال حیدر، احمد صغیر صدیقی، صبیح رحمانی اور مظفر وارثی وغیرہ نمایاں ہیں۔

زبان و بیان:

تخلیق کار کے لیے کچھ بھی تخلیق کرنا آسان ہوتا ہے اور مشکل بھی۔ اہم بات ہے کہ وہ کس طرح کے خیالات کے لیے کس طرح کے الفاظ استعمال کر رہا ہے، کن لوگوں سے مخاطب ہے اور اس کے عہد میں کس طرح کے الفاظ استعمال ہو رہے ہیں۔ جس تخلیق کار کو یہ بات سمجھ آجائے وہ اپنی انفرادیت کے سبب اپنی پہچان بنانے میں کامیاب رہتا ہے اور جو ایسا نہ کر سکے وہ وقت کے دھول میں گم ہو جاتا ہے، شاعری میں زبان و بیان کی اہمیت اور بھی دوچند ہو جاتی ہے۔ شاعری اندازِ بیاں اور اسلوبِ بیاں کا نام ہے۔ اعلیٰ خیالات اور اپنے دلی جذبات کو لفظوں کے حسنِ انتخاب اور آہنگ کے حسن ترتیب کے ساتھ بیان کرنا شاعری ہے۔ شاعری میں شاعر کی ہنر مندی یہ بھی ہے کہ وہ کسی موضوع یا خیال کے لیے اس کی مناسبت، عمدگی اور فنکاری سے لفظوں کا چناؤ کرے اور پھر انہیں شعری آہنگ میں موزوں کرے اور وہ بھی اسی طرح کے مطلوبہ خیال لفظوں کے ذریعے شعر میں منتقل ہو جائے۔

نعتیہ ہائیکو میں بھی شعرا نے لفظوں کی آبرو کا بہت خیال رکھا ہے۔ چوں کہ معاملہ نعتِ رسول مقبول ﷺ کا ہے۔ اس لیے اور بھی زیادہ احتیاط اور توجہ کی ضرورت پیش رہتی ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں شعرا نے منفرد اور دلکش مرکب اور تراکیب کا برتاؤ کیا۔ اس حوالے سے چند ہائیکوز ملاحظہ کریں۔

خاص پیمبر آپ ﷺ
شافع محشر کوئی نہیں
شافعِ محشر آپ ﷺ

(آفتاب منظر، نعتیہ ہائیکو میں ہئیتی تجربے، ص۱۰۸)

ہر فضیلت کا فیض تجھ سے ہے
ہر سعادت کا تو ہی منبع ہے
تیرا دنیا پہ دستِ رحمت ہے

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص۲۶)

بزم عالم کی آپ ﷺ سے زینت

چشمِ جاں میں ہے آپ ﷺ سے ٹھنڈک

باغِ جنت ہے آپ ﷺ سے جنت

(محمد اقبال نجمی، ایضاً، ص ۹۴)

مندرجہ ہائیکوز میں شافع محشر، دستِ رحمت، بزم عالم، چشم جاں اور باغِ جنت جیسے دلکش اور صوتی آہنگ سے لبریز مرکبات کا استعمال نظر آتا ہے۔ لفظوں کا صوتی تکرار بھی جسے مندرجہ آخری ہائیکو میں (جنت) کا دوبار استعمال شعری ہنر مندی کی دلیل ہے اور وہ ایسے سننے والے کو بھلا لگے۔

نعتیہ ہائیکوز میں شعرا نے لفظوں کے دلکش اور جمالیاتی تکرار، صوتی آہنگ اور قافیہ بندی کو شعوری طور پر برتا ہے۔ اس طرح ہائیکو میں زبان و بیاں کو شعرا نے اہمیت دی ہے جو ان کی فنی بالیدگی اور شعری ہنر مندی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جدید نعتیہ ہائیکو نگار شعرا کے ہاں جدید حیثیت اور نئی سوچ کو نئے لفظوں اور مرکبات کے ذریعے شاعری میں ڈھالا جا رہا ہے۔ ان شعرا کی بڑی خوبی یہ ہے کہ لفظی خیال کو شعری پیکر میں ڈھالنے کے لیے شاعری کی بھرپور مدد کرتے ہیں۔ جب کہ قاری کو معنی کی تلاش میں بھول بھلیوں میں نہیں گزرنا پڑتا۔

نعتیہ ہائیکو میں عمدہ الفاظ کا استعمال خصوصاً ایسے الفاظ جو شان مصطفیٰ ﷺ بیان کرنے کے لیے موزوں سمجھے جائیں اور شانِ رسول ﷺ بیان کرنے میں عمدگی اور ندرت سے معاون ثابت ہوں، یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ نعتیہ ہائیکو میں زبان و بیاں کی مناسبت کے اعتبار سے خاصا خیال رکھا گیا ہے۔

تشبیہات:

عِلم بیان کا استعمال شاعرانہ ہنر جو شاعر کی شاعری پر دال ہے۔ اگر شاعر علم بیان کا عمدہ استعمال کرتا ہے تو اسے اپنی اِس ہنر مندی کے سبب داد و تحسین بھی ملتی ہے اور دیگر شعرا میں انفرادیت اور برتری بھی

میسر آتی ہے۔ تشبیہ اردو شاعری کی روایات سب سے زیادہ استعمال ہونے والا ہنر کہا جا سکتا ہے شاعری کی کوئی بھی صنف ہو تشبیہ کا استعمال ضرور نظر آئے گا۔ غزل ہو نظم، ہر صنفِ سخن میں اس کا استعمال کثرت سے دیکھا جا سکتا ہے۔

اردو نعتیہ ہائیکو میں تشبیہات کا استعمال دیکھنے سے یہ ضروری ہے کہ تشبیہ کی تعریف کا جائزہ لے لیا جائے۔ علم بیان کی رو سے ڈاکٹر مزمل حسین تشبیہ کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں:

"علم بیان کی اصطلاح میں کسی چیز کو کسی خاص وصف (اچھی یا بری) کے اعتبار سے دوسری چیز کے مانند قرار دینا تشبیہ کہلاتا ہے۔ لیکن دوسری چیز میں پہلی چیز کے مقابلے میں یہ صفت مسلمہ طور پر زیادہ جامع صورت میں موجود ہو"۳

نعتیہ ہائیکو نگاری میں بھی شعرا نے نہایت دلکش پیرائے میں تشبیہات کا استعمال کیا ہے۔ تشبیہ کے ذریعے شاعر خیال کی معنویت زیادہ عمدہ اور بہتر طریقے سے سمجھانے میں کامیاب رہتا ہے۔ نعتیہ ہائیکوز میں تشبیہ کی بہت سی مثالیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ کچھ مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

طیبہ کیسا ہے
گوشہ گوشہ دیکھ آئے
جنت جیسا ہے

(بقا صدیقی، نعتیہ شاعری میں ہیئتی تجربے، ص۱۰۸)

یوں روح میں اترتی ہے تیرے نام کی خوشبو
جیسے کسی جنگل میں مہکتی چلی جائے
برسات میں اِک بھیگی ہوئی شام کی خوشبو

(نسیم سحر، نعت نگینے، ص۲۱۳)

مندرجہ بالا ہائیکوز میں شعرا نے ہنر مندی اور فنی بالیدگی کا اظہار کرتے ہوئے دیدہ زیب تشبیہات کا عمدہ استعمال کیا ہے۔ شاعر نے شہر رسول ﷺ کو جنت سے تشبیہ دی ہے اور ہنر مندی سے دلیل بھی دی ہے کہ گوشہ گوشہ دیکھا ہے اور بالکل درست تشبیہ دی گئی ہے۔ اس میں شاعر کی شہر رسول ﷺ سے محبت اور عقیدت عیاں ہوتی ہے۔ اس طرح دوسرے ہائیکو میں شاعر نے نہایت دلکش اور محبت بھرے انداز میں نامِ محمد ﷺ کی خوشبوں کو برسات کی بھیگی ہوئی شام کی خوشبو سے تشبیہ دی ہے۔ اس دلکش پیرائے اور شاعر کے سلیقے سے عشقِ نبی ﷺ کی خوشبو شاعر کے باطن میں آسانی سے محسوس کی جاسکتی ہے۔

نعتیہ ہائیکوز میں جدید حساسیت اور طرز احساس رکھنے والے نعت گو شعرا نے منفرد اور اچھوتے انداز میں تشبیہوں سے کام لیا ہے۔ شاعری سلیقے کا نام ہے اور جب بات نعتیہ شاعری کی ہو تو سلیقے کے ساتھ ساتھ عقیدت، خلوص، محبت اور احتیاط شامل ہو جاتی ہے۔ تشبیہ کا ہنر مندی اور فنی پختگی کے ساتھ نعتیہ ہائیکوز میں استعمال کیا گیا ہے۔ بہت سے نئے ہائیکو نگار خوب صورتی کے ساتھ تشبیہات نعتیہ ہائیکوز میں برتی ہیں۔ ہائیکوز کی مثالیں ملاحظہ کریں۔

جگ مگ چاروں اور
چاندنی جیسے قول ترے سب
سونے جیسے طور

(احمد صغیر صدیقی، نعت رنگ، ص ۳۴۸)

مندرجہ بالا ہائیکو میں شاعر نے نہایت اچھوتے اور صوتی آہنگ کا خیال رکھتے ہوئے نعتیہ تشبیہ سے کام لیا ہے۔ شاعر نبی اکرم ﷺ کے اقوال کی چمک دمک اور اہمیت کو چاندنی کی سفیدی سے تشبیہ دی ہے ۔کیوں کہ حضور ﷺ کے اقوال اور افعال بے مثال ہیں۔ ان میں نورانی کشش اور تاثیر ہے کہ ہر چیز اور ہر

شخص کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یہ شاعر کی فن کارانہ مہارت ہے کہ اس نے حضور ﷺ کے سنہری اقوال کو چاندنی سے تشبیہ دی ہے۔

نعتیہ ہائیکوز میں تشبیہات کا عمدہ استعمال ہائیکو کی فنی بالیدگی اور شعری رنگ وروپ کو نکھارنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تشبیہ علم بیان کی نہایت اہم شعری خوبی جو شعر کے حسن کو نکھارتی ہے۔ نعتیہ ہائیکوز میں شعرانے اچھوتی اور دلکش تشبیہوں سے ہائیکو کے فنی اظہار میں نکھار پیدا کیاہے اور نعتیہ ہائیکو میں فنی وسعت اور تشبیہ کے عمدہ استعمال سے نعتیہ ہائیکو کو نمایاں کیا ہے۔ تشبیہات کی اہمیت نعت گوئی خصوصاً نعتیہ ہائیکوز میں نہایت واضح ہے۔

استعارات:

نعتیہ ہائیکوز کی فنی ہنر مندی اور فنی خوبی کے طور پر استعارہ بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ علم بیان کی نمایاں خوبی استعارہ، شعری سلیقے اور ہنر مندی کے طور پر اپنی بھرپور شناخت رکھتاہے۔ استعارہ کے لغوی کے معنی ادھار لینا کے ہیں مگر علم بیان کی رو سے اس کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر مزمل حسین رقمطراز ہیں۔

> "علم بیان کی اصطلاح میں استعارہ اس لفظ کو کہتے ہیں جو حقیقی معنوں کے بجائے غیر حقیقی یا مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق پایا جائے یعنی الفاظ کے حقیقی معنی کا لباس عاریتاً لے کر مجازی معنوں کو پہچاننے کا نام ہے۔"۴

استعارہ کی بنیاد بھی تشبیہ پر ہوتی ہے کیوں کہ اس میں بھی ایک شے بول کر دوسری شے مراد لی جاتی ہے اور ان دونوں اشیا میں تشبیہ کا علاقہ پایا جاتاہے۔ نعتیہ ہائیکوز میں نہایت بلیغ اور جدت آمیز استعارے ملتے ہیں جو نعتیہ ہائیکو کو نکھارنے اور سنوارنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ نعتیہ کلام چونکہ احتیاط اور احترام کا متقاضی ہے۔ شعرا کو نہایت سلیقے ،ہنر مندی اور شاعرانہ فنکاری کے ساتھ

تشبیہات اور استعارات سے کام لینا پڑتا ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں بھی جدید طرزِ احساس اور محبتِ رسول ﷺ سے سرشار شعرا نے نعتیہ ہائیکوز میں فنی بالیدگی اور تشبیہات و استعارات کا منفرد استعمال کیا ہے۔ نعتیہ ہائیکوز کی کچھ مثالیں ملاحظہ کریں۔

جن کے آنے سے عزتیں پائیں
جن سے دنیا کی رونقیں قائم
اُن کو جانِ بہار کہنے دو

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۶۰)

وہ انسانیت کا چمکتا نصیب
بدی کا تصور مٹاتا ہوا
خلوص و وفا، نیکیوں کا نقیب

(علم صبا نویدی، نعت رنگ، ص ۷۷)

تو کہ اک آفتاب روشن ہے
اس جہاں کو مٹھاس دیتا ہے
نور تیرا ہے سارے عالم میں

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۴۲)

مندرجہ بالا ہائیکوز میں شعرا نے نہایت منفرد اور اچھوتے انداز میں استعارات کا استعمال کیا ہے۔ شعرا نے عقیدت و خلوص اور نعت رسول ﷺ کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بر محل اور موزوں استعارات استعمال کیے ہیں۔

استعارات کا شاعرانہ استعمال شاعر کا امتیاز اور فنکارانہ خوبی ہوتی ہے اور جب بات سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذات کی ہو تو اُن ﷺ کی شایانِ شان اسعارات کالانا سورج کو آئینہ دکھانے کے مترادف ہے۔ نعتیہ اشعار میں استعاروں کے استعمال کی حسن بیان اور ہنر کی خوبی کہہ سکتے ہیں۔ استعارہ کا عمدہ، برجستہ اور موزوں استعمال نعتیہ ہائیکوز کی عمدگی، شعریت اور معنویت کو نمایاں کرتا ہے۔ شعری فکر کے ساتھ ساتھ نعتیہ ہائیکوز کی فنی بالیدگی اور خوبیاں بھی اجاگر ہوتی ہیں۔ نعتیہ ہائیکوز میں فنی ہنر مندی کی کچھ اور مثالیں ملاحظہ کریں۔

سانسوں کی دور

نور اور رشتوں کی بید

اُن کے ہاتھوں میں

(علیم صبانویدی، ص۱۰۸)

روشن رخشندہ

گہری کالی راتوں میں

اس کا نام "دیا"

(احمد صغیر صدیقی، نعت رنگ)

مندرجہ بالا ہائیکوز میں بھی دلچسپ اور خلوص، عقیدت سے بھرپور استعاروں کا استعمال نظر آتا ہے۔ مندرجہ بالا ہائیکوز میں علم و فن کا جلوس، نگاہوں کا نور، سراپا تجلی اور سراپا خلوص جیسے بامعنی استعارے استعمال کیے گئے ہیں۔ شاعری میں دلکش تشبیہات و استعارات ہی اسے نمایاں اور اجاگر کرتے ہیں۔ کائنات کا سارا حسن محبوبِ خدا ﷺ کا صدقہ ہے۔ آپ ﷺ کی ذات بے مثال ہے مگر شعرا شعری کائنات کو خوب صورت بنانے کے لیے عشقِ رسالت سے مذین اشعار صفحہ قرطاس پر اتارتے ہیں تو حرف و صوت اس

کو نکھارنے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ شعرا تشبیہات و استعارات سے بھرپور کام لیتے ہیں اور پر تاثیر، تشبیہات و استعارات کی بازیابی نعتیہ شعرا کو بارگاہِ رسالت ﷺ میں سرخرو کرواتی ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں نعت گو شعرا نے پوری نفاست، عقیدت اور ہنر مندی کے ساتھ ہائیکو میں استعارات کا استعمال کیا ہے۔ انھوں نے احساسِ فکر، ندرتِ خیال اور فنی بالیدگی کے امتزاج کو بہت اہمیت دی ہے۔ نعتیہ ہائیکو کے فن کو نکھارنے میں علم بیان خصوصاً تشبیہات و استعارات کا بھرپور عمل دخل ہے۔

مجاز مرسل:

علم بیان کی ایک نمایاں خوبی مجاز مرسل بھی ہے۔ مجاز مرسل کا استعمال بھی شاعری میں نمایاں نظر آتا ہے۔ تشبیہات و استعارات ہوں یا مجاز مرسل و کنایہ تمام ہنر ہی شاعری کو نکھارتے ہیں اور معنویت میں حسن پیدا کرتے ہیں۔ نعتیہ ہائیکو نگار شعرا کے ہاں علامتوں اور علم بیان کی خوبی کا انتہائی فنکارانہ اور ہنر کارانہ استعمال نظر آتا ہے۔ ان کے ہاں مجاز مرسل کا استعمال بھی ملتا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر مزمل حسین رقمطراز ہیں۔

"یہ وہ لفظ ہے جو اپنے حقیقی معنوں کی بجائے غیر حقیقی یا مجازی معنوں میں استعمال ہو اور حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہات کے سوا کوئی علاقہ ہو"۵

نعتیہ ہائیکوز میں مجاز مرسل کا استعمال نہایت ہنر مندی اور عقیدت کے ساتھ ہوا ہے۔ شعرا نے اس بات کا خاص خیال رکھا ہے فنی خوبی کا استعمال کرتے ہوئے ندرت خیال متاثر نہ ہو کیوں کہ معاملہ مدحتِ رسول ﷺ کا ہے۔ نعتیہ ہائیکوز میں مجاز مرسل کی مثالیں ملاحظہ کریں۔

تِرے کلمے سے ہی مرے آقا
بزم ہستی کی نبض چلتی ہے
زندگی کا شعور ملتا ہے

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۷۵)

شمہکی ہیں راہیں

پھیلی ہوئی ہیں طیبہ میں

خوشبو کی بانہیں

(صبیح رحمانی، نعت رنگ، ص ۸۲)

مندرجہ بالا ہائیکوز میں شعرا نے اپنی ہنر مندی اور لفظوں کے استعمال کا واضح ثبوت دیا ہے۔ شعرا نے مجاز مرسل کا نہایت کا نہایت ہنر مندانہ اور فنی چابک دستی پر مبنی استعمال کیا ہے۔ بزم ہستی کی نبض چلنا اور خوشبو کا طیبہ میں پھیلنا وغیرہ انتہائی دلکش مجاز مرسل کی مثالیں ہیں۔ مجاز مرسل کی خوبی نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ مجاز مرسل کی مختلف تعریفیں ملتی ہے ں ابو الاعجاز حفیظ صدیقی مجاز مرسل کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں۔

"علم بیان کی اصطلاح میں جو لفظ سوائے معنی، موضوع کئی کے اور معنی میں استعمال ہو اور وہاں کوئی قرینہ ایسا پایا جائے جو حقیقی معنی مراد لینے سے مخاطب کو روک دے اور ان دونوں معنوں میں کوئی علاقہ سوائے علاقہ تشبیہ کے ہو۔ اس کو مجاز مرسل کہتے ہیں۔"٦

کنایہ:

کنایہ کی شعری خوبی بھی اہمیت کی حامل ہے۔ علم بیان کی نمایاں خوبیوں میں سے ایک خوبی کنایہ بھی ہے۔ کنایہ کے لغوی معنی ہیں پوشیدہ بات کہنا۔ کنایہ اس لفظ کو کہتے ہیں جو اپنے معنی موضوع میں معروف و مستعمل ہو لیکن مقصد وہ معنی نہ ہوں بلکہ دوسرے معنی ہوں۔ اس طرح کنایہ کی تعریف کرتے ہوئے ابو الاعجاز حفیظ صدیقی رقمطراز ہیں۔

کنایہ "علم بیان کی اصطلاح میں کنایہ سے مراد ہے وہ لفظ جس کے حقیقی معنی مراد ہوں بلکہ معنی غیر حقیقی (مجازی معنی) مراد ہوں لیکن معنی حقیقی مراد رکھیں تو بھی جائز ہو کیوں کہ اس صورت میں بھی ذہن معنی غیر حقیقی تک جو مراد ہیں منتقل ہو جاتا ہے۔"۷

کنایہ کا استعمال نعتیہ ہائیکو میں بھی نظر آتا ہے۔ نعت گو شعرا نے ہنر مندی اور فنکارانہ صلاحیتوں کے ساتھ کنایہ کو ہائیکوز میں برتا ہے۔ کچھ ہائیکوز ملاحظہ کریں۔

باغ امکاں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دم سے
زندگی کا لباس پہنا ہے
تازگی کی بہار دیکھی ہے

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۴۷)

ہونٹ مہکتے ہیں
اس نام کی خوشبو سے
حرف پگھلتے ہیں

(احمد صغیر صدیقی، نعتیہ شاعری میں ہئتی تجربے، ص ۱۰۸)

کنایہ کا عمدہ استعمال شعر کو نکھارتا ہے اور شاعری رمزیت کی خوبی کو نمایاں کرتا ہے جو شعری معنویت میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ علم بیان کا ہنر جتنا شاعر کے کلام میں عمدگی سے استعمال ہو گا اتنا ہی شاعری نکھرتی چلی جائے گی۔ کنایہ کے حوالے سے ایک اور مثال ملاحظہ کریں۔

خشک ہونے نہ دو پسینے کو

اور مزدور کو کرو فارغ

تیری باتیں ہیں کس قدر اچھی

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۷۴)

چار سو ظلمتوں کی آندھی تھی

ہر طرف تیرگی کا پہرہ تھا

آپ آئے تو روشنی آئی

(رضی الدین رضی، نعت رنگ، ص ۸۰)

کنایہ شعری محاسن میں سب سے پیچیدہ اور ہنر کاری کا متقاضی ہنر ہے جو صحیح معنوں میں شاعر کی صلاحیتوں کو باور کرواتا ہے۔

صنعتوں کا استعمال:

اردو شاعری کی روایت میں علم بیان کے ساتھ ساتھ علم بدیع کا استعمال بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ صنائع بدائع کا استعمال سخنوری کو نکھارتا بھی ہے اور زبان و بیان کے تجربات کی صورت فنی حوالوں سے شناخت بھی قائم کرتا ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں بھی شعرا نے مختلف صنعتوں کا استعمال نہایت ہنر مندی اور شعری صلاحیتوں کے ساتھ کیا ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں مختلف صنعتیں برتی گئی ہیں۔

صنعت تضاد:

صنعتِ تضاد اردو کی ایک مقبول اور اہمیت کی حامل صنعت ہے جو تقریباً تمام اصنافِ شعری میں شعرا نے استعمال کی ہے۔ صنعتِ تضاد کی تعریف پروفیسر انور جمال نے کچھ ان الفاظ میں کی ہے۔

"جب کلام میں ایسے الفاظ لائے جائیں جو معنی کے لحاظ سے ایک دوسرے کی ضد ہوں ۔ صنعت تضاد کہلاتی ہے یہ ایک شعری صنعت ہے۔ ادبی اعتبار سے تضاد کلام کا ایسا حسن ہے جو متضاد الفاظ کے کلام سے پیدا ہوتا ہے۔"۸

تضاد دراصل ایک ایسی صنعت ہے جو لفظوں کا الٹ پھیر ہے اور نسبتاً ایک عام فہم اور سادہ صنعت ہے جس میں کوئی ابہام یا پیچیدگی نظر نہیں آتی یہی سبب ہے کہ شعرا نے اس صنعت کا استعمال اپنے کلام میں برملا کیا ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں بھی شعرا نے صنعتِ تضاد کا استعمال نہایت عمدگی اور فہم و فراست سے کیا ہے۔ نعت گوئی کی روایت میں مدح سرائی اور مدحت رسول ﷺ کرتے ہوئے شعرا نے صنعتوں کا بھرپور استعمال ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں صنعتِ تضاد کا استعمال ملاحظہ کریں۔

دل میں کتنے سوال اٹھتے ہیں
دل میں جتنے سوال اٹھتے ہیں
تیرا اُسوہ جواب ہے سب کا

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص۷۵)

گونجے صبح و شام
ازل ابد کے گنبد میں
میرے نبی ﷺ کا نام

(اقبال حیدر، نعتیہ شاعری میں ہئیتی تجربے، ص۱۰۹)

مندرجہ بالا ہائیکوز اقبال نجمی اور اقبال حیدر نے دلکش انداز میں صنعتِ تضاد کا استعمال کیا ہے۔ پہلے ہائیکو میں سوال جواب کی تضاد اور دوسرے میں صبح وشام کے تضاد سے حسن پیدا کیا گیا ہے۔ صنعتِ تضاد کو تطبیق، تقابل ضدین یا متضاد بھی کہتے ہیں۔ ڈاکٹر مزمل حسین نے اس کی تعریف کچھ یوں کی ہے:

اصطلاح میں کلام میں دو ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو معنی کے لحاظ سے ایک دوسرے کی ضد ہوں۔۹

صنعتِ تضاد نعتیہ ہائیکوز میں فنی ہنر اور فنی چابکدستی کے ساتھ استعمال کی گئی ہیں۔ صنعتِ تضاد جہاں شعری حسن کو نکھارتی ہے۔ معنویت کو بھی بڑھاتی ہے، کچھ اور نعتیہ شعرا نے بھی اس صنعت کو برتا ہے۔ چند نعتیہ ہائیکوز ملاحظہ کریں۔

تیری رحمت کا نور پھیلا ہے
کو بکو ہے تیرا ذکر جاری
پاس تو ہے تو دُور بھی ہے

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص ۶۴)

زیست کیسے شکست کھائے گی
موت مجھ کو سلام کرتی ہے
میں محمد ﷺ کا امتی ٹھہرا

(اختر شمار، نعت رنگ، ص ۸۰)

مندرجہ ہائیکوز میں شعرا نے پاس، دور اور زیست، موت کے تضاد کے ذریعے شعری حسن پیدا کیا ہے۔ شعر میں فکری پختگی کے ساتھ ساتھ فنی بالیدگی پیدا کرنا شاعر کی صلاحیتوں پر انحصار کرتا ہے۔ اگر شاعر

شعری محاسن کو برتنے کا فن جانتا ہے اور شاعرانہ صلاحیت بھی غیر معمولی ہے تو پھر وہ شاعر غیر معمولی تخلیقی اظہار کر سکتا ہے اور شعری فنی محاسن کے استعمال سے تخلیق معنوی خوبیوں میں اضافے کا باعث بن سکتا ہے۔ نعتیہ ہائیکوز میں بھی نعت گو شعرانے اپنی خوبیوں اور شعری ہنر مندی سے صنعتِ تضاد کو استعمال کر کے اس کی اہمیت واضح کر دی ہے۔

وہ آقا ﷺ میں غلام

میرے لیے اسم اعظم

اُن ﷺ کا مبارک نام

(اقبال حیدر، لاریب، ص)

مراعاۃ النظیر:

نعتیہ شاعری میں علم بدیع کی نمایاں خوبی صنعتِ مراعاۃ النظیر بھی ہے۔ صنعتِ مراعاۃ النظیر کا استعمال اردو شعری روایت میں اپنی الگ پہچان رکھتا ہے۔ صنعتِ مراعاۃ النظیر سے مراد شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال ہے جن کے درمیان تضاد کے علاوہ کوئی اور نسبت ہو۔ ڈاکٹر مزمل حسین کے نزدیک:

"کلام میں چند ایسی چیزوں کا ذکر کرنا جس میں تضاد کے سوا کسی قسم کی مناسبت ہو"۱۰

اردو شاعری میں اس صنعت کا استعمال کثرت سے ملتا ہے۔ نعتیہ ہائیکوز میں اس صنعت کا استعمال نہایت عمدگی اور نفساست سے کیا گیا ہے کیوں کہ حضور اکرم ﷺ کا ذکرِ جمیل اور اوصاف حمیدہ کے استعارے اور نسبتی استعارے اور علامتیں بھی احتیاط کی متقاضی ہیں۔ اس لیے نعت گو شعرانے نہایت دلکش اور فنی خوبیوں کو بروئے کار لائے ہوئے نعتیہ ہائیکوز میں صنعتِ مراعاۃ النظیر کا استعمال کیا ہے۔ چند نعتیہ ہائیکوز ملاحظہ کریں۔

سب سے اونچا مقام

ہر مسجد سے پانچوں وقت

گونجے ان ﷺ کا نام

(اقبال حیدر، لاریب، ص)

کلیاں مدحت کی

ڈالی ڈالی پھول بنیں

باغ رسالت کی

(عزیز احسن، نعتیہ شاعری میں ہئتی تجرب، ص۱۰۹)

مندرجہ بالا ہائیکوز میں نہایت خوبصورت صنعِت مراۃ النظیر کا نہایت دلکش اور عمدہ استعمال ملتا ہے۔ شعرا نے احسن انداز میں شعری حسن میں اضافہ کیا ہے۔ پہلے ہائیکو میں گلشن کی نسبت سے پھول اور تیسرے ہائیکو میں باغ رسالت کی مناسبت سے ڈالی ڈالی پھول اور کلیوں کے ذکر کے ذریعے صنعتِ مراعاۃ النظیر کا عمدہ استعمال کیا گیا ہے۔

مراعاۃ النظیر انتہائی ہنر مندی اور لفظی فنکاری کی صنعت ہے۔ اردو شاعری میں صنعت مراۃ النظیر تقریباً تمام اصنافِ شعری میں برتی جاتی ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں اس صنعت کا استعمال نہایت کثرت سے کیا گیا ہے۔ نعتیہ کلام کو نمایاں کرنے، مدحتِ رسول ﷺ اور شعریت کو نکھارنے میں اس صنعت سے فنکاری کے ساتھ کام لیا گیا۔ مراعاۃ النظیر علم بدیع کا نمایاں وصف ہے۔ علم بدائع میں یہ صنعت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ نعتیہ ہائیکو نگاروں نے بھی مراعاۃ النظیر کا عمدہ اور ہنر مندانہ استعمال کیا ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں صنعتِ مراعاۃ النظیر کی کچھ اور مثالیں ملاحظہ کریں۔

خاک جس کی ہے آنکھ کا سرمہ
جس پہ جنت بھی رشک کرتی ہے
میرے آقا وہ شہر تیرا ہے

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص۱۰۸)

تیری توصیف سارے گلشن کرتے ہیں
پھول کرتے ہیں اپنی خوشبو سے
بات پھولوں کی خود سنی میں نے

(محمد اقبال نجمی، آپؐ کی باتیں، ص۱۰۸)

صنعتِ حسن تعلیل:

صنعتِ حسن تعلیل کا شمار بھی علم بدیع کے اہم محسنات شعری میں ہوتا ہے۔ صنعتِ حسن تعلیل کی تعریف ڈاکٹر مزمل حسین نے کچھ یوں کی ہے۔

"صنعتِ حسن تعلیل کی تعریف سے کسی ایسی بات کی ایسی علت یا سبب بیان کرنا مراد ہے جو اس کی اصل علت یا وجہ یا سبب تو نہ ہو لیکن اس طرح بیان میں آئے کہ اس سے کلام میں کوئی شاعرانہ خوبی پیدا ہو جائے اور اسے پڑھ کر یا سن کر لطف آئے کہ اس سے کلام میں کوئی خلل نہ ہو اور قاری یا سامع حظ اٹھائے"۱۱

صنعتِ حسن تعلیل کی مثالیں ملاحظہ کریں۔

تُو کہ اِک آفتابِ روشن ہے
اس جہاں کو مٹھاس دیتا ہے
نور تیرا ہے سارے عالم میں

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص۴۲)

تیرا اسوہ کلید ہے ایسی

حل کرے جو بشر کی مشکل کو

ہر زمانے میں رہنما بن کر

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص۴۶)

مندرجہ بالا اشعار میں شاعر نے نہایت نفاست اور معنوی ہنر مندی کا بھرپور استعمال کیا ہے۔ کائنات میں اُس رب العزت کی رحمتوں اور محبتوں کے جلوے بکھرے ہوئے ہیں لیکن اپنی نعمتوں اور کرشموں سے دنیا کو سجایا ہے مگر شاعر نے نہایت دلچسپ وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ کائنات میں مٹھاس اور لذت آپ ﷺ کے سبب سے ہے اس طرح سورج کی روشنی کائنات کو منور کرتی ہے مگر شاعر نے آپ ﷺ کو بھی روشن سورج کہا ہے یہ وجہ پڑھنے والے کو محبت اور عقیدت کے بعث اچھی لگتی ہے۔ اس طرح دوسرے نعتیہ ہائیکوز میں بھی شاعر نے عمدہ صنعت حسن تعلیل سے کام لیا ہے۔ اس کی ذات انسان کی مشکلات حل کرنے والی اور آسانیاں پیدا کرنے والی ذات ہے۔ شاعر نے نہایت دلچسپ وجہ بتاتے ہوئے کہا ہے کہ آپ ﷺ کا اسوہ یعنی آپ ﷺ کی سیرت جو انسانیت کی مشکلات کو حل کرنے کا درسِ عمل دیتی ہے۔

صنعتِ حسنِ تعلیل کا استعمال نعتیہ ہائیکو میں نہایت فنکاری اور ہنر مندی کا استعمال کیا ہے۔ حسنِ تعلیل کے حوالے کچھ اور مثالیں ملاحظہ کریں۔

صنعتِ تلمیح:

تلمیح کا استعمال شاعری میں بہت کثرت سے ملتا ہے۔ تلمیح نہایت اہم شعری محاسن میں سے ہے جو دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔ مختصر لفظ یا الفاظ کے ذریعے اہم واقعہ کو بیان کر دیا جاتا ہے۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی نے تلمیح کی تعریف کچھ اس انداز میں کی ہے۔

"زبان کے ابتدائی دور میں چھوٹے چھوٹے سادہ خیالات اور معمولی چیزوں کے بتانے کے لیے الفاظ بنائے گئے تھے۔ رفتہ رفتہ انسان نے ترقی کا قلم اور آگے بڑھایا، لمبے لمبے قصوں اور واقعات و حالات کی طرف خاص خاص لفظوں کے ذریعے اشارے ہونے لگے۔ جہاں وہ الفاظ زبان پر آئے وہ قصے، وہ واقعے آنکھوں کے سامنے پھر گئے ایسا ہر اشارہ تلمیح کہلاتا ہے"۱۲

نعتیہ ہائیکو میں بھی شعرا نے صنعتِ تلمیح سے بھرپور کام لیا ہے۔ تلمیح نہایت اہم شعری خوبی ہے جو نہایت واقعہ کو ایک دو لفظوں میں بیان کر دیتی ہے۔ نعتیہ ہائیکو نگاروں نے بھی صنعتِ تلمیح سے فنکارانہ کام لیا ہے۔ کچھ تلمیحاتی نعتیہ ہائیکوز ملاحظہ کریں۔

جب وہ معراج کی گھڑی آئی
نکہت و نور کی ہوئی بارش
عشق نے حُسن کی عبادت کی

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص۸۶)

جب وہ نازِ بشر شبِ اسریٰ
اپنی معراج انتہا پر تھا
عشق پر حسن کی نوازش تھی

(محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، ص۴۳)

اعجاز نبی ﷺ کا ہے
سنگ پکار اٹھا
انداز نبی ﷺ کا ہے

(محمد اقبال نجمی، آپؐ کی باتیں، ص۱۰۸)

صنعتِ تلمیح شاعری کو نکھارتی اور معنویت کو اجاگر کرتی ہے اور اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تلمیح کا استعمال شاعر کی ہنر مندی اور شاعرانہ صلاحیت پر بھی انحصار کرتی ہے۔ مندرجہ بالا ہائیکوز میں واقعہ معراج اور ناقہ اسریٰ کی معروف تلمیحات استعمال کی گئی ہیں۔ حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے اور بار گاہِ الٰہی میں محبوبِ خدا ﷺ تشریف لے گئے۔

ہیئتی تجربات:

نعتیہ ہائیکو نگاری کی روایت جہاں فکری سطح پر اہمیت کی حامل ہے وہیں فنی سطح پر بھی قابل توجہ ہے۔ہائیکو نگاری کی روایت اردو میں تراجم کے ذریعے پہنچی۔ہائیکو میں ہیئت کے مختلف تجربات کیے گئے۔ہائیکو کے تین مصرعے مروج ہیں۔ہائیکو ماہیے کے انداز میں لکھے گئے ہائیکو کے تین مصرعوں میں ۵، ۷، ۵ کی ترتیب کے ساتھ سترہ ارکان رائج ہیں۔اُردو ہائیکو نگاری میں اس میں کمی بیشی بھی کی گئی ہے۔اس طرح ۵، ۵، ۳، ۵ کی ترتیب کے ساتھ بھی ہائیکو لکھے گئے ہیں۔ہائیکو کی ہیئت میں ایجاز واختصار اور کفایت لفظی ہی کی نمایاں خوبی ہے۔سترہ ارکان ویسے بھی کم ہیں اس کے ساتھ ساتھ سترہ ارکان کو کم سے کم الفاظ میں استعمال کرنے کو خوبی سمجھا جاتا ہے۔ہائیکو میں ماہیا اور بیت کے قریب تر سمجھا جاتا ہے۔

نعتیہ ہائیکو میں بھی ہیئت کے تجربات دیکھنے کو ملتے ہیں۔محمد امین، محمد اقبال نجمی، نصیر احمد ناصر، احمد صغیر صدیقی اور نسیم سحر نے ہائیکو میں ہیئتی تجربات کو اہمیت دی۔ہائیکو میں مصرعوں کی تعداد تین ہی برتی گئی ہے مگر ارکان کی تعداد میں کمی بیشی کی گئی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ماہ نامہ "نعت"،لاہور،اگست / ستمبر ۱۹۹۸ء، ص:۵۸

۲۔ حوالہ:ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع ۱۹۸۵ء، ص:۱۳

۳۔ مزمل حسین،ڈاکٹر،اردو میں علم بیان اور علم بدیع کے مباحث، مجلس ترقی ادب،لاہور، ص:۸۳

۴۔ مزمل حسین،ڈاکٹر،اردو میں علم بیان اور علم بدیع کے مباحث، مجلس ترقی ادب،لاہور، ص:۹۷

۵۔ مزمل حسین،ڈاکٹر،اردو میں علم بیان اور علم بدیع کے مباحث، مجلس ترقی ادب،لاہور، ص:۱۰۴

۶۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، طبع ۱۹۹۵ء، ص:۱۶۷

۷۔ ایضاً، ص:۱۵۲

۸۔ انور جمال، پروفیسر، ادبی اصطلاحات، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، ۲۰۱۵ء، ص:۷۵

۹۔ مزمل حسین،ڈاکٹر،اردو میں علم بیان اور علم بدیع کے مباحث، مجلس ترقی ادب،لاہور، ص:۱۸۴

۱۰۔ ایضاً، ص:۱۹۰

۱۱۔ ایضاً، ص:۱۹۹

۱۲۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، طبع ۱۹۹۵ء، ص:۴۷

باب پنجم

مجموعی جائزہ

ہائیکو جاپانی صنفِ ادب ہے جو مختلف زبانوں میں بھی رائج ہوئی۔ اردو شاعری میں ہائیکو اپنی مقبولیت اور اختصار کی خوبی کے سبب جگہ بنانے میں بھی کامیاب رہی۔ مختصر نظم جو تین مصرعوں پر مشتمل ہو اور پانچ، سات، پانچ کے وزن پر مصرعوں کے اشتراک سے تشکیل پاتی ہو۔ اردو شاعری میں اس صنف سخن کا آغاز تراجم سے ہوا۔ ۶۰ اور ۷۰ کی دہائی میں جاپانی ہائیکو کے تراجم اردو میں رواج پانے لگے۔ اہم ترجمہ نگار شعرا میں ظفر اقبال، فضل حق قریشی، علی ظہیر، عزیز تمنائی، محمد امین، عبدالعزیز خالد اور ڈاکٹر پرویز پردازی کے نام نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ ہائیکو کے نثری تراجم کا سلسلہ تین سے چار دہائیوں تک اردو میں ارتقاء پاتا رہا اور آہستہ آہستہ طبع زاد ہائیکوز کا آغاز ہوا جس نے اردو میں ہائیکو صنفِ سخن کے پہنچنے کی نوید سنائی۔ اہم ہائیکو نگاروں میں محمد امین، ڈاکٹر پرویز پردازی، محمد اقبال نجمی، اقبال حیدر، خاور اعجاز، نصیر احمد ناصر وغیرہ نمایاں ہیں۔

ہائیکو کو رواج ملنے کے بعد اردو میں اس حوالے سے فکری و ہئیتی تجربات ہونا بھی شروع ہوئے۔ ہائیکو کے حوالے سے ابتدا میں جاپانی انداز کو اپنانے کی کوشش کی گئی۔ یہ کوشش فن کے اعتبار سے تو تھی ہی فکری پہلوؤں کو بھی اپنانے کی سعی کی گئی۔ جاپانی ہائیکو میں جہاں مخصوص فنی لوازمات اور اوزان کا خیال رکھا جاتا ہے وہیں فکری حوالے سے بھی موسموں، فطرت کے رنگوں کو موضوع سخن بنایا جاتا ہے۔ یہی چلن اردو ہائیکو میں بھی شروع کیا گیا۔ موسموں، فطرت کی خوب صورتیوں اور محبت کے جذبات کو ہائیکو صنفِ سخن میں فکری اعتبار ملا۔ ہائیکو نظم اردو شاعری میں رواج پانے لگی تو شعرا نے اس کی فکری پابندی کو ختم کرتے ہوئے زندگی کے آفاقی موضوعات کے ساتھ ساتھ زندگی کی نارسائیوں، خارجی و داخلی کیفیتوں اور حمد و نعت

جیسے موضوعات کو بھی ہائیکو صنفِ سخن کو فنکاری اور ہنر مندی سے برتا۔ نعتیہ ہائیکو کو شعرا نے خصوصی طور پر اہمیت دی۔ نعتیہ ہائیکو کی روایت قابل قدر بھی ہے اور قابلِ ستائش بھی۔ نعتیہ ہائیکو میں شعرا نے نہایت ہنر مندی، چابکدستی فنکاری اور عقیدت کے ساتھ مدحتِ رسولﷺ کو موضوع بنایا ہے جو شعرا کی محبتِ رسول ﷺ پر دلیل ہے۔ مدحتِ حضور ﷺ نے شعرا کے جذبہ ایمانی کو پختہ بھی کیا ہے اور بیدار بھی۔ نعتِ رسول ﷺ لکھنا جہاں عقیدت، محبت اور ثواب کا کام ہے وہیں یہ کام احتیاط کا متقاضی بھی ہے۔ ذرا سی لغزش ایمان کو خطرے میں ڈال سکتی ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ محبوبِ خدا بھی ہیں۔ ہمارے ایمان کی تکمیل اللہ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی اطاعت و محبت کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ اس لیے مدحتِ رسول ﷺ کو بیان انتہائی خلوص، محبت، شاعرانہ ہنر اور عقیدت سے ہی ممکن ہے۔ نعتیہ ہائیکو نگاروں نے بھی اس محبت اور ایمان سے بھری عقیدت کو خوش اسلوبی سے نبھایا ہے۔

اردو ادب میں نعتیہ ہائیکو لکھنے والوں کو قابلِ قدر تعداد موجود ہے۔ اردو شاعری میں نعتیہ ہائیکو لکھنے والے اہم شعرا میں محمد اقبال نجمی، اقبال حیدر، خاور اعجاز، احمد صغیر صدیقی، صبیح رحمانی، عزیز احسن، سرشار صدیقی، محسن بھوپالی، علیم صبانویدی، جمال احسانی، نسیم سحر وغیرہ نمایاں ہیں۔ ان نعتیہ ہائیکو لکھنے والے شعرا نے ہائیکو صنفِ ادب میں اپنی شناخت قائم کرنے میں بھرپور اوراہم حصہ ڈالا ہے۔ ان شعرا نے نعتِ رسول ﷺ کی بڑی فکر کو ہائیکو صنفِ سخن میں اپنا کر ایک طرف فکرِ رسول ﷺ کی عظمت اور دوسری طرف ہائیکو کی موضوعاتی وسعت کا اعلان بھی کیا ہے۔ ہائیکو صنفِ سخن میں برے بڑے فکری موضوعات کو اپنے اندر سمونے اور بیان کرنے کی اہلیت موجود ہے۔ اس کا بڑا ثبوت نعت گوئی کا اس صنفِ سخن میں برملا اظہار ہے۔

نعت گوئی کا ہائیکو میں اظہار انتہائی ثروت مند اور اہمیت کا حامل ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں دلچسپ تجربات اور فکری رحجان نظر آتا ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں جن شعرا نے باقاعدہ طبع آزمائی کی ان میں محمد اقبال نجمی، ڈاکٹر ریاض مجید، سرشار صدیقی اور صبیح رحمانی وغیرہ نمایاں ہیں۔

محمد اقبال نجمی کے دو نعتیہ ہائیکو کے مجموعے "آپ ﷺ کی باتیں" (مطبوعہ ۱۹۸۸ء) اور "نعتیہ ہائیکو" (مطبوعہ ۱۹۹۹۰ء) شامل ہیں۔ ان کے علاوہ شعرا کے باقاعدہ نعتیہ ہائیکو کے مجموعے تو شائع نہیں ہوئے البتہ ہائیکوز مجموعوں میں نعتیہ ہائیکوز ضرور شامل ہیں۔ اس کے علاوہ رسائل و جرائد میں بھی حمدیہ و نعتیہ ہائیکوز شائع ہوتے رہے ہیں۔ "نعت رنگ"، تسطیر اور اوراق جیسے ادبی رسائل نے نعتیہ ہائیکوز کی ترویج میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ اس کے علاوہ مظفر وارثی نے اپنے نعتیہ مجموعوں میں نعتیہ ہائیکوز بھی شامل کیے ہیں۔ اس کے علاوہ اکرم کلیم نے بھی اپنے ہائیکوز کے مجموعے "طاقچے" میں ۱۳ نعتیہ ہائیکوز شامل کئے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی سب سے ہائیکو نگار شعرا نے اپنے مجموعوں میں نعتیہ ہائیکوز شامل کئے ہیں۔

عالم بے ثبات میں، میں بھی
تیری نسبت کے ساتھ زندہ ہوں
تجھ سے کٹتا تو مر گیا ہوتا

(اکرم کلیم)

تیری تعریف ہم کریں کیسے
ہم تو ادنیٰ غلام ہیں تیرے
ہم کو الفاظ ہی نہیں ملتے

(رضی الدین رضی)

آدمیت کو ناز ہے تجھ پر
تیری ہستی ہے خیر کا پیکر
تجھ کو خیر الانام کہتے ہیں

(محمد اقبال نجمی)

طائرانِ تیرگی سب اڑ گئے

جس طرف سے بھی ہوا ان کا گزر

راستے منزل کی جانب مڑ گئے

(مظفر وارثی)

آپ ہی آپ اول و آخر

آپ کا فیض روزِ محشر تک

آپ ﷺ کا نور ساتوں عالم پر

(علیم صبانویدی)

اس کا نام لکھو

جس کے نام کی برکت ہی

زندہ رکھتی ہے

(سلیم کوثر)

یہی وسیلہ ہے
صلی علیٰ محمد ﷺ

میرا وظیفہ ہے

(مقبول نقش)

کلیاں مدحت کی

ڈالی ڈالی پھول بنیں

باغ رسالت ﷺ کی

(عزیز احسن)

یادِ پیغمبر ﷺ

روز چراغاں کرتی ہے

میری پلکوں پر

(صبیح رحمانی)

گونجے صبح و شام

ازل ابد کے گنبد میں

میرے نبی ﷺ کا نام

(اقبال حیدر)

نعتیہ ہائیکو میں شعرا نے فکری جہات سے بھرپور کام لیا ہے۔ مدحتِ مصطفیٰ ﷺ اور حضور ﷺ کے اوصافِ حمیدہ بے شمار ہیں۔ حضور ﷺ کی مدح خود خدا کی ذات کرتی ہے۔ ایسی ہستی جو حضور ﷺ پر خود درود بھیجتی ہے اس تعریف و توصیف بیان کرتے ہوئے احتیاط کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ حضور ﷺ کے شایانِ شان الفاظ اور تشبیہات و استعارات کا استعمال اور خیال آفرینی کرنا شاعرانہ ہنر مندی کے بغیر ممکن نہیں۔

نعتیہ ہائیکوز میں شعرا نے حضور ﷺ کی سیر و کردار اور اوصافِ حمیدہ کو نہایت خلوص، عقیدت اور محبت سے موضوع سخن بنایا ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں حضور ﷺ کی ولادت کو خاص طور پر موضوع بنایا گیا ہے۔ میلاد نبی ﷺ اور حضور ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کو نہایت عقیدت و محبت کے ساتھ نعتیہ شاعری میں بیان کیا گیا ہے۔ نعتیہ ہائیکوز میں حضور ﷺ کی ولادت کا تذکرہ انتہائی محبت اور سرشاری کے ساتھ ملتا ہے۔

پیارے رسول ﷺ
دنیا کے گلشن میں آپ ﷺ
رحمت کے پھول ﷺ

(نادم بلخی)

چاہت کی خوشبو
باغِ رسالت سے پھیلی
ہر جانب ہر سو

(عزیز احسن)

وجہ تخلیق کائنات آقا
آپ ﷺ آئے تو ہو گیا روشن
گوشہ گوشہ حسین، دھرتی کا (محمد اقبال نجمی)

نعتیہ ہائیکو کی روایت نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ہائیکو کی فکریات میں نمایاں پہلو سامنے لائے جا رہے ہیں۔ہائیکو میں جہاں فطرت کی خوبصورتیوں، موسموں اور محبت کو موضوع سخن بنایا گیا ہے۔وہیں حمد ونعت کے حوالے سے تجربات بھی قابل توجہ ہیں۔اردو ادب میں ہائیکو جیسی صنف ادب نے اپنا مقام اور معیار بہت جلد قائم کر لیا ہے۔چار پانچ دہائیوں میں ہائیکو میں ہئیتی اور فکری تجربات کیے جا چکے ہیں۔

نعتیہ ہائیکو کی روایت اہمیت اور توجہ کے قابل ہے۔نعتیہ ہائیکو میں حضورؐ کی مدح سرائی اور سیرت وکردار کے خصائص کو انتہائی دلکش پیرائے اور خلوص کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ہائیکو

میں نعتیہ ہائیکو کی روایت وقت کے ساتھ ساتھ اہمیت اختیار کرتی جا رہی ہے۔محمد اقبال نجمی، احمد صغیر صدیقی، اقبال حیدر، صبیح رحمانی اور خاور اعجاز وغیرہ نمایاں ہائیکو نگار شعرا کے طورپر اپنی شناخت قائم کر چکے ہیں۔

مندرجہ بالا شعرا نے نہایت ہنر مندی، خلوص اور احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نعتیہ کلام تخلیق کیا ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے حوالے سے بھی نعتیہ کلام قابل توجہ ہے۔اس کے ساتھ ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہروں کے حوالے سے بھی جذباتی لگائو اور عقیدت کا اظہار بھی نعتیہ ہائیکوز میں اپنی پہچان اور شناخت کرواتا ہے۔ نعتیہ ہائیکو میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محاسن اور سیرت کا شاعرانہ اورہنر مندانہ استعمال دیکھا جا سکتا ہے۔

نعتیہ ہائیکوز میں فکری وفنی جہات کے مختلف تجربات ملتے ہیں۔نعتیہ ہائیکوز کی فکریات کی بات کی جائے تو اس میں بے پناہ وسعت اور موضوعات کا تنوع دیکھائی دیتا ہے۔چاہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور میلاد نامہ ہو یا وصال کا موضوع ہو شعرا نے نہایت محبت وخلوص، احتیاط ومروت اور عقیدت کے ساتھ نعتیہ ہائیکوز لکھے ہیں۔حضورؐ کی ولادت کے حوالے سے شعرا نے خلوص اور شاعرانہ ہنر کا بھرپور اظہار کیا ہے۔اس حوالے سے مختلف ہائیکو نگار شعرا کے قابل توجہ نعتیہ ہائیکوز ملاحظہ کریں:

آپؐ نے مشعلیں جلائی
پیارا اخلاق اور سعادت کی
جن سے روشن ہوئی مری دنیا

(محمد اقبال نجمی)

یہ ہے خاصا تری شریعت کا

اس نے سب کو وقار بخشا ہے

(محمد اقبال نجمی)

نعتیہ ہائیکوز میں فکری تنوع قابل توجہ اور قابل قدر ہے۔نعتیہ ہائیکو کے فکری موضوعات میں میلادنامہ کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج کے واقع کو بھی خوب اہمیت حاصل ہے۔شب معراج، سدرۃ المنتہی اور ناقہ اسری جیسی تلمیحات نعتیہ ہائیکو میں نہایت ہنر مندی اور خلوص وعقیدت کے ساتھ موضوع سخن بنائی جا چکی ہیں۔نعتیہ ہائیکوز شب معراج کا موضوع بھی قابل توجہ ہے۔اس حوالے سے دلکش نعتیہ ہائیکو ملاحظہ کریں:

وہ ناز بشر شب اسریٰ

اپنی معراج انتہا پر تھا

عشق پر محسن کی نوازش تھی

(محمد اقبال نجمی)

نعتیہ ہائیکو کی فکری جہات میں ایک اور نمایاں جہت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن اخلاق اور محبت ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، خلوص اور حسن اخلاق اسوہ حسنہ میں بلند درجہ رکھتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت میں حسن اخلاق کی خوبی بہت نمایاں تھی۔نعتیہ ہائیکو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق، محبت وخلوص کو مختلف ہائیکو نگار شعرا نے فنکارانہ اور ہنر مندانہ انداز میں شعری صورت میں ڈھالا ہے۔اس حوالے سے کچھ ہائیکو ملاحظہ کریں:

روشن روشن ذات

پھول کھلانے والے ہونٹ اور

دیئے جلاتے ہاتھ

(احمد صغیر صدیقی)

اک سے بڑھ کر اک

لیکن جانِ محفل ہیں

میرے پیغمبرؐ

(بشیر سیفی)

نعتیہ ہائیکوز میں قرآن وحدیث کے حوالے سے بھی نعتیہ ہائیکو میں مثالیں موجود ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہمارا جزو ایمان ہے۔شعرا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت اور اوصاف حمیدہ کو نہایت عقیدت کے ساتھ نعتیہ ہائیکو میں ڈھالا ہے۔قرآن میں بھی مدحت رسول کی مثالیں ملتی ہیں۔شعرا نے حدیث کے حوالے سے شانِ مصطفی کا تذکرہ نہایت فنکارانہ انداز میں کیا ہے۔

وجہ تخلیق کائنات آقا

آپ آئے ہو گیا روشن

گوشہ گوشہ حسین دھرتی کا

(محمد اقبال نجمی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کی مدح سرائی خود اللہ کی ذات کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف خود محبوب خدا پر درود بھیجتا ہے بلکہ بطور مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہمارے اعمال کی تکمیل کا باعث ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی ترویج اور پیغام توحید کی امت تک پوری ایمانداری سے پہنچایا۔ہائیکو نگار شعرا نے مدحت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے حوالے سے بھی نعتیہ ہائیکو تخلیق کیے ہیں۔

لاکھوں درود وسلام
انھوں نے ہم تک پہنچایا
اللہ کا پیغام

(اقبال حیدر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی میں شعرا نے حضور اکرمؐ کے اوصاف حمیدہ اور سیرت کے خصائص کو نہایت خلوص کے ساتھ ہائیکوز میں بیان کیا ہے۔آپؐ کی ذات مبارکہ وعدہ پورے کرنے والی اور ایماندار تھی۔آپؐ کے مخالف بھی آپؐ کو صادق اور امین کے نام سے پکارتے تھے۔اس حوالے سے قابل توجہ ہائیکو ملاحظہ کریں:

صادق اور امین
میرے آقا کو مانیں
وہ بھی جو ہیں بے دین

(اقبال حیدر)

نعتیہ ہائیکو کی فکری جہات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور نور کی مدح سرائی نمایاں طور پر ملتی ہے۔نعتیہ ہائیکو میں شعرا نے نہایت محبت اور عقیدت کے ساتھ آپؐ کی مدحت اور حسن کی جلوہ افروزی کو موضوع سخن بنایا ہے۔

نوری پیکر ہیں
دونوں جہاں کی رحمت کا
آپؐ سمندر ہیں

(فاروق شکیل)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک اور سراپے کو بھی نعتیہ ہائیکو میں موضوع بنایا گیا ہے۔آپؐ کی ذات سراپا نور اور سراپا حسن ہیں۔آپ کے حلیہ مبارک کے حوالے سے شعرا نے اپنی عقیدت اور محبت کا بھرپور استعمال کیا ہے۔نعت گوئی میں خلوص اور محبت کے بغیر جذباتی اور پر خلوص کلام لکھنا ممکن نہیں۔شعرا کا قابل توجہ اور خصوصی موضوع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سراپا نگاری ہے۔اس حوالے سے قابل توجہ ہائیکو ملاحظہ کریں:

جس نے دیکھا تیرا رخ زیبا
اس کی جنت کی کیا ضرورت ہے
وہ تو جلووں میں محو رہتا ہے

(محمد اقبال نجمی)

شعرا نے انتہائی عقیدت، خلوص، ہنری مندی اور شاعرانہ صلاحیت کے ذریعے آپؐ کے حسن اور نورانی چہرے کے اوصاف نعتیہ ہائیکو میں موضوع بنائے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلوہ اور نور ہمارے ایمانی جذبے کا آئینہ دار ہے۔

نعتیہ ہائیکو میں سراپا نگاری کی روایت عربی شاعری سے زیادہ ایران نعت گوئی میں نظر آتی ہے۔ آپؐ کی ذات جیسا نورانی اور حسین وجمل شخص کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسن وجمال کے ارفع مقام پر ہیں۔

نعتیہ ہائیکو کی فکری رجحانات کو دیکھا جائے تو حسن سلوک اور درگزر کرنے میں خوبیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی مدح سرائی کے طورپر دکھایا گیا ہے۔ حضورؐ کا حسن سلوک قابل رشک ہے:

دشمنوں کو بنا لیا اپنا
اور حلقہ بگوش پیادوں کو
یہ بھی اعجاز ہے رسالت کا

(سید قمر ہاشمی)

نعتیہ ہائیکو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف میں انسانیت کا درس کا وصف بھی نمایاں ہے۔ آپؐ رحمت اللعالمین ہیں۔ آپؐ نے نے انسانیت کو زندگی کے طور طریقے سکھلائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحدانیت اور انسانیت کے لیے اپنی زندگی وقف کیے رکھی۔

صلی اللہ انؐ پر
جینا مرنا سکھلایا
صلی اللہ اُنؐ پر

(اقبال حیدر)

ہائیکو نگاری کی ثروت مندی میں نعت گوئی نے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ نعت گوئی میں قنوع اصناف سخن میں کی جا چکی ہیں۔ ہائیکو نگاری میں بھی نعت کی روایت قابل قدر ہے۔ نعتیہ ہائیکو کے فکری رجحانات میں شعرا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نگاری اور سراپا نگاری کے ساتھ، میلادنامہ، حسن اخلاق، حسن سلوک، اسوۃ حسنہ کے دلکش موضوعات پر نعتیہ ہائیکو

تخلیق کیے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم محسن انسانیت ہیں۔آپؐ نے انسانیت کو عظمت عطا کی۔ انسانوں کو ان کے حقوق عطا کیے اور انصاف کو عام کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی مدح سرائی میں شعرا نے قابل توجہ ہائیکوز تخلیق کیے ہیں:

بخش دیتے ہیں اپنے سائل کو
بیٹیوں کو جو دفن کرتے تھے
ان کو جینے کی عظمتیں بخشیں

(محمد اقبال نجمی)

دل کی آنکھوں کو کھول کر پڑھ لو
میرے آقا کا آخری خطبہ
رہنمائی کو اتنا کافی ہے

(محمد اقبال نجمی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نگاری اور معجزات کو بھی نعتیہ ہائیکوز میں موضوع سخن بنایا گیا ہے۔واقعہ معراج کا موضوع بھی نعتیہ کلام میں موضوع بنایا جا چکا ہے۔آپؐ کے معراج پر جانے سے انسانیت کو عظمت ورفعت عطا ہوئی۔

مجھ کو معراج کی ملے دولت
تجھ سے ملنا میں اِس طرح چاہوں
تو ملا جس طرح خدا سے تھا

(محمد اقبال نجمی)

شعرا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہروں سے نسبت کو بھی نعتیہ ہائیکو میں موضوع سخن بنایا ہے۔مکہ اور مدینہ سے عقیدت اور محبت کی نسبت اردو نعت میں نہایت اہمیل کی حامل ہے۔روضہ روسولؐ اور شہر مدینہ سے محبت اور الفت شعرا کی عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔شعرا

نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے در کو خاک شفا بتایا ہے۔نعتیہ ہائیکوز میں شعرا نے شہر مدینہ سے نسبتی محبت، امید اور خوشبو کو اجاگر کیا ہے۔

مہکی ہیں راہیں
پھیلی ہوئی ہیں طیبہ میں
خوشبو کی بانہیں

(صبیح رحمانی)

اک صدائے غریب ہوں آقا
تیرے روضے کو چومنا چاہوں
اذن دے مجھ کو باریابی کا

(محمد اقبال نجمی)

نعتیہ ہائیکوز میں نعت گو شعرا نے مدینہ حاضری اور در رسولؐ کی خوشبو کو اپنی زندگی کی شفا بنا لیا ہے۔حضور صلی اللہ لعیہ وسلم امت کی بخشش کروائیں گے اور شہر مدینہ حضور صلی اللہ کی محبت اور عقیدت کی نشانی ہے۔آپؐ کی مدحت میں یہ بھی شامل ہے کہ آپؐ مسلمانوں کو روز محشر بخشش اور شفاعت کا باعث بنیں گے۔

خاص پیمبر آپؐ
شافع محشر کوئی نہیں
شافع محشر آپؐ

(آفتاب مضطر)

انسان عصیاں میں ڈوبا ہوا ہے مگر آپؐ کی رحمت اور شفاعت کے طلبگار بھی ہیں اور یقین بھی رکھتے ہیں کہ حضورؐ ہی ان کی بخشش کا باعث بنیں گے۔آپؐ امت کے چاہنے والے بھی ہیں اور خیر خواہ بھی۔آپؐ دونوں جہانوں کے لیے رحمت بن کر آئے۔نعتیہ ہائیکو میں شعرا نے شفاعت اور بخشش کے موضوع پر بھی قابل قدر ہائیکو تخلیق کیے ہیں:

جب تو محمود بارگاہ ہو گا

لوگ تیرے حضور آئیں گے

تو شفاعت کا تاج پہنے گا

(محمد اقبال نجمی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی محبت اور عشق کا موضوع بھی نعتیہ ہائیکو میں نمایاں رہا ہے۔شعرا نے نہایت عقیدت ومحبت اور احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الفات وعجز وانکساری کا مظاہرہ کیا ہے۔آپؐ کی اطاعت ومحبت ہمارے ایمان کی تکمیل کی علامت ہے۔نعتیہ ہائیکو نگار شعرا کی دلی وابستگی اور شعری ہنر مندی عشق رسولؐ سے بھری نظر آتی ہے۔

سید مرسلین مرے آقاؐ

عظمتوں کا جہاں تیری ہستی

عجز کا آسماں تیری ہستی

(محمد اقبال نجمی)

نعتیہ ہائیکوز میں شعرا نے خلوص، عجز اور عقیدت سے بھرپور کام لیا ہے۔اللہ نے مدحت مصطفیؐ خود بیان کی ہے۔اس طرح دوسرے پیغمبروں سے آپؐ کا نعتیہ کلام میں تقابل کیا جاتا ہے۔ آپؐ خاتم الانبیا ہیں۔آپؐ کے عطا کردہ اوصاف آپؐ کی ذات کے لیے مخصوص ہیں۔آپؐ کی سیرت وکردار اسوہ حسنہ کی عملی تصویر ہے۔آپؐ کی ذات اللہ کا احسان ہے۔ آپؐ کی رحمت کی خوبی کو نعتیہ ہائیکو نگار وشعرا خلوص اور عقیدت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

خاتم الانبیا شہؐ دوراں

اک مثالی کتاب لائے ہیں

نور والی کتاب لائے ہیں

(محمد اقبال نجمی)

نعتیہ ہائیکو میں آپؐ کی سیرت وسراپا نگاری، کردار وپیکر اور اسوہ حسنہ کے عملی نمونوں کی مدح سرائی واضح دیکھی جا سکتی ہے۔جب دل ودماغ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا وطلب ہو اور عشق سے مزین ہو تو پر اثر نعت تخلیق پاتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فکری جہات اور موضوعاتی پہلوؤں کے بعد نعتیہ ہائیکو کے فنی لوازمات اور اسلوبیاتی پہلوئوں کا جائزہ لیا تو ہیئتی تجربات کا تنوع نظر آتا ہے۔نثری ہائیکو کے ساتھ ساتھ اوزان وآہنگ کے دلچسپ تجربات بھی نعتیہ ہائیکو کو اہمیت کے حامل ہیں۔نعت گو شعرا نے ہائیکو میں زبان وبیان کی احتیاطیں مد نظر رکھی ہیں اور نعت گوئی کے تقدس، موضوع کی عظمت واقعت کا خصوصی خیال رکھا ہے۔نعتیہ ہائیکو میں اسلوب بیان کی بات کی جائے تو شعرا نے نہایت عمدہ الفاظ، مدحت رسول کے شایان شان لفظوں کی دروبست کا خیال رکھا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات چونکہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔اس لیے ایمان اور عقیدت کے ساتھ مدح مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضوں اور شعری ہنر مندی کے بھرپور استعمال سے پر اثر نعت تخلیق پاتی

ہے۔نعتیہ ہائیکو کا اسلوب بیاں سادہ، مترنم، واضح اور خلوص سے بھرپور رنگ لیے ہوئے ہے۔ الفاظ اور خیال کا نہایت دلکش امتزاج نظر آتا ہے۔نعتیہ ہائیکو نگار شعرا نے کہیں پر بھی غیر معیاری یا ثقیل الفاظ کا استعمال نہیں کیا بلکہ صحت مند اور بدیہ نعت کے لائق الفاظ کو نعتیہ کلام میں برتا ہے۔نعتیہ ہائیکو میں اسلوب بیاں میں تنوع دیکھا جا سکتا ہے۔اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نعت کلام میں سب سے زیادہ سرمایہ اردو زبان میں ہے۔نعتیہ ہائیکو میں غزلیہ انداز بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

تیری چاہت کا معجزہ دیکھوں

سانس ٹوٹے تو میرے ہونٹوں پر

نام تیرا ہو جام تیرا ہو

(محمد اقبال نجمی)

شعرا کے ہاں نعتیہ کلام میں اسلوب بیاں سلیس، سادہ اور فطرت کے قریب تر نظر آتا ہے۔آپؐ کے مرتبے اور مقام کے مطابق شعرا کا اسلو ب اور لفظوں کا چناؤ بھی دیدہ زیب اور رفعت آمیز ہے۔حسن ترتیب، حسن ترکیب اور حسن تکریم کے مطابق نعتیہ کلام کا اسلوب اپنایا جاتا ہے۔نعتیہ ہائیکو کی روایت میں اضافے کے ساتھ ساتھ اس کے اسلوب میں بھی نکھار پیدا ہوا ہے۔نئی نعت گوئی کی روایت میں اسلوب تازہ کا رنگ واضح دیکھا جا سکتا ہے۔عقیدت، خلوص کی چاشنی اور انداز بیان نے نعتیہ کلام کو رنگوں اور جذبوں کی کہکشاں بنا دیا ہے۔نعتیہ ہائیکو میں اسلوب کے مختلف زاویے دیکھے جا سکتے ہیں۔

نعتیہ کلام میں تمثالی اسلوب بیاں بھی واضح دیکھا جا سکتا ہے۔شعرا کے ہاں آپؐ کی سیرت وکردار، روضہ رسول اور جنتی معاملات کی حسین وجمیل تصویریں اور تمثالیں دکھائی دیتی ہیں۔

طیبہ کیسا ہے

گوشہ گوشہ دیکھ آئے

جنت جیسا ہے

(بقا صدیقی)

نعتیہ ہائیکو نگاری میں اسلوب کے ساتھ ساتھ ندرت خیال کی فنی خوبی بھی قابل توجہ ہے۔ نعتیہ کلام ایک مخصوص عقیدت اور محبت کا نمائندہ ہے۔آپؐ کی محبت وعقیدت جیسا اعلیٰ خیال نعت کو ندرت خیال عطا کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔اعلیٰ وارفع خیالات کو عمدہ الفاظ کے ذریعے جب شعری سانچے میں ڈھالا جاتا ہے تو مدحت مصطفی کی دلکش نعتیں تخلیق پاتی ہیں۔

نعتیہ ہائیکو نگاری میں ندرت خیال کے ساتھ جدید طرز احساس بھی شاعری کی انفرادیت قائم کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔وقت کے ساتھ ساتھ شعری منظرنامہ، فکر ونظر کے زاویے اور عصری شعور تبدیل ہوتا ہے۔نعت گوئی کی روایت میں بھی طرز احساس میں تبدیلی آئی ہے۔ شعرا نے نہ صرف نئی ہئیتوں میں طبع آزمائی کی ہے بلکہ جذبوں کے نئے احساس اور طرز احساس کو بھی اپنایا ہے۔جو روایت سے ذرا مختلف رنگ لیے ہوئے ہے۔آج کے دور میں ایک طرف دلوں میں آسودگی، عشق مصطفی کو زندہ کرنا ہے تو دوسری طرف مدحت سرکارؐ کو نئی قلبی وارداتوں کے ذریعے اجالنا ہے۔جدید طرز احساس کو شعرا اپنے کلام میں نہایت ہنر مندی سے برتتا ہے۔

جب میری زندگی کی شام آئے

کچھ بھی لکھا نہ ہو جبیں پہ مری

بس تیرے نام کا ستارا ہو

(خاور اعجاز)

جدید طرز احساس کے نمائندہ ہائیکو نگار شعرا نے نسبتی موضوعات کی بجائے قلبی وارداتوں اور عقیدتوں پر خصوصی توجہ کی ہے۔جدید طرز احساس کے ساتھ ساتھ زباں وبیان کی اہمیت مسلمہ ہے۔نعتیہ ہائیکو میں شاعر کی یہ بھی ہنر مندی ہے کہ موضوع کی مناسبت سے لفظوں کا انتخاب کر کے شعری آہنگ میں موزوں کرے اور تخلیق کو شاہکار بنائے۔نعت میں لفظوں کی آبرو انتہائی احتیاط کی متقاضی ہے۔لفظوں کی صوتی تکرار بھی زبان وبیان کی ہنر کی خوبی ہے۔اس حوالے سے دلکش ہائیکو ملاحظہ کریں:

بزم عالم کی آپؐ سے زینت
چشم جاں میں ہے آپؐ سے ٹھنڈک
باغِ جنت ہے آپؐ سے جنت

(محمد اقبال نجمی)

نعتیہ ہائیکو میں شعرا نے لفظوں کے دلکش اور خوبصورت استعمال، صوتی آہنگ اور قافیہ بندی کو اہتماماً استعمال کیا ہے جو شعرا کی فنی صلاحیتوں پر دلالت کرتا ہے۔

نعتیہ ہائیکو میں فنی محاسن میں علم بیان سے بھرپور کام لیا گیا ہے۔تشبیہات واستعارات کا فنکارانہ اور ہنر مندانہ استعمال قابل توجہ اور قابل داد ہے۔

نعتیہ ہائیکو نگاری میں شعرا نے ہنری مندی سے تشبیہات کا استعمال کیا ہے۔نعتیہ ہائیکو میں تشبیہات معنویت کے اظہار میں معاون ثابت ہوتی ہے۔نعتیہ ہائیکو کی روایت میں تشبیہ کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں جو شعرا کی فنی بالیدگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

یوں روح میں اترتی ہے تیرے نام کی خوشبو
جیسے کسی جنگل میں مہکتی چلی جائے
برسات میں اک بھیگی ہوئی شام کی خوشبو

(نسیم سحر)

تشبیہات کے ساتھ استعارات کا استعمال بھی دیکھا جا سکتا ہے۔نعتیہ ہائیکوز میں جدت آمیز اور بلیغ استعارے دیکھے جا سکتے ہیں۔ہائیکوز میں استعاروں کا عمدہ اور دلچسپ اظہار ملتا ہے۔استعارہ کا فنکارانہ اور ہنر مندانہ استعمال کلام کی شعریت اور معنویت کو نمایاں کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو نعتیہ ہائیکو کا فنی وفکری تجزیہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہائیکو کی صنف سخن کو ثروت مند بنانے میں نعتیہ کلام نے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ہائیکو ایک جاپانی صنف سخن ہے۔مگر اردو میں بہت جلد اپنی پہچان بنانے میں کامیاب رہی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ہائیکو میں نعت گوئی کے تجربات نے جہاں نعت گوئی کی روایت کو اور وسعت عطا کی ہے وہیں ہائیکو کی روایت کو اہمیت دلوانے میں بھی کامیاب رہی ہے۔نعتیہ ہائیکو نگاری میں وقت کے ساتھ ساتھ مزید اضافہ ہو گا جو ہائیکو صنف سخن کو اور بھی ثروت مند بنائے گا۔اردو ہائیکو نگاری میں جن شعرا نے نعتیہ ہائیکو کو رواج دیا اور اپنی شناخت قائم کی ان میں ظفر اقبال، محمد امین، محسن بھوپالی، محمد اقبال نجمی، احمد صفیر صدیقی، صبیح رحمانی، خاور اعجاز، اقبال حیدر، جمال احسانی، علیم صبا نویدی اور بشیر سیفی وغیرہ نمایاں ہیں۔

پاکستانی ادب کی روایت میں نعتیہ ہائیکو نگاری کی روایت پختگی کی جانب گامزن ہے۔وقت کے ساتھ فکری وہئیتی تجربات اس کے رنگ وروپ کو نکھارتے چلے جائیں گے۔تسطیر، نعت رنگ اور اوراق جیسے رسائل نے اس صنف سخن کو سنوارنے اور نکھارنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ نعتیہ ہائیکو نگاری میں مزید وسعت اور تخلیقات کے روشن امکانات موجود ہیں۔

نتائج:

- نعتیہ ہائیکو کے حوالے سے تحقیقی کام نے نعت کی روایت کو ثروت مند کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔
- نعتیہ ہائیکو پر تحقیقی کام کے ہائیکو کی صنف سخن کو نمایاں کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔
- نعتیہ ہائیکو پر تحقیقی کام نے ہائیکو نگار شعرا کو سامنے لانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔
- ہائیکو جیسی صنف سخن میں نعت گوئی کی بھرپور روایت نے نعت گوئی کی وسعت کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔
- ہائیکو میں نعت گوئی سے نعتیہ کلام میں بھرپور اضافہ ہوا ہے اور نعت گوئی کے لیے نئی ہیئت میسر آئی ہے۔

سفارشات:

۱۔ اردو ادب میں ہائیکو کی روایت میں دیگر موضوعات کے حوالے سے تحقیقی کام کو لامنے لایا جائے۔

۲۔ نعتیہ ہائیکو کے حوالے سے پی ایچ ڈی کی سطح کا تحقیقی کام ہونا چاہیے۔

۳۔ نعتیہ ہائیکو کے حوالے سے غیر ملکی شعرا کے حوالے سے بھی تحقیقی کام کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ ہائیکو کی صنف کو اردو ادب میں مزید فروغ دینے کے لیے ہائیکو نمبر ز نمبر نکالنے کی ضرورت ہے۔ ہائیکو کے حوالے سے یونیورسٹیوں میں سیمینار منعقد کروائے جانے چاہئیں تا کہ ہائیکو کی صنف سخن کو اردو میں اور زیادہ فروغ ملے۔

کتابیات

بنیادی ماخذ:

رفیق سندیلوی، پاکستان میں ہائیکو نگاری، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، طبع اول ۲۰۰۷ء

علیم ضیانویدی، نعتیہ شاعری میں ہئیتی تجربے، ٹمل ناڈو، اردو پبلی کیشنز، چنئی، ۲۰۰۶ء

اقبال حیدر، مجموعہ کلام لاریب، ادارہ تعمیر ادب، کراچی، ۱۱اپریل، ۲۰۰۶ء

نسیم سحر، نعت نگینے، رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء

نعت رنگ، کتابی سلسلہ، شمارہ ۱۱مارچ ۲۰۰۱ء، ناشر اقلیم نعت

محمد اقبال نجمی، نعتیہ ہائیکو، فروغ ادب اکادمی، ۱۹۹۰ء

محمد اقبال نجمی، آپؐ کی باتیں، فروغ ادب اکادمی، ۱۹۸۸ء

بشیر سیفی، اُردو ہائیکو کی ہئیت، دھوپ خالی ہاتھ، سارنگ پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۸ء

خاور اعجاز، زرد پتوں پر شبنم، دستاویز مطبوعات لاہور، اشاعت اول ۱۹۹۳ء

ثانوی ماخذ

ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، ۱۹۹۵ء

انور جمال، پروفیسر، ادبی اصطلاحات، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۱۵ء

انور جمال، مقدمہ نعتیہ ہائیکو از محمد اقبال نجمی، فروغ ادب اکادمی، ۱۹۹۰ء

محمد امین، اردو میں ہائیکو نگاری، کتابچہ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۷ء

رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، اصناف ادب، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۲ء

ریاض مجید، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی، اقبال اکادمی، پاکستان، ۱۹۹۰ء

طاہر تونسوی، ڈاکٹر، تحقیق و تنقید منظر نامہ، گوراپبلشرز، لاہور، ۱۹۹۵ء

فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو ادب کی فنی تاریخ، الوقار پبلی کیشنز، لاہور

محمد عبد اللہ خان خویشگی، فرہنگ عامرہ، مقتدرہ قومی زبان، پاکستان، طبع دوم، ۲۰۰۷ء

مزمل حسین، ڈاکٹر، اُردو میں علم بیان اور علم بدیع کے مباحث، مجلس ترقی ادب، لاہور

رسائل

امین راحت چغتائی، جاپانی شاعری کا امتزاج اور ہائیکو، مطبوعہ ''اردو ادب'' راولپنڈی، ہائیکو نمبر، اگست ۱۹۸۵ء

انور سدید، اردو شاعری میں ہائیکو کے تجربے، مطبوعہ اُردو ادب، راولپنڈی، ہائیکو نمبر، اگست 1985

بحوالہ ماہنامہ شاعر، بمبئی، شمارہ نمبر ا، ۱۹۸۶ء

محشر زیدی، لفظ نعت تاریخ کے آئینے میں، مشمولہ مدحت، لاہور، جون تا ستمبر، ۲۰۱۰ء

جمیل ملک، اردو ہائیکو پر ایک نظر، اردو ادب، راولپنڈی، ہائیکو نمبر، اگست ۱۹۸۵ء

پرویز پروازی، ڈاکٹر، جدید ہائیکو کے ہیئتی تجربات، مطبوعہ ادبیات، اسلام آباد، جنوری تا مارچ ۱۹۸۹ء

پرویز پروازی، ہائیکو کا بنیادی مصرعہ، تجدید نو، لاہور، مارچ اپریل ۱۹۹۰ء

سہیل احمد صدیقی، اُردو ہائیکو نگاری، ایک مختصر جائزہ، مشمولہ: قومی زبان، کراچی، جون ۲۰۰۸ء

ماہ نامہ نعت، لاہور، اگست ستمبر ۱۹۹۸ء

ناوک حمزہ پوری، ہائیکو بعنوان اردو، دہلی، جون ۱۹۸۸ء

نزہت عباسی، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی، روایت اور جدت، مشمولہ: قومی زبان کراچی، جولائی، ۲۰۱۳ء

عنوان چشتی، شعر کی ہئیت کے تجربوں کا منظر نامہ دائرے، علی گڑھ، ۱۹۸۶ء

شوزب کاظمی، پروفیسر، اُردو ہائیکو کے منفرد نقاد و شاعر، دلنواز دل، مشمولہ: شام و سحر، لاہور، نومبر ۲۰۰۰ء

نعت رنگ، (نعتیہ ادب کا کتابی سلسلہ)، شمارہ نمبر ۲۰، اگست ۲۰۰۸ء، نعت سنٹر، کراچی

خطوط:

علی محمد فرشی، (خطوط)، اُردو ادب، راولپنڈی، جنوری ۱۹۸۶ء